﴿بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِیَدِ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ﴾ (آل عمران:74) ﴿......عَسٰۤی اَنْ یَّبْعَثَکَ رَبُّکَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اِسرائیل:80)

ہفت روزہ

الفضل

انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد 22 — جمعۃ المبارک 31 جولائی 2015ء — شمارہ 31

13 رشوال 1436 ہجری قمری ❁ 31 روفا 1394 ہجری شمسی

بیماری کی صورت میں قیام نماز میں آسانی

حضرت عمرانؓ بن حصین بیان کرتے ہیں کہ مجھے بواسیر تھی۔مَیں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے نماز کے بارہ میں پوچھا تو آپ نے فرمایا کھڑے ہوکر نماز پڑھو اور اگر کھڑے ہوکر ممکن نہ ہو تو بیٹھ کر اور اگر بیٹھ کر بھی ممکن نہ ہو تو پہلو کے بل لیٹ کر ہی سہی۔

(صحیح بخاری کتاب الجمعۃ باب اذا لم یطق قاعدا حدیث نمبر 1050)

حضرت امیرالمومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کا دورۂ جرمنی 2015ء

انفرادی وفیملی ملاقاتیں۔سینکڑوں افراد نے اپنے پیارے آقا سے ذاتی ملاقات کا شرف حاصل کیا اور آپ کی نصائح اور دعاؤں سے فیضیاب ہوئے۔بعض مرحومین کی نماز جنازہ حاضر و غائب۔دعوت ولیمہ میں شمولیت۔تقریب آمین

جرمنی کی لیفٹ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر Dr. Gysi کی حضور انور ایدہ اللہ سے ملاقات۔باہمی دلچسپی اور دنیا کے بگڑتے ہوئے حالات کے متعلق گفتگو۔عالمی امن کے قیام کے سلسلہ میں حضور انور ایدہ اللہ کی بصیرت افروز رہنمائی۔

فرینکفرٹ سے کالسروئے کے لئے روانگی۔جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ۔رضا کارانِ جلسہ سے خطاب میں کارکنان کو اہم ہدایات

(رپورٹ مرتّبہ:عبدالماجد طاہر۔ایڈیشنل وکیل التبشیر لندن)

یکم جون 2015ء بروز سوموار

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی قیامگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔حضور انور نے مختلف جماعتوں سے موصول ہونے والے خطوط، رپورٹس اور دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج فرینکفرٹ (Frankfurt) کے علاوہ جرمنی بھر کی مختلف 40 جماعتوں سے احباب جماعت اور فیملیز بڑے لمبے سفر طے کرکے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کے لئے پہنچے تھے۔

آج 39 فیملیز کے 126 افراد نے اور بیس احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

Köln سے آنے والی فیملیز 190 کلومیٹر، Düsseldorf سے آنے والی فیملیز 230 کلومیٹر، کاسل (Kassel) سے آنے والی دوصد کلومیٹر، آخن (Aachen) سے آنے والی 267 کلومیٹر، Hannover سے آنے والی 350 کلومیٹر اور ہمبرگ (Hamburg) سے آنے والی پانچصد کلومیٹر کا طویل سفر طے کرکے ملاقات کی سعادت کے حصول کے لئے پہنچی تھیں۔ان سبھی فیملیز نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

کتنی ہی خوش نصیب یہ فیملیز ہیں اور ان کے بچے اور بچیاں ہیں جنہوں نے اپنے پیارے آقا کے ساتھ یہ چند ساعتیں گزاریں اور پھر حضور انور کے دست مبارک سے یہ تحائف حاصل کئے جو ان کی زندگیوں کے لئے ایک یادگار بن گئے۔

بعض بچیاں تو چاکلیٹ استعمال کرنے کے بعد اس کا Cover سنبھال کر رکھتی ہیں اور اپنی ایلبم میں لگاتی ہیں کہ حضور نے یہ ہمیں عطا فرمائی تھی۔بڑے بچے بھی اپنے قلم سنبھال کر رکھتے ہیں کہ یہ ان کی زندگی بھر کے لئے ایک یادگار تحفہ ہے۔صرف اپنے نہیں غیر بھی اس تحفہ کی بہت قدر کرتے ہیں۔

کیلگری کینیڈا میں، حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ایک ملاقات کے دوران سکھ کمیونٹی سے تعلق رکھنے والے ایک ممبر پارلیمنٹ کو ایک قلم تحفہ میں عطا فرمایا تھا۔اب اس بات کو دو سال ہوچکے ہیں۔یہ ممبر پارلیمنٹ دوبارہ الیکشن میں جیتے تو ان کو مبارکباد دی گئی تو انہوں نے ایک احمدی دوست کو بتایا کہ اس نے وہ قلم آج تک سنبھال کر رکھا ہوا ہے جو خلیفۃ المسیح نے مجھے دیا تھا اور میں اس قلم سے صرف اہم ڈاکومنٹس اور خطوط پر دستخط کرتا ہوں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دو بجکر دس منٹ تک جاری رہا۔بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

انفرادی وفیملی ملاقاتیں

سوا چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور پروگرام کے مطابق فیملیز اور انفرادی ملاقاتیں شروع ہوئیں۔آج شام کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 147 افراد اور 32 احباب نے انفرادی طور پر اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ان سبھی احباب نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

آج فرینکفرٹ اور اس کے مختلف حلقوں کے علاوہ جرمنی کی 45 مختلف جماعتوں سے فیملیز اور احباب اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات کے لئے حاضر ہوئے تھے۔بعض فیملیز تین صد کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کرکے آئی تھیں اور پھر ملاقات کے بعد اتنا ہی سفر طے کرکے واپس اپنے گھروں کو گئیں۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام رات نو بجے تک جاری رہا۔

دعوت ولیمہ میں شرکت

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے پروگرام کے مطابق جامعہ احمدیہ جرمنی کے درجہ شاہد کے طالبعلم آفاق احمد کی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔اس تقریب کا انتظام بیت السبوح کے ہی ایک ہال میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

2 جون 2015ء بروز منگل

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک، خطوط، رپورٹس اور مختلف ممالک اور جماعتوں سے موصول ہونے والی فیکسز اور ای میلز ملاحظہ

فرمائیں۔ جرمنی میں قیام کے دوران لندن مرکز کے علاوہ قادیان اور ربوہ کے مراکز سے بھی روزانہ باقاعدہ دفتری ڈاک موصول ہوتی ہے۔ حضور انور اس تمام ڈاک کو ملاحظہ فرماتے ہیں اور ہدایات عطا فرماتے ہیں۔

صبح کے وقت کا ایک بڑا حصہ ان دفتری امور کی انجام دہی میں صرف ہوتا ہے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز اور انفرادی احباب کی ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 39 فیملیز کے 168 افراد اور 20 احباب نے انفرادی طور پر ملاقات کی سعادت پائی۔ ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی مختلف 39 جماعتوں سے آئی تھیں۔ ان میں سے ہمبرگ (Hamburg) سے آنے والی فیملیز پانچصد کلومیٹر اور برلن (Berlin) سے آنے والی فیملیز 550 کلومیٹر کے بہت لمبے فاصلے طے کرکے پہنچی تھیں۔ ان سبھی نے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت بھی پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام دوپہر دو بجکر پچاس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لا کر نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے آئے۔

پچھلے پہر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتیں شروع ہوئیں۔

آج مجموعی طور پر 49 فیملیز کے 215 افراد نے اپنے پیارے آقا سے شرف ملاقات پایا۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی جماعتوں Fulda، Nidda، Darmstadt، Pforzheim، Leeheim، Stuttgart، Limburg، Höchst، Goddelau، Russelsheim، Langen، Mannheim، Koblenz، Hannover، Viersen، Rödemark، Maintal، Florsheim، Wiesbaden، Dreieich، Bornheim اور Grafenhausen سے آئی تھیں۔ بعض جماعتوں سے آنے والی فیملیز اور احباب دو صد کلومیٹر سے زائد اور بعض جماعتوں سے آنے والے احباب اور فیملیز 350 کلومیٹر سے زائد کا سفر طے کرکے پہنچے تھے۔

ان تمام فیملیز نے ملاقاتوں کے دوران اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت تعلیم حاصل کرنے والے بچوں اور بچیوں کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام سوا نو بجے تک جاری رہا۔

دعوت ولیمہ میں شرکت

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مکرم نبیل احمد شاد صاحب مبلغ سلسلہ جرمنی کی دعوت ولیمہ میں شرکت فرمائی۔ اس تقریب کا انتظام بیت السبوح کے ہی ایک ہال میں کیا گیا تھا۔

اس کے بعد حضور انور نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

3 جون 2015ء بروز بدھ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطوط، رپورٹس اور دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق سوا بارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔ آج صبح کے اس سیشن میں 41 فیملیز کے 162 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت حاصل کی۔ ہر ایک نے دوران ملاقات اپنے آقا کے ساتھ تصاویر بنوانے کی سعادت پائی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات کو قلم عطا فرمائے اور چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

ملاقات کا شرف پانے والوں میں فرینکفرٹ (Frankfurt) کی جماعتوں سے آنے والی فیملیز اور احباب کے علاوہ دوسری مختلف 27 جماعتوں اور شہروں سے آنے والی فیملیز بھی شامل تھیں ان میں کاسل (Kassel) سے آنے والی فیملیز 200 کلومیٹر اور آخن (Aachen) سے آنے والی فیملیز 267 کلومیٹر کا سفر طے کرکے پہنچی تھیں۔ ان سبھی نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کا شرف پایا اور ہر ایک ان میں سے برکتیں سمیٹتے ہوئے باہر آیا۔ بیماروں نے اپنی شفایابی کے لئے دعائیں حاصل کیں۔ پریشانیوں اور مسائل میں گھرے ہوئے لوگوں نے اپنی تکالیف دور ہونے کے لئے دعا کی درخواستیں کیں اور تسکین قلب پاکر مسکراتے ہوئے چہروں کے ساتھ باہر نکلے۔ بعضوں نے اپنے مختلف معاملات اور کاروبار کے لئے رہنمائی حاصل کی۔ طلباء و طالبات نے اپنے امتحانات میں کامیابی کے لئے اپنے پیارے آقا سے دعائیں حاصل کیں۔ غرض ہر ایک نے اپنے محبوب آقا کی دعاؤں سے حصہ پایا۔ دعاؤں کے خزانے لوٹے اور ان کی پریشانیاں اور تکالیف راحت و سکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں اور یہ مبارک لمحات انہیں ہمیشہ کے لئے سیراب کر گئے۔

ملاقاتوں کا یہ پروگرام اڑھائی بجے تک جاری رہا۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نماز ظہر و عصر کی ادائیگی کے لئے تشریف لائے۔

نماز جنازہ حاضر و غائب

نمازوں کی ادائیگی سے قبل حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل تین حاضر جنازے اور چار جنازہ غائب پڑھائے۔

1۔ مکرم محمد یوسف بکر صاحب (جماعت من ہائم جرمنی):

مرحوم نے یکم جون 2015ء کو ستر 70 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ رشتہ میں مکرم سید کمال یوسف صاحب سابق مبلغ سکینڈے نیویا کے چچا تھے۔

2۔ مکرم لطیف احمد صاحب (من ہائم جرمنی):

مرحوم نے یکم جون 2015ء کو 75 سال کی عمر میں وفات پائی۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ ایک لمبا عرصہ واپڈا میں ملازمت کے سلسلہ میں صوبہ سرحد میں تعینات رہے جہاں متعدد بار جماعتی مخالفت کے باعث جان کا شدید خطرہ لاحق رہا۔ ستمبر 2014ء میں بیماری کی حالت میں جرمنی آئے۔

3۔ عزیزم سارم افروز (ابن مکرم نادر الطاف صاحب جرمنی):

عزیزم یکم جون 2015ء کو پیدائش کے بعد تین ہفتے ہسپتال میں زیر علاج رہنے کے بعد وفات پا گیا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔

جنازہ غائب

1۔ مکرمہ سعدیہ فخر صاحبہ (بنت مکرم انوار الحق صاحب ربوہ):

15 اپریل 2015ء کو 28 سال کی عمر میں بوجہ گردن توڑ بخار وفات پا گئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ نصرت جہاں اکیڈمی میں بطور ٹیچر اور MTA میں بطور معاونہ کارکردگی کے علاوہ محلّہ میں بھی فعال ممبر تھیں۔ قرآن کریم باترجمہ کی کلاس باقاعدگی سے لیتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔

2۔ مکرم منیر الدین احمد صاحب (ابن مکرم احمد دین صاحب۔ لاہور):

13 جنوری 2013ء کو 78 سال کی عمر میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم کراچی میں شعبہ مال سے لمبا عرصہ منسلک رہے۔ چندہ جات میں باقاعدہ اور دیگر مالی تحریکات میں بھی بڑھ چڑھ کر حصہ لیتے تھے۔ خلافت کے ساتھ عشق کی حد تک تعلق رکھنے والے مخلص باوفا انسان تھے۔ بلند آواز سے قرآن پاک کی تلاوت کیا کرتے تھے۔

3۔ مکرم محمد منیر اختر صاحب (کینیڈا):

16 مئی 2015ء کو 84 سال کی عمر میں ٹورانٹو کینیڈا میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحوم 2001ء میں اسلام آباد پاکستان سے کینیڈا آئے تھے۔ دس سال تک بیت الاسلام مشن ہاؤس میں بطور رضا کار نہایت محنت اور اخلاص سے خدمت بجالاتے رہے۔ اس سے قبل اسلام آباد میں سیکرٹری امور خارجہ بھی رہے۔

4۔ مکرم انوار اللہ خان صاحب (ابن مکرم رائے شمشیر علی خان صاحب۔ مہدی آباد جرمنی):

مرحوم 47 سال کی عمر میں ایک ٹرک حادثہ میں وفات پا گئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نہایت ملنسار، بےلوث خدمت کرنے والے اور خلافت احمدیہ کے دل سے جاں نثار تھے۔ جرمنی آنے سے قبل ربوہ کی ایک مسجد میں حفاظت کی ڈیوٹی دیتے ہوئے مولویوں کے پتھراؤ سے شدید زخمی ہو گئے تھے لیکن الٹا ان کے خلاف ہی مقدمہ درج کیا گیا اور بجائے ہسپتال لے جانے کے حوالات میں بند کر دیئے گئے۔ اس طرح آپ کو اسیر راہ مولا رہنے کا اعزاز حاصل ہوا۔ مہدی آباد میں قائد خدام الاحمدیہ اور اس کے علاوہ دیگر خدمات کی توفیق پائی۔

اللہ تعالیٰ تمام مرحومین سے مغفرت کا سلوک فرمائے اور انہیں اپنی رضا کی جنتوں میں جگہ دے۔ اللہ تعالیٰ ان کے لواحقین کو صبر کرنے اور ان کی خوبیوں کو زندہ رکھنے کی توفیق دے۔ آمین

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے نماز ظہر و عصر جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔

انفرادی و فیملی ملاقاتیں

پروگرام کے مطابق ساڑھے چھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے اور فیملیز ملاقاتوں کا پروگرام شروع ہوا۔

آج شام کے اس سیشن میں 48 فیملیز کے 221 افراد نے اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔ ان سبھی فیملیز نے اپنے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کا شرف بھی پایا۔

ملاقات کرنے والی یہ فیملیز جرمنی کی 39 مختلف جماعتوں اور علاقوں سے بڑے لمبے سفر طے کرکے آئی تھیں۔ Osnabrück سے آنے والی فیملیز 330 کلومیٹر، ہمبرگ سے آنے والی پانچصد کلومیٹر اور برلن (Berlin) سے آنے والی فیملیز پانچصد پچاس کلومیٹر کا لمبا سفر طے کرکے پہنچی تھیں۔

جرمنی کی جماعتوں کے علاوہ بیرونی ممالک پاکستان، امریکہ، کینیڈا اور مالی (Mali) سے آنے والے احباب نے بھی اپنے پیارے آقا سے ملاقات کی سعادت پائی۔

ملاقاتوں کے دوران تعلیم حاصل کرنے والے طلباء اور طالبات نے اپنے آقا سے قلم حاصل کئے اور حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ازراہ شفقت چھوٹی عمر کے بچوں اور بچیوں کو چاکلیٹ عطا فرمائے۔

تقریب آمین

ملاقاتوں کا یہ پروگرام نو بجکر بیس منٹ تک جاری رہا۔ بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مسجد کے مردانہ ہال میں تشریف لے آئے جہاں پروگرام کے مطابق تقریب آمین منعقد ہوئی۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے درج ذیل 29 بچوں اور بچیوں سے قرآن کریم کی ایک ایک آیت سنی اور آخر پر دعا کروائی۔

درج ذیل خوش نصیب بچے اور بچیاں آمین کی تقریب میں شامل ہوئیں۔

عمار فضل عمر برکلے، دانیال مسعود، عبداللہ احمد، مدثر احمد، جاذب احمد، فاتح احمد، ملک وقار، عطاء اللہ ناصر، فاران احمد، عزیزم ایشان ملک، ذیشان حاشر۔

ملائکہ برکلے، خولہ صباحت بھٹی، عالیہ بھٹی، عطیۃ الحی احمد، سبیکہ عامر، ساریہ احمد، دانیہ زاہد، غزالہ احمد، عالیہ مسعود، عتیقہ خان، سبیکہ محمود سندھو، حدیقہ فاروز، شائلین جاوید، عائزہ کلیم، عطیۃ الوکیل بلال، باسمہ ارم خان، ادیبہ محمود، عطیۃ الوکیل ایمان۔

تقریب آمین کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔

مکرم ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کی فیملی کی ملاقات

نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔ آج مکرم

باقی صفحہ 11 پر ملاحظہ فرمائیں

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات،

گرانقدر مساعی اوران کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر360

مکرم محمد الحاج عبداللہ صاحب(2)

قسطِ گزشتہ میں ہم نے مکرم محمد الحاج عبداللہ صاحب کے روحانی سفر کا احوال بیان کرتے ہوئے ان کی بیعت تک کے واقعات درج کئے تھے۔اس قسط میں باقی ماندہ واقعات کا ذکر کیا جائے گا۔ بیعت کے بعد انہوں نے اہل خانہ کو تبلیغ کرنی شروع کردی تھی جس کے بعد وہ بیان کرتے ہیں:

اکیلے ہی چلتے جاؤ!

میں مسلسل دو سال تک مختلف طریقوں سے اپنے اہل خانہ کو احمدیت کی تبلیغ کی کوشش کرتا رہا لیکن میری کوئی کوشش بارآور ثابت نہ ہوئی۔کئی بار مجھے یہ دیکھ کر سخت تعجب بھی ہوا کہ میرے والد صاحب جماعت احمدیہ کا نقطۂ نظر صرف اس لئے ردّ کررہے تھے کیونکہ وہ جماعت کا موقف ہے اور اپنے نفس پر شدید جبر کرکے جماعت کے مخالفین کی رائے کو صرف اس لئے اپنا رہے تھے کیونکہ وہ جماعت کے موقف کی مخالف تھی۔ حالانکہ میں اچھی طرح جانتا تھا کہ والد صاحب اندر سے جماعتی موقف کی مخالف رائے کے ہرگز قائل نہیں تھے۔جب میں نے یہ صورتحال دیکھی تو خدا تعالیٰ کی بارگاہ میں راہنمائی کے لئے دعا کرنی شروع کردی۔ چندروز کے بعد میں نے رؤیا میں دیکھا کہ مجھے خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک صفحہ موصول ہوا ہے جس پر خطِ کوفی میں لکھا ہے: تم اکیلے ہی خدا کی طرف چلتے جاؤ۔

میں سمجھ گیا کہ میری اپنے اہل خانہ کو تبلیغ کا کیا نتیجہ نکلنے والا ہے۔اس کے باوجود میں نے اہل خانہ کی ہدایت کی دعا کو نہ چھوڑا لیکن بالآخر وہی ہوا جس کے بارہ میں مجھے قبل ازیں رؤیا میں بتایا گیا تھا کہ اہل خانہ کی طرف سے مسلسل انکار کا ہی سامنا کرنا پڑا۔

شام کے بحران کی سمت کا تعین

جب شام کا بحران ابھی شروع ہورہا تھا اس وقت میں نے رؤیا میں دیکھا کہ ایک شخص حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کا لباس زیب تن کئے ہوئے کسی ماہر انجینئر کی طرح لوگوں کے ایک بڑے گروہ کو ماہرانہ مشورے دے رہا تھا۔ ظاہری رکھ رکھاؤ سے وہ کوئی بہت اہم شخصیت دکھائی دیتا تھا۔اس گروہ نے اس ماہر انجینئر کی بات سنی اَن سنی کردی جس کے بعد میں نے انہیں ایسی جگہ سے گزرتے دیکھا جسے پھانسی گھاٹ کہنا چاہئے کیونکہ وہاں بڑی تعداد میں لوگ پھانسی پر لٹک رہے تھے۔میں بہت خوف کی کیفیات کے ساتھ اس رؤیا سے بیدار ہوا۔ انہی دنوں حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ نے شام کے بحران کے بارہ میں نہایت قیمتی نصائح پر مشتمل خطبہ ارشاد فرمایا تھا۔اس خطبہ کی روشنی میں مجھے اپنے رؤیا کی یہی تفہیم ہوئی کہ اگر یہ لوگ خلیفہ وقت کی نصائح کو نہیں سنیں گے تو بکثرت خون خرابہ اور فساد ہوگا اور لاشیں گریں گی۔اور پھر یہی کچھ آج تک ہو رہا ہے۔

بیش قیمت علمی خزانہ

مجھے بکثرت جماعتی کتب کے مطالعہ کی بھی توفیق ملی۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی جن کتب نے مجھے مسحور کردیا ان میں اسلامی اصول کی فلاسفی، کشتی نوح، حمامۃ البشریٰ اور مسیح ہندوستان میں شامل ہیں۔اسی طرح حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی تفسیر کبیر اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہ اللہ کی کتاب ’’الہام، عقل، علم اور سچائی‘‘ بھی نہایت بیمثال کتب ہیں۔

بیعت پر چار سال گزرنے کے باوجود ابھی بھی جب جماعتی کتب کے مطالعہ کے دوران کسی نئے مفہوم سے آشنائی ہوتی ہے تو میں حیرت میں ڈوب جاتا ہوں کہ لوگ ان حقیقی مفاہیم سے کیوں دور جا پڑے ہیں۔

غیر متزلزل ایمان کی نعمت

احمدیت کی طرف میرے اس سفر کی داستان میں اس بات کا ذکر کرنا بھی نہایت ضروری ہے کہ قبول احمدیت کے بعد لوگوں نے مختلف طریقوں سے مجھے ڈرانے اور احمدیت سے برگشتہ کرنے کی کوشش کی۔ان میں سے بعض نے فرضی کہانیاں بنا کر کہا کہ احمدیوں کا انجام بہت ہی برا ہوتا ہے اس لئے اگر تم احمدیت سے تائب نہ ہوئے تو تمہاری عاقبت بھی نہایت خراب ہوگی۔لیکن میں تو حق کو اپنی آنکھوں سے دیکھ چکا تھا اور ایمان کی حلاوت کو اپنے دل اور روح سے محسوس کرچکا تھا اس لئے میں نے ان کی باتوں کی کوئی پرواہ نہ کی، یہاں تک کہ 30/اپریل 2013ء کا دن آ گیا جب میں دمشق میں ہونے والے ایک ہولناک دھماکہ کی زد میں آ گیا۔اس حادثہ میں دیگر بہت سے زخموں اور چوٹوں کے علاوہ میری ریڑھ کی ہڈی اتنی بری طرح متأثر ہوئی کہ میرے جسم کا نچلا حصہ مفلوج ہوگیا۔جب مجھے کچھ ہوش آیا اور میں نے اردگرد نظر دوڑائی تو ہر طرف بے جان لاشے، لہولہان بدن اور انسانی جسموں کے چیتھڑے بکھرے پڑے تھے۔مجھے اپنے زخموں کو دیکھ کر اسی وقت اندازہ ہوگیا تھا کہ میں اب اپنے قدموں پر کبھی بھی نہیں چل سکوں گا۔اسکے باوجود میں نے فوراً کلمہ شہادت پڑھا اور اردگرد بکھرے جسموں اور لہولہو بدنوں کو دیکھ کر اپنے زندہ بچ جانے پر خدا تعالیٰ کا شکر ادا کیا۔ایسے وقت میں مَیں نے رَبِّ كُلُّ شَيْءٍ خَادِمُکَ رَبِّ فَاحْفَظْنِيْ وَانْصُرْنِيْ وَارْحَمْنِيْ اور بعض دیگر دعاؤں کا ورد کرنا شروع کردیا۔ یہ دعا میں نے اس حادثہ سے چندروز قبل ہی یاد کی تھی اور بعد میں یہ جان کر مجھے بہت خوشی ہوئی کہ واقعۂ لاہور کے شہداء اور زخمیوں نے بھی اُس المناک حادثے کے وقت اسی دعا کا بکثرت ورد کیا تھا۔

گو میں زخموں سے چور، لہو میں رنگین اور چھلنی جسم کے ساتھ دردوں سے کراہ رہا تھا لیکن اس وقت بھی پہاڑوں جیسے بلند اور مضبوط یقین پر قائم تھا کہ میں بفضلہٖ تعالیٰ ہدایت کے راستہ پر ہوں۔ یہ محض خدا کا فضل ہے کہ شیطان اس جسمانی کمزوری کے لمحہ میں بھی میرے دل میں یہ وسوسہ ڈالنے میں کامیاب نہیں ہوسکا کہ یہ مجھے احمدیت کی وجہ سے ابتلاء آیا ہے، بلکہ اس کے برعکس مجھے یہی احساس ہوتا رہا کہ احمدیت کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے خاص فضل فرمایا ہے اور مجھے محفوظ رکھا ہے۔

مناجات اور شکر وسپاس

اس حادثہ کے بعد میرے غیر احمدی خیرخواہ پھر چلے آئے اور مجھے احمدیت سے دور کرنے کی ناکام کوششیں کرنے لگے۔میں ان کی باتیں سنتا اور ان پر ترس کھاتے ہوئے اپنے دل میں کہتا کہ یہ روحانی نعمتوں اور تسکین سے کس قدر بے بہرہ لوگ ہیں! انہیں کیا معلوم کہ احمدی جس روحانی جنت میں رہ رہے ہیں اس کے مقابل پر جسمانی بیماریاں اور زخم کچھ بھی حقیقت نہیں رکھتے۔ ایسے ہی جذبات کے زیر اثر میں نے مندرجہ ذیل چند شعر لکھے:

يَا ذَا الْجَلَالِ ، يَا عَالِمِ بِحَالِي
حُبُّکَ فِي قَلْبِي غَيَّرَ اَحْوَالِي

يَانُورُ يَا هَادِي، يَا طُهْرَ الْفُؤَادِي
أَكْرِمْنِي بِالزَّادِ عِنْدَ التِّرْحَالِ

أَنْجَيْتَنِي كَرَمًا، لَسْتُ أَدْرِي لِمَ
خَجِلٌ اَنَا مِمَّ أَسْلَفْتُ فِي الْخَالِي

بِالْأَلَمِ يَا إِلٰهِي، يَحْلُولِي التَّبَاهِي
قَدْ عَرَفْتُ اِتِّجَاهِي، نَحْوَ الْوِصَالِ

یعنی اے خدائے ذوالجلال والاکرام تو میرے دل کے حال سے واقف ہے۔تُو جانتا ہے کہ محض تیری محبت نے میرے حالات کو تبدیل کرکے رکھ دیا ہے۔

اے نور اور اے ہادی! اے میرے دل کو پاک کرنے والے! مجھے اس دنیا سے کوچ کرتے وقت اپنی بارگاہ میں مقبول ہونے والا زادِراہ عطا فرما دینا۔

تو نے محض اپنے فضل وکرم سے مجھے بچایا۔ مجھے اپنی گزشتہ زندگی کے اعمال کو دیکھ کر تو شرمندگی ہوتی ہے کہ آخر کس عمل کی وجہ سے تو نے مجھ پر یہ احسان فرمایا۔

اے میرے خدا! ان دکھوں اور دردوں کی مجھے کوئی پرواہ نہیں۔ میرے لئے تو یہی فخر کافی ہے کہ میں تیرے وصال کے راستہ پر گامزن ہوگیا ہوں۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مجھے اور میرے اہل خانہ کو ثبات قدم عطا فرمائے۔آمین۔

☆☆☆☆☆

مکرم محمد قطبہ صاحب

مکرم محمد قطبہ صاحب کا تعلق مراکش سے ہے جہاں ان کی پیدائش 1948ء میں ہوئی اور انہیں 2008ء میں بیعت کرنے کی توفیق ملی۔قبول احمدیت کے بعد ان میں غیر معمولی تبدیلی آئی۔ حد درجہ مہمان نواز اور فدائی احمدی ہیں۔ان کا گھر اکثر احمدی احباب سے بھرا رہتا ہے۔وہ اپنی بیعت کا واقعہ ذکر کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

کامل حق کہاں ہے!

میں عام مسلمانوں کی طرح ایک سادہ اور بے علم سا مسلمان تھا۔ مجھے یہ بھی معلوم نہ تھا کہ میرا مسلک کیا ہے۔ شاید میں سُنّی مسلمان تھا لیکن میں کسی فرقہ کی طرف بشدت مائل نہ تھا، نہ ہی میں کبھی کسی مذہبی جماعت میں بطور خاص داخل ہوا تھا۔ میں ہر وقت حضرت امام مالک کا ایک مشہور قول اپنے پیش نظر رکھتا تھا جس کا مفہوم یہ ہے کہ جو بات بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے وہ برحق ہے اور جو اس کے علاوہ ہے اس میں شک کی گنجائش ہے اور وہ ردّ بھی کی جاسکتی ہے۔

اس مقولہ کی بنا پر میں اس نتیجہ پر پہنچا تھا کہ کوئی فرقہ یا جماعت بھی غلطی سے پاک نہیں ہے۔ ہر جماعت کسی نہ کسی معاملہ میں دیگر جماعتوں کے مقابلہ میں حق پر ہوسکتی ہے لیکن کوئی جماعت ہر معاملہ میں حق پر نہیں ہے۔

جماعت سے تعارف اور بیعت

ایک روز میرے ایک دوست نے بتایا کہ اس نے ایک عجیب چینل دیکھا ہے جو جماعت احمدیہ کا ہے۔اس نے اس چینل سے ملنے والی بعض معلومات کا ذکر کیا تو میں نے اس سے چینل کی فریکوئینسی وغیرہ لے لی۔ گھر آ کر میں نے ڈھونڈا تو مجھے یہ چینل مل گیا۔اس وقت اس پر پروگرام الحوار المباشر لگا ہوا تھا جس کا عنوان تھا وفات مسیح علیہ السلام۔ میں اس پروگرام کو دیکھنے میں اس قدر منہمک ہوا کہ پھر وہ شام میں نے ایم ٹی اے کے ساتھ ہی گزاری اور محض اس ایک پروگرام کو ہی دیکھنے کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا کہ یہ جماعت سچی ہے۔ نیز اگر یہ سچی جماعت ہے تو پھر مجھے بھی اس میں شامل ہوجانا چاہئے۔لہٰذا میں نے اسی وقت بیعت کا فیصلہ بھی کرلیا۔ پھر میں نے بسرعت اپنے دوست کو اپنے فیصلہ سے آگاہ کرنے کے بعد عربی ویب سائٹ پر بیعت فارم پُر کرکے ارسال کردیا اور پھر جلد ہی میرا اپنے علاقے کے بعض احمدیوں سے بھی رابطہ ہوگیا۔

بیعت کے بعد تبدیلی

بیعت سے قبل میری عبادت کھوکھلی تھی۔ حقیقت یہ ہے کہ میری نماز اور دیگر دینی شعائر کی ادائیگی محض ایک رسم کے طور پر تھی۔ عجیب بات یہ ہے کہ وساوس اور مختلف دنیاوی خیالات صرف نماز کے وقت ہی آتے اور اس کثرت سے ذہن پر سوار ہوجاتے کہ بسا اوقات نماز کے بعد مجھے یہ بھی نہ یاد رہتا کہ میں نے نماز میں کونسی سورت پڑھی تھی۔لیکن قبول احمدیت کے بعد بفضلہٖ تعالیٰ میری نماز خشوع وخضوع سے بھر گئی، وساوس کی جگہ عبادت کی لذت اور حضورِ قلب نے لے لی، اور استجابت دعا کی نعمت سے خدا کے قرب کا احساس ہونے لگا۔

علاوہ ازیں بیعت سے پہلے میں تلاوت قرآن کریم میں بہت ہی بے قاعدہ تھا اسی طرح دیگر مذہبی کتب کے مطالعہ کا بھی کوئی خاص شوق نہ تھا۔ لیکن بیعت کے بعد تلاوت قرآن اور جماعتی کتب کے مطالعہ میں ایسی حلاوت اور چاشنی پائی کہ جس قدر مطالعہ کرتا تھا اسی قدر مطالعہ کی خواہش اور رغبت میں اضافہ ہوتا جاتا تھا۔ اسی طرح حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کے بتائے ہوئے فہم قرآن کے اصول کو پیش نظر رکھ کر کلام اللہ پر تدبر کرنے میں خاص لذت ملنے لگی۔

بیعت سے قبل تو میں ایک دنیا دار آدمی تھا، اور دنیا کی لذتوں اور نعمتوں کے پیچھے بھاگ رہا تھا لیکن بیعت کے بعد میں یکسر بدل گیا یہاں تک کہ میرے بعض دنیا دار دوستوں نے میری حالت پر افسوس کا اظہار کرتے ہوئے یہ کہنا شروع کردیا کہ بے چارہ کسی دینی جماعت کے ہتھے چڑھ گیا ہے۔ جبکہ مجھے ان کی حالت پر رحم آتا ہے کہ انہوں نے محض دنیاداری کو ہی اپنا اوڑھنا بچھونا بنایا ہوا ہے۔

تبلیغ اور اہلیہ کی بیعت

بیعت کے بعد میں نے اپنے بعض رشتہ داروں کو بھی تبلیغ کرنے کی کوشش کی لیکن وہ حق کو پہچاننے کے باوجود مولویوں کے اثر سے باہر نہ نکل سکے۔تاہم خدا کا لاکھ لاکھ شکر ہے کہ اس نے میری اہلیہ کو حضرت امام مہدی علیہ السلام کی کتب پڑھ کر خود بیعت کا فیصلہ کرنے کی توفیق عطا فرمائی۔ فالحمد للہ علی ذالک۔

(باقی آئندہ)

اتّباعِ قرآن کے منافع

{تقریر حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ فرمودہ 19/جون 1912ء بمقام بٹالہ}

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ نے تشہّد و تعوّذ کے بعد سورۃ البقرہ کی آیات ایک تانو(9-1) کی تلاوت کی اور فرمایا:

''مسلمان ایک گروہ کا نام ہے جس طرح تمہارے ملک میں ہندو ایک گروہ کا نام ہے اسی طرح مسلمان بھی ایک گروہ ہے۔ اب اس وقت مسیحی لوگ جس طرح سے اپنے مذہب کی اشاعت کرنے میں کوشش کرتے ہیں۔ آپ بالکل یک دل اور یکسو ہو کر سوچیں کہ کیا اس سے بڑھ کر بھی اور کوئی ترکیب ہے جس ترکیب پر وہ عمل کر رہے ہیں؟ اگر آپ سوچیں اور کتنا ہی سوچیں اس سے بڑھ کر اور کوئی ترکیب نہ سوجھے گی۔

ایک میرا دوست تھا اس کو ایک دفعہ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر پنجاب سے ملنے کا اتفاق ہوا۔ جب وہ نواب صاحب بہادر سے ملاقات کر چکا اور اٹھنے کا وقت قریب ہوا تو نواب صاحب بہادر موصوف نے پوچھا کہ کیا آپ اردو فارسی بھی پڑھے ہوئے ہیں۔ اس نے کہا حضور پڑھا ہوا ہوں۔ اس پر اس نے ایک خوش وضع اور خوش نما جلد کی اور نہایت عمدہ کاغذ پر خوشخط چھپی ہوئی ایک انجیل دی اور کہا کہ اگر آپ میری محبت کی قدر کرتے ہیں تو میں اپنی محبت کے لحاظ سے آپ سے امید رکھتا ہوں کہ آپ اسے ضرور پڑھیں گے۔ وہ مسلمان تھا اور بڑا امیر با اثر اور صاحب ثروت مسلمان تھا۔ میں نے اس سے دریافت کیا کہ کیا آپ نے نواب صاحب بہادر موصوف کی اس بات سے کچھ فائدہ بھی اٹھایا یا نہیں؟ اس نے جواب دیا کہ اس سے میں نے صرف اتنا ہی سمجھا ہے کہ یہ لوگ نہایت کوشش میں لگے ہوئے ہیں کہ کچھ ہی کیوں نہ ہو اپنے مذہب کی اشاعت ضرور ہو۔ میں نے کہا کہ دیکھو یہ کتنے بڑے بادشاہ ہیں۔ جناب نواب لفٹننٹ گورنر بہادر کی حکومت سکھوں کے بادشاہ کی حکومت سے کئی درجے بڑھ کر ہے۔ مہاراجہ رنجیت سنگھ کے زمانہ میں سرحد میں ستلج کا دوسرا کنارہ اور اٹک علیحدہ تھی اسے نصیب نہ ہوا کہ دہلی پر بھی حکومت کر سکے۔ نابھہ۔ جیند وغیرہ ریاستوں پر بھی تصرف نہ تھا۔ مگر یہ شخص اتنی بڑی سلطنت کا مالک ہو کر اپنی کتاب کی اشاعت میں کس طرح لگا ہے۔ تم بھی امیر ہو با اثر ہو، صاحب ثروت اور وجاہت ہو، اللہ کے فضل سے تمہیں سب کچھ میسر ہے پر سچ کہنا کہ کیا قرآن کریم کے لئے بھی تم نے کبھی ایسی کوشش کی ہے جیسی یہ لوگ کر رہے ہیں؟

میرے عزیزو! تم جو اَب یہاں بیٹھے ہو۔ ذرا انصاف سے خدا لگتی کہنا یہ بچے تو کیا سمجھیں گے تم میں سے جو ذرا عمر میں بڑے ہیں البتہ وہ غور کر سکتے ہیں وہ خوب غور کریں اور بتائیں کہ کیا یہ جواَب ہم کرتے ہیں اور کر رہے ہیں اگر ایسی ہی اور اسی جوش اور سرگرمی سے پچھلے زمانے کے بڑے بڑے آدمی بھی کوششیں کرتے تو کیا اسلام پھیل سکتا؟ کیا اس کی اشاعت یوں دنیا بھر میں ہو جاتی؟ کیا اس کی آواز بٹالہ تک پہنچ جاتی؟ نہیں نہیں ہرگز نہیں۔ بات یہ ہے کہ وہ مہتم بالشان اور مہتم بالارادہ اشخاص نہایت ہی عظیم الشان کوششیں کرتے تھے اور یہ انہی کی قابل تعریف کوششوں کا نتیجہ ہے کہ اسلام کو اب تم اپنے گھروں میں پاتے ہو۔ آج خود گھر کے لوگ اس پر ہنسی اڑاتے ہیں اور حیران ہوتے ہیں کہ اسلام دنیا میں پھیلا ہی کیوں اور کس طرح؟ کیونکہ وہ دیکھتے ہیں کہ قرآن کریم کے (جو کہ اسلام کو پیش کرتا ہے) پڑھنے سے نہ تو ملازمت ہی ملتی ہے نہ آسودگی ہوتی ہے نہ مکان عالی شان ملتے ہیں پھر اسے پڑھیں تو کیوں پڑھیں۔ ایک شخص انگریزی پڑھنے میں اس قدر محو تھا کہ وہ ہر وقت انگریزی ہی کو رٹتا رہتا۔ اگر وہ نماز کے لئے بھی اٹھتا تو قیام میں بھی انگریزی، رکوع اور سجود میں بھی انگریزی۔ غرض ہر وقت اور ہر حال میں انگریزی ہی پڑھتا دکھائی دیتا۔ میں نے اس سے پوچھا کہ کیوں تو ایسا کرتا ہے۔ اس نے جواب دیا کہ انگریزی اس وقت ہماری گورنمنٹ کی زبان ہے دفاتر کی زبان ہے اس کے پڑھنے سے ہماری بہتری ہے بتائیے کہ ہمیں اور کہیں سے کیا مل سکتا ہے؟

ہماری یہ حالت کیوں ہوئی؟ ہم نے اپنی یہ حالت خود بنائی ہے۔ ہم دیکھتے ہیں کہ ہماری ہم عصر قومیں ترقی کر رہی ہیں اور ہم خواب غفلت میں پڑے خراٹے لے رہے ہیں۔ وہی قومیں جو ذلیل تھیں اور جن کو ہم ذلت اور حقارت سے دیکھتے تھے آج وہ ہماری سردار ہیں۔ دیکھو ایک پکوڑے بیچتا ہے تم اس پر ہنسی کرتے ہو۔ پھر چند دنوں کے بعد تم سب اسے شاہ جی شاہ جی کہنے لگ جاتے ہو اور اس کے سامنے اپنی ساری ضرورتیں لے جا کر اس سے روپیہ طلب کرتے ہو۔ میں جس وقت مسلمانوں کی حالت پر غور کرتا ہوں تو میرا دل لرز جاتا ہے۔ اپنے اپنے افعال اور اعمال کا خوب خوب موازنہ کرو اور دیکھو کہ اگر دنیا کے خراب لوگ چوری کرتے ہیں، جھوٹ بولتے ہیں، زنا کرتے ہیں، غصب حقوق کرتے ہیں، جوا کھیلتے ہیں، قمار بازی کرتے ہیں اور دیگر زمانے بھر کے جرائم کا ارتکاب کرتے ہیں تو کیا تم لوگ وہ ساری باتیں نہیں کرتے؟ کیا تم میں ایسے بہت سے لوگ نہیں جو نہایت قبیح افعال کے مرتکب ہوتے ہیں؟ اللہ کریم نے ہمیں ایک کتاب بخشی تھی جن بزرگوں نے اس پر عمل کیا وہ تو سر برآوردہ ہو گئے۔ دنیا ان کا لوہا مان گئی۔ دنیا اور اس کے بادشاہوں کے لئے وہ باعث رشک ہو گئے۔ اپنے گھروں میں ہوتے یا بادشاہوں کے درباروں میں جاتے ہر ایک جگہ ان کا رعب ہوتا اور بڑا رعب ہوتا۔ اب وہ کتاب تو موجود ہے جس سے یہ تمام برکات پیدا ہوئی تھیں جس سے یہ رعب اور یہ عزت ہم کو ملی تھی۔ مگر بات تو یہ ہے کہ اب اپنا اس پر عملدرآمد ہی نہیں رہا۔ اب تو یہ حالت ہو گئی ہے کہ جب کبھی اس کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو جواب یہ ملتا ہے کہ ہم غریب ہو گئے، نادار ہو گئے، بے سروسامان ہو گئے اس لئے اب اتنی فرصت ہی نہیں کہ اس کے درس تدریس کا سلسلہ باقاعدہ جاری رکھا جاوے۔ دیکھو تم اپنی رسموں کے پورا کرنے کے لئے تو روپیہ کو پانی کی طرح بہا دو اور اپنے بیاہ شادی کے موقع پر اس قدر خرچ کر دو کہ مقروض ہو جاؤ مگر جس بات پر تمہاری ترقی، تمہاری عزت، تمہاری بہبودی منحصر ہو اس کا خیال تک بھی نہ ہو۔

وہ قومیں جو کبھی تمہارے خیال میں ذلیل تھیں وہی تم کو اب بڑی حقارت سے دیکھتی ہیں۔ کیا تم جانتے ہو کہ اس کی وجہ کیا ہے؟ اس کی وجہ صرف یہ ہے کہ تم اس عظیم الشان کتاب کی حقیقت سے بکلّی بے بہرہ ہو گئے ہو۔ یہ کتاب تمہیں بڑا بنانے کے لئے آئی تھی۔ بڑا بننا اب تمہارے اختیار میں ہے۔ صحابہ کرامؓ قرآن کریم کی اتباع سے کتنے بڑے آدمی بن گئے۔ اس نسخہ پر اب پھر بڑی بھاری عملدرآمد کی ضرورت ہے جو صحابہ کرام کے زیر عمل تھا۔ اللہ کریم فرماتا ہے یہی ایک کتاب ہے جس کی ساری کی ساری باتیں حکمت سے بھری ہوئی ہیں۔ اسے تم شروع سے لے کر اخیر تک بڑے غور سے پڑھ جاؤ مگر تمہیں ایک بھی ایسی بات نہ ملے گی جو ہلاکت کی راہ بتاتی ہو۔ جو کچھ بھی وہ بتاتی ہے تمام سُکھ کی راہیں بتاتی ہے۔ کیا اس میں کوئی ایسی بات ہے کوئی ایسا عمل ہے جس پر کاربند ہونے سے ہمارا نام 9 نمبر یا 10 نمبر کے بدمعاشوں میں لکھا جاوے۔ کیا کوئی ایسی راہ ہے جس پر چلنے سے ہم آتشک میں مبتلا ہو جاویں۔ میں بوڑھا ہوں، 47 برس سے یا 50 برس سے طب کرتا ہوں میں نے کبھی نہیں دیکھا کہ قرآن کریم کی تعلیم اور اس پر عملدرآمد کرنے سے کوئی شخص آتشک یا ایک خاص قسم کا سوزاک ہے اس میں مبتلا ہو گیا ہو۔ پر کیا مسلمانوں میں اب آتشک نہیں؟ کیا کوئی مسلمان اب اس سوزاک میں مبتلا نہیں؟ کیا کوئی مسلمان جیل میں نہیں؟ پھر کیا بات ہے قرآن کریم تو اس لئے نازل ہوا تھا کہ تم کو مسلمان اور بڑا بنا دے، سکھی بنا دے، امن چین کے راستے پر قائم کر دے پر تم بڑے کیوں نہیں بنے، سُکھی کیوں نہیں ہوئے؟ غور کرو اور خوب غور کرو کہ کیا یہ ذلت، یہ خفّت، یہ بربادی، یہ ہلاکت اس کے احکام پر عمل کرنے کا نتیجہ ہے؟ نہیں ہرگز نہیں۔ قرآن کریم میں تو ہلاکت کی راہ ہی نہیں۔ یہ تو ہمیں امیر، باعزت، صاحب جاہ وجلال اور بڑا بنانے کے لئے نازل ہوا تھا نہ کہ ذلت دینے اور ذلیل کرنے کو۔ پھر کیا وجہ ہے کہ آج درس تدریس کرنے والے اذلّ ترین مخلوق سمجھے گئے ہیں۔ اس کی وجہ مَیں بتاتا ہوں۔ مَیں ایک طبیب ہوں۔ طب کا بڑا حصہ تو ڈاکٹروں کے پاس ہے۔ پھر اس کا بہت سا حصہ عورتوں نے لے لیا۔ کچھ حصہ دائیوں کے پاس ہے، کچھ حلوائیوں کے پاس۔ پھر کچھ حصہ کنجروں، ڈوموں اور مراثیوں نے لے لیا ہے۔ ہمیں بھی ایک حصہ ملا ہوا ہے اس حصے کے ذریعے سے امیر، غریب، شریف، رذیل، نیک، بد، بچے، جوان، بوڑھے غرض ہر قسم کی مخلوق سے ملاقات رہی ہے۔ میں نے دیکھا ہے کہ امراء کے لئے کوئی شریعت نہیں وہ سمجھتے ہیں کہ ہم عیش وعشرت کرنے اور گل چھرّے اڑانے کے لئے پیدا ہوئے ہیں۔ ہم نے رنڈی بازی کرنی ہے اور ہم نے شراب بھی پینی ہے۔ وہ محلّہ میں مسجد کے ملاّ سے مل کر کسی عورت کا نکاح دو دفعہ کرا دیں، چار دفعہ کرا دیویں کوئی ان کے روبرو انہیں مطعون نہیں کرتا۔ امیر مسجد میں جاتے ہی نہیں۔ ان میں سے جو نیک ہیں وہ نماز اگر پڑھتے بھی ہیں تو گھروں ہی میں کبھی کبھی پڑھ لیتے ہیں مگر مسجد میں آنے کو وہ باعث خفت وحقارت سمجھتے ہیں۔ امامت جو بڑا عظیم الشان کام تھا وہ اب اذلّ ترین کام سمجھا جاتا ہے۔ میں نے سادات سے پوچھا ہے کہ تم نے امامت کیوں چھوڑ دی؟ جواب میں مجھے ہر دفعہ یہی بتایا گیا کہ یہ شرفا کا کام نہیں۔ یہ تو کمینہ قوم کے لوگوں مشٹنڈے، جولاہوں، مُلاّنوں وغیرہ کا کام ہے۔ اس کو یہاں تک حقیر سمجھا گیا ہے کہ بڑے بڑے سادات اور امیر نمازوں میں آنا عار سمجھنے لگے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ احکام کتاب اللہ پر عملدرآمد جاتا رہا۔ یہ تو ان کا ذکر ہے جو کچھ زمانہ دیکھ چکے ہیں۔ جو آگے تیار ہو رہے ہیں ان کی حالت اللہ کے سپرد ہے۔ کئی لاکھ لڑکے کالجوں میں پڑھتے ہیں ان کو کبھی برائے نام بھی خدا کی ذات وصفات کے متعلق فکر کرنے کا موقع نہیں ملتا سوائے اس کے کہ اپنے لباس کا خیال ہو۔ اپنے کوٹ، پتلون، بوٹ کا خیال ہو یا اپنی انگریزی تعلیم کا خیال ہو انہیں اور کوئی خیال ہی نہیں ہوتا۔ ہزاروں ہزار مسلمان لنڈن کو جاتے ہیں، جب وہ اپنے سفر کے متعلق ذکر کرتے ہیں تو پہلے اپنی ٹھاٹھ کا ذکر کرتے ہیں اور بڑے مزے سے چٹکیاں لے کر کہا کرتے ہیں کہ ہمیں اسٹیشن پر چھوڑنے کے لئے اس قدر مخلوق تھی۔ اس قدر تھی کہ سارا اسٹیشن ہی بھرا پڑا تھا۔ پھر بمبئی کا ذکر کرتے ہیں پھر آگے چل کر پورٹ سعید کا ذکر کرتے ہیں مگر مکّہ شریف کا ذکر ان کی زبان پر کبھی آتا ہی نہیں۔ گویا مکّہ شریف ان کے راستے ہی میں نہیں پڑتا۔ کیا کبھی آپ نے ان کی زبانی اس پاک اور مقدس جگہ کا نام بھی سنا؟ نہیں۔ پھر یہ کیوں؟ اس لئے کہ انہیں اسلام سے محبت نہیں، درد نہیں، وہ نام کے مسلمان ہیں۔ قرآن کریم کی محبت کے سرد ہونے کا نقشہ قرآن کریم نے یوں کھینچا ہے۔ فرمایا کہ جب حضور فخر کائنات اور فخر رسالت صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قوم کو مضطرب پائیں گے تو فرمائیں گے:

يَارَبِّ اِنَّ قَوْمِی اتَّخَذُوْا هٰذَا الْقُرْاٰنَ مَهْجُوْرًا۔ (الفرقان: 31)۔ آپ لوگوں کی یہ حالتِ بد انہیں کیوں دیکھنی نصیب ہو گی۔ اس لئے کہ آپ نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا اس کی تعلیم سے آپ نے کوئی فائدہ نہ اٹھایا۔

اپنے گھر کی حالت کو دیکھو ہر ایک چیز کا وزن کرو تمہاری عورتوں کو کپڑے کی ضرورت ہے۔ اعلیٰ سے اعلیٰ زیور وہ پہنتی ہیں۔ پھر ظاہری بناؤ سنگار کے لئے انہیں منہ دیکھنے کے شیشے کی بھی ضرورت ہے مگر قرآن کریم سے ان کو مس نہیں۔ اس کی اتباع کی انہیں فکر نہیں۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اپنے خاوندوں کو، اپنے بیٹوں کو اور اپنے بھائیوں کو دیکھتی ہیں کہ ان کو بھی عزیز و مجید کتاب سے محبت نہیں۔ قرآن کریم جو ہمیں بڑا بنانے کے لئے، خوشحال بنانے کے لئے، بادشاہ بنانے کے لئے، باعزت اور با اثر بنانے کے لئے آیا تھا اس کی حقارت ہوتی ہے۔ اگر آج قرآن کریم سنایا جاتا ہے تو صرف مُردوں کو سنایا جاتا ہے یا ان مریضوں کو جو قریب المرگ ہو گئے ہیں۔ میں نے ایک مُلاّں کی زبانی سنا کہ جس طاعون سے ہمیں مرزا ڈراتا ہے وہ طاعون تو ہمارے لئے نعمت ہے۔ مجھے تعجب ہوا کہ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے کہا کہ آپ حیران کیوں ہوتے ہیں کوئی بیمار اچھا ہو یا نہ ہو ہمیں تو اپنے مطلب سے مطلب ہے۔ ہم تو اپنے ختم قرآن کی پوری رقم لے ہی لیتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ جو لوگ قرآن کریم کو پڑھتے بھی ہیں وہ اپنے آپ کو آپ کی نظر میں قابل اعتبار بنا کر نہیں دکھا سکتے۔ اب اگر لوگوں کو قرآن کریم کے پڑھنے اور اس پر عمل کرنے کی خواہش ہو تو کیونکر اور کس طرح پر؟ جو نمونہ وہ قرآن کریم کے پڑھنے والوں کا پاتے ہیں وہ تو ایسا ہے ہی نہیں کہ جس پر چل کر انسان کسی قسم کی کامیابی کی امید کر سکے۔

شروع شروع میں جب میں مدرّس تھا۔ سکول میں چار سو لڑکا پڑھتا تھا۔ ان دنوں کوئی فیس مقرر نہ تھی۔ تھوڑے دنوں کے بعد فیس کے جاری کرنے کا جو حکم ہوا اور ہم نے فیس کے لئے عادت ڈالنی چاہی تو صرف پندرہ آنے ان چار سو لڑکوں سے وصول ہوئے تِس پر بھی ایسی دقّت کا سامنا ہوا ایسی مصیبت اٹھانی پڑی کہ سارے کے سارے شہر کے لوگ غل مچانے لگے اور چاروں طرف سے شور اٹھا کہ لڑکے اپنے کھانے پینے کے لئے جو پیسے گھر سے لے جاتے ہیں انہیں استاد چھین لیتا ہے۔ ایک تو وہ وقت تھا کہ 400 لڑکوں سے 15/ (آنے) بھی مشکل سے وصول ہوئے اور ایک یہ وقت ہے کہ آج اگر عہ/ (ایک روپیہ) فی لڑکا بھی لیا جائے (جو نہایت ہی کم درجہ کی اوسط

باقی صفحہ 14 پر ملاحظہ فرمائیں

خطبہ جمعہ

ہم رمضان کے آخری عشرہ میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے عشروں میں سے گزرتے ہوئے جہنم سے نجات دلانے والے عشرہ میں سے گزر رہے ہیں۔

یہ دن بیشک رحمت، مغفرت اور جہنم سے نجات کے دن ہیں لیکن کیا ہم نے ان دنوں کے فیض سے فیض بھی پایا ہے؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات اور ارشادات بغیر کسی شرط کے نہیں ہوا کرتے۔ ان کے ساتھ بعض شرائط ہوتی ہیں۔ پس ان دنوں کی رحمت سے فیض پانے کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں اور ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ لینے کی بھی کچھ شرائط ہیں اور جہنم سے نجات کے لئے بھی کچھ شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے۔

اگر دعائیں قبول کروانی ہیں تو پھر محسن بننا ضروری ہے۔ عام نیکیاں کر کے انسان محسن نہیں بن سکتا بلکہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے اپنے اعمال کو اعلیٰ معیاروں تک لے جانا ضروری ہے۔

ہمیں اس رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی چاہئے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے نہ کہ عارضی اور وقتی طور پر سزا سے بچالے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ہم پہلی حالت میں آجائیں۔

حقیقی محسن وہ ہے جو ہر وقت یہ خیال رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور جب یہ احساس ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تب خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور تبھی انسان برائیوں سے بچتا ہے۔ اور جو برائیوں سے بچتا ہے وہ دل کی بے چینیوں سے بھی بچتا ہے۔

ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے جہاں ہمارا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے۔ ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں۔

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 10 / جولائی 2015ء بمطابق 10 وفا 1394 ہجری شمسی بمقام مسجد بیت الفتوح مورڈن

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۔ اِيَّاکَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ۔

اللہ تعالیٰ کے فضل سے آج بائیس روزے گزر گئے یا بائیسواں روزہ گزر رہا ہے اور یوں ہم رمضان کے آخری عشرہ میں ہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کے مطابق ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت کے عشروں میں سے گزرتے ہوئے جہنم سے نجات دلانے والے عشرہ میں سے گزر رہے ہیں۔

(الجامع لشعب الایمان کتاب الصیام باب فضائل شهر رمضان جلد 5 صفحہ 224۔ مکتبة الرشد طبع 2004ء حدیث نمبر 3336)

پس یہ اللہ تعالیٰ کا بے حد احسان ہے کہ اس نے ہمیں یہ موقع نصیب فرمایا۔ لیکن ایک مومن جس کو اللہ تعالیٰ پر ایمان ہے اور اس کا تقویٰ اختیار کرنے کی کوشش کرتا ہے، اس کے دل میں اللہ تعالیٰ کا خوف بھرا ہوا ہے، وہ صرف اس بات پر خوش نہیں ہو سکتا کہ یہ دن یا عشرے جو اللہ تعالیٰ نے میسر فرمائے میری نجات کا سامان بن گئے۔ یہ دن بیشک رحمت مغفرت اور جہنم سے نجات کے دن ہیں لیکن کیا ہم نے ان دنوں کے فیض سے فیض بھی پایا ہے؟ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کے احکامات اور ارشادات بغیر کسی شرط کے نہیں ہوا کرتے۔ ان کے ساتھ بعض شرائط ہوتی ہیں۔ پس ان دنوں کی رحمت سے فیض پانے کے لئے بھی کچھ شرائط ہیں اور ان دنوں میں اللہ تعالیٰ کی مغفرت سے حصہ لینے کی بھی کچھ شرائط ہیں اور جہنم سے نجات کے لئے بھی کچھ شرائط کا پابند ہونا ضروری ہے۔

پس ہمیں ان چیزوں سے فیض پانے کے لئے ان باتوں کی تلاش کی ضرورت ہے جن سے ہم اللہ تعالیٰ کو راضی کرتے ہوئے اس کے فضلوں کے مورد بنیں۔ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بارے میں بعض مفسّرین دو قسمیں بیان کرتے ہیں۔ ایک قسم تو رحمت کی یہ ہے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے بطور احسان کے ہوتی ہے۔ انسان اس کو حاصل کرنے کے لئے کوئی خاص تردّد یا کوشش نہیں کر رہا ہوتا۔ اس کی مثال اللہ تعالیٰ کا یہ فرمانا ہے کہ رَحْمَتِيْ وَسِعَتْ كُلَّ شَيْءٍ (الاعراف: 157)۔ کہ میری رحمت ہر چیز پر حاوی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس رحمت سے تمام لوگ حصہ لے رہے ہیں۔ بغیر کسی عمل کے ان کو اس رحمت سے حصہ مل رہا ہے۔ لیکن حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اس بارے میں یوں فرمایا ہے کہ:

’’اس آیت سے معلوم ہوتا ہے کہ رحمت عام اور وسیع ہے اور غضب یعنی صفت عدل بعد کسی خصوصیت کے پیدا ہوتی ہے۔ یعنی یہ صفت قانون الٰہی سے تجاوز کرنے کے بعد اپنا حق پیدا کرتی ہے اور اس کے لئے ضرور ہے کہ اوّل قانون الٰہی ہو اور قانون الٰہی کی خلاف ورزی سے گناہ پیدا ہو اور پھر یہ صفت ظہور میں آتی ہے اور اپنا تقاضا پورا کرنا چاہتی ہے‘‘۔ (جنگ مقدس روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 207)

پس اللہ تعالیٰ اپنے بندوں پر مہربان ہے ان پر رحم کرتا ہے لیکن جب قانون الٰہی سے تجاوز کرنے پر انسان غضب یا سزا کا مورد بنتا ہے۔ چھوٹی موٹی غلطیوں کو تو اللہ تعالیٰ معاف کرتا چلا جاتا ہے لیکن جب انتہائی حد سے بڑھنا شروع کر دے تب پھر خدا تعالیٰ کی عدل کی صفت یا جو دوسری صفت ہے وہ کام کرتی ہے لیکن عموماً اللہ تعالیٰ کی رحمت نے ہر چیز کو گھیرا ہوا ہے۔ بعض دفعہ عدل کا یا قانون الٰہی کو توڑنے کا تقاضا ہوتا ہے کہ سزا ملے لیکن اللہ تعالیٰ پھر بھی رحم کرتے ہوئے بخش دیتا ہے۔ یاد رکھنا چاہئے کہ یہ کیفیت مومنوں کے لئے نہیں ہے۔ جو حقیقی مومن ہیں ان کا مقام کچھ اور ہے۔ ایمان کا تقاضا تو ان ایمانی حالتوں کو درست رکھنا اور اللہ تعالیٰ کے حکموں پر چلنے کی حتی المقدور کوشش کرنا ہے۔ اور سب کوششوں کے باوجود کسی بشری کمزوری کی وجہ سے گناہ سرزد ہو جائے تو پھر اگر حقیقی ایمان ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت اس گناہ کو ڈھانک لیتی

ہے نہ کہ جیسا کہ میں نے پچھلے کسی خطبے میں کہا تھا کہ انسان گناہوں پر دلیر ہوتا چلا جائے اور یہ کہتا رہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت بڑی وسیع ہے، کوئی پرواہ نہیں۔ تو یہ باتیں خدا تعالیٰ کے غضب کو بھڑکانے والی ہیں۔ اس بات کو واضح فرماتے ہوئے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کس طرح اس کے غضب کو ڈھانک لیتی ہے۔ ایک جگہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ:

’’وعید میں دراصل کوئی وعدہ نہیں ہوتا۔ صرف اس قدر رہوتا ہے کہ خدا تعالیٰ اپنی قدوسیت کی وجہ سے تقاضا فرماتا ہے کہ شخصِ مجرم کو سزا دے اور بسا اوقات اس تقاضے سے اپنے ملہمین کو اطلاع بھی دے دیتا ہے‘‘۔ یعنی اپنے فرستادوں کو، انبیاء کو جن پر الہام کرتا ہے ان کو بتا دیتا ہے کہ فلاں شخص دلیر ہوتا جا رہا ہے اس کو میں سزا دینے والا ہوں لیکن پھر کیا صورت ہوتی ہے۔ ’’پھر جب شخصِ مجرم توبہ اور استغفار اور تضرع اور زاری سے اس تقاضا کا حق پورا کر دیتا ہے تو رحمت الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے‘‘۔ بعض دفعہ اطلاع بھی ہو جاتی ہے، سزا بھی مل جاتی ہے، مقدر ہو جاتی ہے، فیصلہ ہو جاتا ہے لیکن اگر وہ شخص جس کے بارے میں فیصلہ ہوا ہے توبہ کر رہا ہے، استغفار کر رہا ہے تو پھر سزا سے بچ بھی سکتا ہے۔ تو فرمایا کہ ’’تو رحمت الٰہی کا تقاضا غضب کے تقاضا پر سبقت لے جاتا ہے اور اس غضب کو اپنے اندر مجحوب و مستور کر دیتا ہے۔‘‘ اسے چھپا دیتا ہے۔ اس پر پردہ ڈال دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ معاف کر دیتا ہے۔ ’’یہی معنی ہیں اس آیت کے کہ عَذَابِیْٓ اُصِیْبُ بِہٖ مَنْ اَشَآءُ وَرَحْمَتِیْ وَسِعَتْ کُلَّ شَیْءٍ (الاعراف:157)۔ یعنی رَحْمَتِیْ سَبَقَتْ غَضَبِیْ۔‘‘ (تحفہ غزنویہ روحانی خزائن جلد 15 صفحہ 537)۔ (اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ) میری رحمت غضب پر حاوی ہوگئی۔

پس مجرموں کو بھی ان کے توبہ استغفار سے اللہ تعالیٰ بخشتا ہے۔ جو بہت بڑھے ہوئے ہوتے ہیں ان کے لئے سزا مقدر ہو جاتی ہے ان کو بھی بخش دیتا ہے۔

آپ نے فرمایا کہ ایسے مجرموں کو بھی جن پر عذاب لازم ہو گیا جب وہ زاری کریں تو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے بلکہ بعض پر عذاب کی اپنے فرستادوں کو خبر بھی دے دیتا ہے (جیسا کہ میں نے کہا) لیکن پھر مجرم کی زاری جو ہے، اس کا تضرع ہے، اس کا رونا پیٹنا ہے، استغفار کرنا ہے، اللہ تعالیٰ کی رحمت کو کھینچ لیتا ہے۔ تو بہرحال مومن کا یہ مقام نہیں ہے کہ پہلے قانون الٰہی سے بغاوت کرے اور پھر آہ و زاری کرے اور پھر رحمت تلاش کرے۔ مومنوں کے بارے میں دوسری مثال ہے۔ اور دوسری قسم کی رحمت اعمال کے ساتھ مشروط ہے اور اس کا وعدہ نیک کام کرنے والوں اور تقویٰ پر چلنے والوں کے ساتھ مشروط ہے۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰہِ قَرِیْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِیْنَ (الاعراف:57)۔ یعنی یقیناً اللہ تعالیٰ کی رحمت محسنوں کے قریب ہے۔

محسن کے معنی ہیں جو دوسروں سے نیک سلوک کرے۔ تقویٰ پر چلنے والا ہو۔ علم رکھنے والا ہو۔ تمام شرائط کے ساتھ اس کام کو پورا کرنے والا ہو جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے دیئے گئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت ان لوگوں کے قریب ہے جو جان بوجھ کر گناہ کرنے والے نہیں ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کو اپنے گناہوں کی سزا کے خوف سے ہمیشہ پکارتے رہتے ہیں اور اپنے گناہوں کی سزا کے خوف سے اس کی یاد دل میں رکھتے ہیں۔ وہ لوگ جو جان بوجھ کر گناہ کرنے والے نہیں ہیں بلکہ انجانے میں اگر کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے تو اللہ تعالیٰ کو اس کا تقویٰ اختیار کرتے ہوئے پکارتے ہیں تو پھر اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔ ان کی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت ہے کہ وہ دعائیں قبول فرماتا ہے۔ اس پر کوئی زبردستی نہیں ہے، نہ کوئی کر سکتا ہے کہ ضرور بالضرور اس نے ہماری دعائیں قبول کرنی ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کا رحم محسنین کے ساتھ ہے۔ ان لوگوں کے ساتھ ہے، ان پر ہوتا ہے جو تقویٰ پر چلتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے ہوں۔ ان لوگوں کے ساتھ ہے جو دوسروں سے نیکیاں کرنے والے اور ان کے حق ادا کرنے والے ہوں۔

پس اگر دعائیں قبول کروانی ہیں تو پھر محسن بننا ضروری ہے اور محسن کے ان معنوں کو اپنے سامنے رکھتے ہوئے محسن بننا ضروری ہے۔ پس یہ کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ عام نیکیاں کر کے انسان محسن نہیں بن سکتا بلکہ یہ مقام حاصل کرنے کے لئے اپنے اعمال کو اعلیٰ معیاروں تک لے جانا ضروری ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو محسن کی تعریف فرمائی ہے اس کو اگر انسان دیکھے تو خوف سے پریشان ہو جاتا ہے کہ کیا ہماری عبادتوں کی یہ حالت ہوتی ہے۔ ہر کام کرتے ہوئے جو بھی کام ہم کر رہے ہیں ہماری یہ حالت ہوتی ہے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تعریف فرمائی ہے۔ اور وہ کیا ہے؟ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ محسن وہ ہے جو ہر نیک کام کرتے ہوئے یہ دیکھے کہ وہ خدا تعالیٰ کو دیکھ رہا ہے۔ یہ بات سامنے رکھے۔ یا کم از کم خدا تعالیٰ اسے دیکھ رہا ہے۔

(صحیح البخاری کتاب الایمان باب سؤال جبریل النبی ﷺ عن الایمان والاسلام والاحسان، و علم الساعۃ حدیث نمبر 50)

اب یہ حالت ہماری عبادتوں کی بھی ہو اور ہمارے دوسرے کام سرانجام دیتے وقت بھی ہو تو کبھی غلط کام ہو ہی نہیں سکتا۔ کبھی تقویٰ سے ہم ادھر اُدھر ہو ہی نہیں سکتے۔ کبھی کسی کے ساتھ برا سلوک کر ہی نہیں سکتے۔ کبھی کسی کا حق مار ہی نہیں سکتے بلکہ کسی کو نقصان پہنچانے اور اس کا حق مارنے کا سوچ بھی نہیں سکتے۔

پس اسلام کے احکامات تو ایسے ہیں کہ کسی طرف سے بھی ان پر عمل شروع کریں یا اللہ تعالیٰ کے کسی بھی حکم کو پکڑیں یا اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے کسی بھی حکم کو دیکھیں یا ارشاد کو دیکھیں تو وہ سب کو گھیر کر اکٹھا کر کے ہمیں جس طرف لے کے جائیں گے وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی ہے۔ ہم خواہش تو بہت کرتے ہیں کہ ہماری دعائیں بھی قبول ہوں اور ہم اللہ تعالیٰ کی رحمت کے بھی وارث ہوں اور اس کے مورد بنیں لیکن ان کے حصول کے لئے ہم اس مقام کو حاصل کرنے کی کوشش نہیں کرتے یا اکثریت ہم میں سے نہیں کرتی یا باقاعدگی سے ہم کوشش نہیں کرتے جو ایک مومن کو کرنی چاہئے۔ ہم اس بات پر تو خوش ہو جاتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کی رحمت کے عشرے میں سے ہم گزر رہے لیکن ہم یہ نہیں سوچتے کہ اس رحمت کے حصول کے لئے ہم نے کیا کیا یا ہمیں کیا کرنا چاہئے تھا۔ کیا ہم ان گناہگاروں اور جرائم پیشہ کی طرح رہے جو وقتی آہ و زاری کر کے اللہ تعالیٰ کی رحمت کو حاصل کر کے اس سزا سے بچ گئے جو کسی کو کسی خاص جرم کی وجہ سے ملنی تھی یا بعض جرائم کی وجہ سے ملنی تھی۔ یا ہم محسنین میں شمار ہو کر اپنی زندگیوں کو اس طرح ڈھالنے والے بننے کی کوشش کر رہے ہیں جو ہمیشہ تقویٰ پر قائم رہنے کا عہد کرتے ہیں، جو ہمیشہ دوسروں کے ساتھ نیکیاں بجالانے کا عہد کرتے ہیں، جو رمضان کو اپنے اندر پاک تبدیلیاں پیدا کرنے کا مستقل ذریعہ بنانے کی کوشش کرتے ہیں اور بناتے ہیں۔

پس ہمیں اس رحمت کو جذب کرنے کی کوشش کی ضرورت ہے اور کوشش کرنی چاہئے جو ہمیشہ ہمارے ساتھ رہے نہ کہ عارضی اور وقتی طور پر سزا سے بچا لے اور پھر وقت گزرنے کے ساتھ ہم پہلی حالت میں آ جائیں۔ اس ایک لفظ رحمت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہماری زندگی کے لئے لائحہ عمل کا ایک خزانہ عطا فرما دیا کہ رمضان کے پہلے دس دن میں اس رحمت کی تلاش کرو اور جب یہ رحمت تلاش کر لو تو پھر یہ عہد کرو کہ اس کو ہم نے اپنی زندگی کا حصہ بنانا ہے۔ ایک مومن کے لئے دس دن کی تربیت پھر اگلے راستے دکھائے گی۔ لیکن کیونکہ شیطان ہر وقت ہمارے ساتھ لگا ہوا ہے جو اپنے کاموں میں مصروف ہے، ورغلانے کے کام میں مصروف ہے، نیکیوں سے ہٹانے کے کام میں مصروف ہے اس لئے اس رحمت کو حاصل کرنے کے بعد اس پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی مدد کی ضرورت ہے اور یہ مدد حاصل کرنے کے لئے ہم نے کیا طریق اختیار کرنا ہے۔ فرمایا کہ اگلے دس دن پھر اللہ تعالیٰ کی اس مدد اور طاقت کو تلاش کرو تا کہ تمہارے عمل مستقل عمل بن جائیں اور وہ طاقت ہے استغفار۔ آپ نے فرمایا کہ دوسرا عشرہ مغفرت کا عشرہ ہے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہوا کہ آہ و زاری کرنے والے کے گناہ بخشتے ہوئے اسے اللہ تعالیٰ اپنی مغفرت کی چادر میں لپیٹ لیتا ہے اور ان پر رحمت اور فضل کرتا ہے۔ لیکن مومن وہ ہے جو اس ستاری اور رحمت کو اپنی زندگی کا حصہ بنائے جس کا اظہار اس کی عبادتوں سے بھی ہو اور دوسرے اعمال سے بھی ہو اور مستقل استغفار کرتے ہوئے ہو۔ اپنے اعمال پر نظر ڈالتے ہوئے ہو۔ اور جب یہ ہو گا تو اللہ تعالیٰ کی مغفرت ہمیں اپنی لپیٹ میں لیتی چلی جائے گی۔ اس کی رحمت کے دروازے ہم پر کھلتے چلے جائیں گے۔ اور جب یہ ہو گا تو پھر ہمیں نیکیوں پر قائم رہنے کی توفیق بھی اللہ تعالیٰ دیتا چلا جائے گا۔

ایک مومن کے لئے مغفرت کی حقیقت کیا ہے اور اسے حاصل کرنے کے لئے کیا طریق اختیار کرنا چاہئے اور کس طرح استغفار کرنی چاہئے اس بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک جگہ فرماتے ہیں کہ:

’’استغفار کے حقیقی اور اصلی معنی یہ ہیں کہ خدا سے درخواست کرنا کہ بشریّت کی کوئی کمزوری ظاہر نہ ہو اور خدا فطرت کو اپنی طاقت کا سہارا دے اور اپنی حمایت اور نصرت کے حلقہ کے اندر لے لے۔ یہ لفظ غَفْر سے لیا گیا ہے جو ڈھانکنے کو کہتے ہیں۔ سو اس کے یہ معنی ہیں کہ خدا اپنی قوت کے ساتھ شخص مُسْتَغْفِر کی فطرتی کمزوری کو ڈھانک لے‘‘۔ جو استغفار کرنے والا ہے اس کی جو فطرتی کمزوریاں ہیں ان کو ڈھانک لے اور مستقل استغفار سے پھر اللہ تعالیٰ ڈھانک بھی لیتا ہے۔ فرمایا کہ ’’لیکن اصل اور حقیقی معنی یہی ہیں کہ خدا اپنی خدائی کی طاقت کے ساتھ مستغفر کو جو استغفار کرتا ہے فطرتی کمزوری سے بچاوے اور اپنی طاقت سے طاقت بخشے اور اپنے علم سے علم عطا کرے اور اپنی روشنی سے روشنی دے کیونکہ خدا انسان کو پیدا کر کے اس سے الگ نہیں ہوا بلکہ وہ جیسا کہ انسان کا خالق ہے اور اس کے تمام قویٰ اندرونی اور بیرونی کا پیدا کرنے والا ہے ویسا ہی وہ انسان کا قیوم بھی ہے۔ یعنی جو کچھ بنایا ہے اس کو خاص اپنے سہارے سے محفوظ رکھنے والا ہے‘‘۔ یعنی اللہ تعالیٰ نے جو کچھ پیدا کیا اور جس طرح بنایا اس کو اپنے خاص سہارے سے محفوظ رکھنے والا بھی ہے۔ وہ قیوم بھی ہے۔ ’’پس جب خدا کا نام قیوم بھی ہے یعنی اپنے سہارے سے مخلوق کو قائم رکھنے والا۔ اس لئے انسان کے لئے لازم ہے جیسا کہ وہ خدا کی خالقیت سے پیدا ہوا ہے ایسا ہی وہ اپنی پیدائش کے نقش کو خدا کی قیومیّت کے ذریعہ بگڑنے سے بچاوے‘‘۔ (عصمت انبیاء روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 671)

پس انسان کے لئے ایک طبعی ضرورت تھی جس کے لئے استغفار کی ہدایت ہے۔ اس بگڑنے سے

بچانے کے لئے، اللہ تعالیٰ کی قیومیت سے حصہ لینے کے لئے اپنی روحانی حالتوں کو ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے کیا کرنا چاہئے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ استغفار کرو۔

پس رمضان میں جو ہمیں مغفرت کی طرف توجہ دلائی گئی ہے تو اس روح کو سامنے رکھنے کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اس کی رحمت سے اگر مستقل حصہ لینا ہے تو استغفار کرو۔ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرو۔ خدا تعالیٰ جو ان دنوں میں اپنے بندوں پر خاص مہربان ہوتا ہے اس کی رحمت کے دونوں فیض جاری ہیں۔ ایک عام فیض جس سے مومن اور غیر مومن سب حصہ لیتے ہیں اور ایک خاص فیض جو محسنین کے ساتھ مخصوص ہے اس سے بھی ہم حصہ پانے والے ہوں کہ اس فیض سے حصہ لینے کے لئے جو محسنین سے مخصوص ہے جہاں ایک مومن نیکیوں کے بجالانے کے لئے طاقت پکڑنے کی کوشش کرے وہاں استغفار سے اللہ تعالیٰ کی روشنی سے روشنی لے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت پکڑے تا کہ کبھی اللہ تعالیٰ کی روشنی سے محروم ہو کر اندھیروں میں نہ بھٹکنے لگے یا اللہ تعالیٰ کی طاقت سے بے فیض ہو کر شیطان کی جھولی میں نہ جا گرے کیونکہ اگر اللہ تعالیٰ کی طاقت ساتھ نہ ہو تو شیطان کے حملے بڑے سخت ہیں۔ وہ فوراً اپنی لپیٹ میں لے لیتا ہے۔ اس لئے استغفار کرنا بہت ضروری ہے تا کہ انسان اللہ تعالیٰ سے طاقت پکڑے اور شیطان سے ہمیشہ بچا رہے۔

پس فرمایا کہ انسان فطرتاً کمزور ہے اور اس کمزوری سے بچنے اور اللہ تعالیٰ کی طاقت سے طاقت لینے کے لئے استغفار ضروری ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ انسان کو اپنی نیکیوں پر قائم رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور رحمتوں کو اپنے اوپر ہمیشہ قائم رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہے اس کے بغیر ہم کچھ نہیں کر سکتے اور اللہ تعالیٰ نے اپنا نام قیوم رکھ کر اس طرف ہمیں توجہ دلائی ہے۔ اس کی یہ صفت ہے کہ نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے اور اللہ تعالیٰ کی رحمت اور مغفرت سے ہمیشہ حصہ لینے کے لئے اللہ تعالیٰ کے سہارے کی ضرورت ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی صفت قیومیت ہی بتا رہی ہے کہ تم نے اگر ہمیشہ کسی چیز کو جاری رکھنا، قائم رکھنا ہے تو تمہیں بہر حال میرے سہارے کی ضرورت ہے۔ میری طرف آؤ۔ پس اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ اس سہارے کو کبھی نہ چھوڑو جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ جو ہمیشہ قائم رہنے والا ہے، قائم کرتا ہے اور سب سے مضبوط سہارا ہے۔

پس ہمیں اس بات کو سمجھنا چاہئے کہ درمیانی عشرہ کے مغفرت کا عشرہ ہونے کا یہ مطلب نہیں کہ اس میں جتنی استغفار کرنی ہے کرلو اور تم نے اتنا کرنے سے اپنے مقصود کو پالیا۔ بلکہ اس طرف ہمیں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی ہے کہ رمضان آیا، اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے قریب ہوا۔ تمہاری توجہ بھی روزوں اور دعاؤں کی طرف ہوئی تو اب اپنی نیکیوں کو جاری رکھنے کے لئے اللہ تعالیٰ کی رحمتوں سے مستقل حصہ لینے کے لئے اپنی فطری کمزوریوں سے بچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور استغفار کرتے ہوئے اس کی پناہ میں آؤ اور یہ کوشش کرو کہ یہ حالت مستقل ہو جائے۔ اللہ کرے کہ ہم میں سے اکثر اس سوچ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی مغفرت طلب کرتے ہوئے دوسرے عشرے میں سے گزر رہے ہوں یا گزرے ہوں۔ عشرہ تو ختم ہو گیا۔ اور اب اس سوچ کے ساتھ تیسرے عشرے میں بھی داخل ہو رہے ہوں کہ اللہ تعالیٰ سے حاصل کی ہوئی روشنی اور طاقت ہمیں اللہ تعالیٰ کی رضا کی جنتوں میں لے جانے والی ہو گی انشاء اللہ۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ آخری عشرہ جہنم سے بچانے کا عشرہ ہے تو جب انسان اللہ تعالیٰ کی رحمت کی چادر میں بھی لپٹ جائے، اس کی مغفرت سے روشنی اور طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے، اس کی روشنی سے حصہ لے لے اور اس کی طاقت پکڑ کر اس پر قائم بھی ہو جائے تو ظاہر ہے وہ پھر اللہ تعالیٰ کا قرب پانے والا ہی ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کسی کو بغیر اجر کے تو نہیں چھوڑتا۔ بڑا دِیالو ہے۔ بڑا دینے والا ہے۔ جب انسان خدا تعالیٰ کے لئے نیکیاں بجا لا رہا ہو یا بجالانے کی کوشش کر رہا ہو تو اللہ تعالیٰ صرف اتنا نہیں فرماتا کہ اچھا میں تمہیں جہنم میں نہیں ڈالوں گا۔ جہنم سے تم بچ گئے بلکہ جہنم سے بچانے کا عشرہ فرما کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اصل میں ہمیں یہ بھی فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسے عمل کرنے والوں سے راضی ہو کر اپنی جنت کی خوشخبری دیتا ہے۔ جو دوزخ کے دروازے رمضان کے آنے پر بند کئے گئے تھے۔

(سنن الترمذی کتاب الصوم باب ما جاء فی فضل شهر رمضان حدیث نمبر 682)

اگر مستقل اس کی مغفرت طلب کرتے رہو گے، استغفار کرتے رہو گے، نیکیوں پر دوام حاصل کرنے کے لئے اور ان پر قائم رہنے کے لئے مستقل اللہ تعالیٰ کا دامن پکڑے رہو گے تو جہنّم کے دروازے صرف رمضان میں ہی نہیں بلکہ ان تیس دنوں کی عبادات اور عہد اور حقوق کی ادائیگی اور توبہ اور استغفار کی مستقل عادت جہنم کے دروازے ہمیشہ کے لئے بند کر دے گی۔

جنت اور جہنّم کی حقیقت کے بارے میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ایک اقتباس پیش کرتا ہوں۔

آپ علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:

''مذہب سے غرض کیا ہے؟ بس یہی کہ خدا تعالیٰ کے وجود اور اس کی صفات کاملہ پر یقینی طور پر ایمان حاصل ہو کر نفسانی جذبات سے انسان نجات پا جاوے اور خدا تعالیٰ سے ذاتی محبت پیدا ہو۔ کیونکہ درحقیقت وہی بہشت ہے جو عالم آخرت میں طرح طرح کے پیرایوں میں ظاہر ہو گا۔ اور حقیقی خدا سے بے خبر رہنا اور اس سے دور رہنا اور سچی محبت اس سے نہ رکھنا درحقیقت یہی جہنم ہے جو عالم آخرت میں انواع و اقسام کے رنگوں میں ظاہر ہو گا''۔

(چشمہ مسیحی روحانی خزائن جلد 20 صفحہ 352)

پس اس نکتے کو ہمیں سمجھنے کی ضرورت ہے کہ جہنم سے نجات بھی اس دنیا سے شروع ہوتی ہے اور جنت کا ملنا بھی اس دنیا میں ہوتا ہے اور ان دونوں کے جو وسیع اثرات ہیں، جو مختلف حالتوں اور رنگوں میں انسان کو ملنے ہیں یا ملتے ہیں وہ اگلے جہان میں ملتے ہیں۔

پس اللہ تعالیٰ سے حقیقی تعلق، توبہ استغفار انسان کو اس دنیا میں بھی جنت دکھا دیتا ہے جس کے وسیع تر انعامات جیسا کہ میں نے کہا اگلے جہان میں ملیں گے۔ اور خدا تعالیٰ سے سچا تعلق اور محبت اور اس کی رحمت اور بخشش ہر وقت طلب نہ کرتے رہنا اس کے احکامات کو جان بوجھ کر توڑنا ہے۔ یہ اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کا موجب بنتا ہے۔

پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے قرآن کریم کے حوالے سے اس طرح کھول کر بیان فرمایا۔

فرمایا کہ

''قرآن شریف نے بہشت اور دوزخ کی جو حقیقت بیان کی ہے کسی دوسری کتاب نے بیان نہیں کیا۔ اس نے صاف طور پر ظاہر کر دیا کہ اسی دنیا سے یہ سلسلہ جاری ہوتا ہے۔ چنانچہ فرمایا وَلِمَنْ خَافَ مَقَامَ رَبِّهٖ جَنَّتٰنِ (الرحمٰن: 47)۔ یعنی جو شخص خدا تعالیٰ کے حضور کھڑا ہونے سے ڈرا اس کے واسطے دو بہشت ہیں''۔ (دو جنتیں ہیں۔) ''یعنی ایک بہشت تو اسی دنیا میں مل جاتا ہے کیونکہ خدا تعالیٰ کا خوف اس کو برائیوں سے روکتا ہے''۔ (برائیوں سے رکنے سے بہشت ملتا ہے) ''اور بدیوں کی طرف دوڑنا دل میں ایک اضطراب اور قلق پیدا کرتا ہے جو بجائے خود ایک خطرناک جہنم ہے''۔ اللہ تعالیٰ کا خوف برائیوں سے روکتا ہے اور انسان جب برائیوں سے رکتا ہے تو اس دنیا میں بھی جہنم سے بچ گیا اور جو بدیوں کی طرف دوڑنا ہے، بدیاں کرنا ہے، اس سے کوئی بدی کرنے والا سکون نہیں پاتا۔ کہیں نہ کہیں اس کو اضطراب رہتا ہے، کوئی بے چینی رہتی ہے اور انسان کی بدیاں کرنے کے بعد جو یہ حالت ہے یہ خود ایک جہنم ہے۔ فرمایا ''لیکن جو شخص خدا کا خوف کھاتا ہے تو وہ بدیوں سے پرہیز کر کے اس عذاب اور درد سے تو دم نقد بچ جاتا ہے''۔ (وہ تو فوری طور پر بچ گیا جو خدا تعالیٰ کا خوف کرنے والا ہے۔) ''جو شہوات اور جذبات نفسانی کی غلامی اور اسیری سے پیدا ہوتا ہے''۔ یعنی جذبات شہوانی سے اور جذبات نفسانی سے انسان جو نفسانی جذبات کی غلامی میں آ جاتا ہے یا شہوات کا اسیر بن جاتا ہے اگر اللہ تعالیٰ کا خوف ہو تو اپنے ان جذبات کو دبانے سے وہ اس سے بچ جاتا ہے۔

پھر فرمایا کہ:

''اور وہ وفاداری اور خدا کی طرف جھکنے میں ترقی کرتا ہے؟'' (پھر انسان جب ان چیزوں سے بچے گا تو خدا تعالیٰ کی طرف جھکنے میں ترقی کرے گا) ''جس سے ایک لذت اور سرور اسے دیا جاتا ہے اور یوں بہشتی زندگی اسی دنیا سے اس کے لئے شروع ہو جاتی ہے۔''

(ملفوظات جلد 3 صفحہ 155-156۔ ایڈیشن 1985ء مطبوعہ انگلستان)

پس اس دنیا کی بہشتی زندگی یا اگلے جہان کی بہشت کے حصول کی کوشش اور جہنم سے بچنا کس طرح ہے اور کیا ہے؟ آپ نے فرمایا کہ قرآن کریم کے ارشاد کے مطابق جہنم سے بچنا اور جنت کا حصول صرف اخروی جنت اور جہنم نہیں ہے بلکہ اس دنیا کی بھی جنت اور جہنم ہے اور اس صورت میں اس سے بچنا اسی صورت میں ممکن ہے جب انسان خدا تعالیٰ سے ڈرے۔ جیسا کہ پہلے ذکر ہو چکا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ حقیقی محسن وہ ہے جو ہر وقت یہ خیال رکھتا ہے کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ اور جب یہ احساس ہو کہ خدا تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے تب خدا تعالیٰ کا خوف پیدا ہوتا ہے۔ اور تبھی انسان برائیوں سے بچتا ہے۔ اور جو برائیوں سے بچتا ہے وہ دل کی بے چینیوں سے بھی بچتا ہے۔ اب ایک چور ہے یا کسی بھی طریقے سے کوئی بھی غلط کام کرنے والا ہے، اسے ہر وقت یہ خوف رہتا ہے کہ کہیں میں پکڑا نہ جاؤں یا اور کسی قسم کی بدنامی نہ ہو اور آپ نے فرمایا کہ یہ خوف ہی اس دنیا میں اسے جہنم میں مبتلا کر دیتا ہے۔ پس اللہ تعالیٰ کا خوف

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

رکھنے والا اس دنیا اور اگلے جہان میں جنت کما رہا ہوتا ہے اور برائیوں اور شہوات نفسانی میں مبتلا اس دنیا میں بھی اور اگلے جہان میں بھی جہنم کما رہا ہوتا ہے۔ فرمایا کہ خدا تعالیٰ کی طرف جھکنا اس سے وفا رکھنا ہی جنت ہے اور اس سے دور جانا جہنم ہے۔ پس یہ جہنم سے نجات کی بات بھی وہیں آ کر ٹھہری کہ خدا تعالیٰ کے حکموں پر عمل اور اس کے خوف اور تقویٰ کو ہر وقت سامنے رکھنا۔

پس اس چھوٹی سی حدیث میں تین باتوں کا ذکر فرما کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جہاں اللہ تعالیٰ کی رحمت کی طرف توجہ دلائی وہاں اس پر قائم رہنے کے لئے استغفار کی طرف بھی توجہ دلائی اور پھر اس پر قائم رہنے کی ہدایت فرمائی اور فرمایا اگر انسان اس بات کو حاصل کر لے تو اس کا ہر قول و فعل اللہ تعالیٰ کی رضا کو سامنے رکھتے ہوئے ہو جاتا ہے۔ برائیوں سے نفرت اور نیکیاں بجالانے کی طرف رغبت پیدا ہو جاتی ہے۔ رمضان کا مستقل فیض اس کی زندگی میں جاری ہو جاتا ہے اور وہ جہنم سے دور کر دیا جاتا ہے اور دنیا و آخرت میں وہ خدا تعالیٰ کی رضا حاصل کرتے ہوئے اس کی جنت سے فیض پاتا ہے۔

پس ہمیں اس بات کو ہمیشہ سامنے رکھنا چاہئے اور اس کے مطابق سوچنا چاہئے۔ رمضان کے آخری عشرہ میں اللہ تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے اور ایمان کو ہمیشہ سلامت رکھنے کے لئے اور تقویٰ پر قائم رہنے کے لئے ایک اور بات بھی، ایک اور چیز بھی یا ایک اور امر کی طرف بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے توجہ دلائی بلکہ ایک خوشخبری عطا فرمائی اور وہ یہ ہے کہ ان دنوں میں آخری عشرہ میں لیلۃ القدر ہے۔ ایک روایت میں آتا ہے جو حضرت ابوہریرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور محاسبہ نفس کرتے ہوئے رمضان کے روزے رکھے، اس کو اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ اور جس شخص نے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے لیلۃ القدر کی رات قیام کیا اس کے گزشتہ گناہ بخش دیئے جائیں گے۔

(صحیح البخاری کتاب فضل لیلۃ القدر باب فضل لیلۃ القدر حدیث نمبر 2014)

لیلۃ القدر کی بڑی اہمیت ہے لیکن رمضان کے روزے بھی وہی اہمیت رکھتے ہیں۔ ٹھیک ہے کہ ایک رات میں گناہ بخشے جاتے ہیں لیکن گزشتہ عمل بھی سامنے ہیں اور رمضان میں تیس دنوں میں بھی یہی عمل ہے تو اللہ تعالیٰ نے فرمایا یہ شرائط ہیں جو ضروری ہیں۔ ایمان اور نفس کا محاسبہ۔ یعنی رمضان کے روزے بھی اور لیلۃ القدر کا پانا اور گناہ بخشوانا بھی۔ اگر پہلے دنوں میں کوئی کمزوری رہ گئی تھی تو آخری دنوں میں اسے دور کرنے کی کوشش ہونی چاہئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ نہیں فرمایا کہ صرف لیلۃ القدر جس کو ملے گی اس کے گناہ بخش دیئے جائیں گے بلکہ ہر شخص جو روزوں سے اور لیلۃ القدر سے ایمان کی حالت میں اور اپنے نفس کا محاسبہ کرتے ہوئے گزر رہا ہو اس کو اللہ تعالیٰ کی بخشش کی امید رکھنی چاہئے۔ اللہ تعالیٰ اسے بخش دیتا ہے۔

مومن کے لئے اللہ تعالیٰ نے بہت سی خصوصیات اور شرائط رکھی ہیں۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے جہاں بھی یہ شرائط رکھی ہیں وہاں بہت ساری جگہوں پر ایمان کو اعمال صالحہ کے ساتھ بھی جوڑا ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان اور ساتھ ہی نیک اعمال۔ پس اس طرف بھی ہماری توجہ رہنی چاہئے کہ ایمان کیا ہے۔

اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں مومنوں کے لئے بہت سی نشانیاں بتائی ہیں۔ مثلاً ایک نشانی یہ بتائی کہ اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ الَّذِیْنَ اِذَا ذُکِرَ اللّٰہُ وَجِلَتْ قُلُوْبُھُمْ (الانفال:3)۔ یعنی مومن تو صرف وہی ہیں جن کے سامنے اللہ کا ذکر کیا جائے تو ان کے دل ڈر جائیں۔ مومن کی یہ نشانی ہے کہ ہر وقت اس احساس میں رہے کہ خدا کے احکامات پر عمل کرنا ضروری ہے اور اللہ تعالیٰ نے یہ حکم دیئے ہیں۔ جب بھی اسے اللہ تعالیٰ کے حوالے سے کوئی چیز یاد کرائی جائے تو وہ فوراً ڈر جائے اور ان پر عمل کرنے کی کوشش کرے۔ پس جب متعدد جگہ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے اعمال صالحہ بجالانے اور دوسروں کے حقوق ادا کرنے کا بھی خدا تعالیٰ کا حکم ہے اور اس طرف توجہ دلائی جاتی ہے تو اس کو ہمیں ہر وقت اپنے سامنے رکھنے کی ضرورت ہے۔ جب خدا تعالیٰ کے حوالے سے ان کی ادائیگی کا کہا جائے اور پھر انسان ان کی ادائیگی کی طرف توجہ نہ دے تو کیا وہ اس آیت کے تحت مومن کے زُمرہ میں آتا ہے؟ یا اگر ہم توجہ نہیں دیتے تو ہم (اس زمرہ میں) آتے ہیں؟ آپؐ نے فرمایا کہ ہر شخص اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اور اپنے ایمان کی حالت کو دیکھتے ہوئے روزے رکھے یا لیلۃ القدر سے گزرے تو اس کے گناہ بخشے جائیں گے۔

پس رمضان اور لیلۃ القدر کی برکتیں مشروط ہیں۔ جیسا کہ میں نے شروع میں بھی کہا تھا کہ اللہ تعالیٰ کے اور اس کے رسول کے احکامات مشروط ہوتے ہیں۔ اگر انسان کے ایمان میں کمزوری ہے اور دوسروں کے حقوق غصب کر رہا ہے اور پھر بھی وہ اگر کہتا ہے کہ اس نے لیلۃ القدر کا نظارہ کیا۔ اگر دعا کی خاص کیفیت اس میں پیدا ہو کر اُسے اپنی حالت میں مکمل انقلاب لانے والا بناتی ہے تو اللہ تعالیٰ کے خاص فضل اور رحمت نے اسے نوازا ہے جس کا تقاضا اب یہ ہے کہ اس پر قائم رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے حکموں پر عمل کرے۔ اگر یہ حالت نہیں تو ہو سکتا ہے کہ جس کو وہ لیلۃ القدر سمجھا ہو وہ نفس کا دھوکہ ہو۔ آپ نے تو یہی فرمایا ہے۔ ایمان بھی کامل ہو نفس کا محاسبہ بھی ہو۔

پس اس نکتہ کو ہمارے سامنے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بیان فرمایا ہے کہ لیلۃ القدر صرف وہ خاص رات ہی نہیں۔ لیلۃ القدر کی تین صورتیں ہوتی ہیں۔ ایک وہ رات جو رمضان میں آتی ہے۔ ایک وہ زمانہ جو نبی کا زمانہ ہے۔ اور ایک یہ ہے کہ انسان کے لئے، ہر شخص کے لئے اس کی لیلۃ القدر وہ ہے جب وہ پاک اور صاف ہو گیا۔ (ماخوذ از ملفوظات جلد 2 صفحہ 336)۔ دنیا کے تمام گندوں اور میلوں سے پاک ہو گیا۔ اپنے ایمان پر مضبوطی سے قائم ہو گیا۔ اپنا محاسبہ کرتے ہوئے تمام برائیوں کو اپنے سے دور کر دیا۔ پس یہ وہ لیلۃ القدر ہے جو اگر ہمیں میسر آ جائے اور ہم خالص اللہ تعالیٰ کے ہو جائیں اور اس کے حکموں پر عمل کرنے والے بن جائیں، اپنی عبادتوں کے معیاروں کو بلند کرنے والے بن جائیں تو یہ ہمارا وہ مقصد ہے جس کو حاصل کرنے کا اللہ تعالیٰ نے ہمیں حکم دیا ہے۔ اگر ہم نے یہ مقام حاصل کر لیا یا ہم یہ کر لیں تو ہر دن اور ہر رات ہمارے لئے قبولیت دعا کی گھڑی بن جاتی ہے۔ ہم جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشق صادق کو ماننے والے ہیں ہمیں اپنی حالتوں میں انقلاب پیدا کرتے ہوئے اپنے ایمانوں کو اس مقام تک لے جانے کی ضرورت ہے جہاں ہمارا ہر قول اور فعل خدا تعالیٰ کی رضا کے حصول کے لئے ہو جائے۔ ہم اپنا محاسبہ کرتے ہوئے اپنی زندگیاں گزارنے والے بن جائیں اور رمضان کی برکات ہمیشہ ہمارے اندر قائم رہیں۔

اللہ کرے ہمارے میں سے بہت سے اس لیلۃ القدر کو بھی پانے والے ہوں جو قبولیت دعا کا خاص موقع ہے اور جو ان آخری دنوں میں ہے جس کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا اور اس کو پانا ہمیں نیکیوں اور تقویٰ پر چلانے والا اور اس میں مزید بڑھانے والا ہو۔ ہمارے گزشتہ تمام گناہ بھی بخشے جائیں اور آئندہ گناہوں سے بچنے کے لئے بھی اللہ تعالیٰ اپنے خاص فضل سے ہم میں قوت اور طاقت پیدا فرما دے۔

....

جماعت احمدیہ ساؤں تومے اینڈ پرنسپ کے چھٹے جلسہ سالانہ کا بابرکت انعقاد

(رپورٹ: عبدالرؤوف طارق۔ مبلغ انچارج و نیشنل صدر جماعت ساؤں تومے)

خدا تعالیٰ کے فضل و کرم سے امسال جماعت احمدیہ ساؤں تومے اینڈ پرنسپ کو اپنا چھٹا جلسہ سالانہ 24 مئی 2015ء کو ''روساسانتا کلارا'' (Roca Santa Clara) ضلع می زوشی (Me-Zochi) کے مقام پر منعقد کرنے کی توفیق ملی۔

جلسہ گاہ کو ایک روز قبل خدام اور اطفال نے وقار عمل کر کے تیار کیا اور سٹیج اور تمام جلسہ گاہ کو متعلقہ بینرز سے سجایا۔ اسی طرح ہال کے ایک طرف نمائش بھی لگائی گئی جس میں قرآن کریم کے مختلف تراجم اور مختلف زبانوں میں لٹریچر نیز اندرون ملک جماعت احمدیہ اور ہیومینٹی فرسٹ کی مساعی پر مشتمل تصاویر رکھی گئی تھیں۔

24 مئی کو پروگرام کے مطابق صبح نو بجے خاکسار نے لوائے احمدیت اور مکرم عبداللہ صاحب لوکل مشنری نے ساؤں تومے اینڈ پرنسپ کا پرچم لہرایا۔ اس کے بعد دعا ہوئی اور پھر تمام شاملین جلسہ ہال میں اکٹھے ہوئے۔

اجلاس کا آغاز تلاوت قرآن کریم اور اس کے ترجمہ سے ہوا۔ پھر ایک طفل نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا نعتیہ کلام پیش کیا۔ افتتاحی تقریر میں خاکسار نے جلسہ سالانہ کی اہمیت پر روشنی ڈالی۔ پھر مکرم Sicleioly Lopes Andreza صاحب نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے حالات زندگی کے بارہ میں مختصر تقریر کی۔ مکرم Onildo Lopes Andreza صاحب نے قرآن کریم کا تعارف اختصار سے پیش کیا۔ اگلی تقریر مکرم عبداللہ صاحب لوکل مشنری کی ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم اور آزادئ نسواں'' کے موضوع پر تھی۔ ان کے بعد مکرم ابوبکر صاحب نے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بارہ میں بائبل کی پیشگوئیاں'' کے عنوان پر تقریر کی۔

ان تقاریر کے بعد ایک مجلس سوال و جواب منعقد ہوئی جو ایک گھنٹہ تک جاری رہی جس میں خاکسار اور مکرم عبداللہ صاحب لوکل مشنری نے شرکاء کے سوالات کے جواب دیئے۔ یہ پروگرام بہت دلچسپ رہا۔

اس کے بعد مکرم دادیجل (Dadijel) صاحب نے ''رمضان المبارک کی برکات'' کے موضوع پر تقریر کی۔ آخر میں خاکسار نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کے خطبہ جمعہ بیان فرمودہ 21 ستمبر 2012ء کے حوالہ سے ''آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے سچی محبت کے تقاضے'' کے عنوان پر تقریر کی جس کے بعد اختتامی دعا کروائی گئی۔ دعا کے بعد نماز ظہر و عصر جمع کر کے ادا کی گئیں۔

امسال غیر از جماعت مہمانوں کی کثیر تعداد نے جلسہ سالانہ میں شرکت کی۔ کُل مہمان 106 تھے جبکہ احمدیوں کی تعداد 189 تھی۔ اس طرح جلسہ سالانہ کی کُل حاضری 295 رہی۔ یہ بات بھی اہم ہے کہ جلسہ سے ایک روز قبل شدید بارشوں کے باعث لینڈ سلائیڈنگ ہوئی تھی جس کی وجہ سے بعض سڑکیں بند ہو گئی تھیں۔ اس اچانک بندش کی وجہ سے دو جماعتوں سے آنے والے احباب جلسہ میں نہ پہنچ سکے۔ ان جماعتوں سے 30 احباب جماعت جبکہ 12 غیر از جماعت مہمان تشریف لا رہے تھے۔

اللہ تعالیٰ اس جلسہ سالانہ کا انعقاد ہر لحاظ سے بابرکت فرمائے۔ شاملین جلسہ کو جزائے خیر عطا فرمائے اور اس ملک میں بھی احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی روز افزوں ترقی کے سامان فرمائے۔ آمین

خلافتِ حقّہ

سچی پاکیزگی، حقیقی تزکیہ اور دنیا و آخرت کی حسنات اور ترقیات کے حصول کے لئے ایک عظیم الشان الٰہی نظام

نصیر احمد قمر

قسط نمبر 11

قرآن مجید۔ قیامت تک کے لئے زندہ اور زندگی بخش کتاب

قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا وہ مقدّس کلام اور اس کی وہ پاک وحی اور الہام اور ''کِتَابٌ مُبَارَکٌ'' ہے جو اس نے ایک کامل و مکمل اور عظیم الشان ہدایت اور نور کی صورت میں حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب اطہر و اصفیٰ و اجلیٰ پر ایک ایسے وقت میں نازل فرمایا جسے خود قرآن مجید میں ''لَیْلَةُ الْقَدْرِ'' اور ''لَیْلَةٍ مُبَارَکَةٍ'' کے الفاظ میں بیان کیا گیا ہے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

''یہ خدا کی کمال روحانیت کی ایک بزرگ تجلّی تھی کہ جو اس نے ظلمت اور تاریکی کے وقت ایسا عظیم الشان نور نازل کیا جس کا نام فرقان ہے جو حق اور باطل میں فرق کرتا ہے۔ جس نے حق کو موجود اور باطل کو نابود کر کے دکھلا دیا۔ وہ اس وقت زمین پر نازل ہوا جب زمین ایک موتِ روحانی کے ساتھ مر چکی تھی اور برّ اور بحر میں ایک بھاری فساد واقعہ ہو چکا تھا۔ **پس اس نے نزول فرما کر وہ کام کر دکھایا جس کی طرف اللہ تعالیٰ نے آپ اشارہ فرما کر کہا ہے** اِعْلَمُوْا اَنَّ اللّٰہَ یُحْیِ الْاَرْضَ بَعْدَ مَوْتِھَا (الحدید: 18) **یعنی زمین مر گئی تھی اب خدا اس کو نئے سرے زندہ کرتا ہے''۔**

(براہین احمدیہ۔ روحانی خزائن جلد اوّل بقیہ حاشیہ نمبر 11۔ صفحہ 419)

....

۞......قرآن مجید نے صرف اپنے نزول کے زمانہ میں ہی لوگوں کو اندھیروں سے نجات دے کر ان کے قلوب و اذہان کو روشن اور منوّر نہیں کیا۔ اور اس کی علمی و عملی اور روحانی تاثیرات و برکات کا دائرہ صرف جزیرہ عرب تک اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے لوگوں تک ہی محدود نہیں تھا۔ بلکہ جیسا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وعلیٰ آلہ وسلم تمام بنی نوع انسان کے لئے اور قیامت تک کے لئے ہادی اور خاتم الانبیاء بنا کر مبعوث فرمائے گئے ہیں اسی طرح قرآن مجید کے افاضہ کا دائرہ بھی تمام بنی نوع انسان تک ممتد ہے اور قیامت کے لئے ہے۔ خواہ وہ مشرق کے رہنے والے ہوں یا مغرب کے۔ شمال کے رہنے والے ہوں یا جنوب کے۔ عرب ہوں یا غیر عرب۔ بڑے بڑے متمدّن شہروں میں بسنے والے ہوں یا صحراؤں اور جنگلوں میں رہنے والے اس کا دائرہ فیض سب کا احاطہ کئے ہوئے ہے۔ اور جو بھی اس کی تعلیمات پر صدق و سداد اور اخلاص و وفا کے ساتھ عمل کرے گا وہ کامیابیوں سے ہمکنار ہوگا۔ اس کی زندگی میں حیرت انگیز پاک تبدیلیاں رونما ہوں گی اور وہ ایک نیا وجود بن جائے گا۔ وہ دنیا میں بھی ترقیات حاصل کرے گا اور روحانی نعمتوں کو بھی حاصل کرنے والا ہوگا۔ کیونکہ یہ زندہ خدا کی ایک زندہ کتاب ہے اور اس کا فیض کبھی منقطع ہونے والا نہیں۔

یہ کوئی ایسی باتیں نہیں جو ہم اپنے پاس سے بنا کر قرآن کریم کی طرف منسوب کرتے ہیں بلکہ خود قرآن کریم میں اس مضمون کو نہایت قوی اور روشن دلائل کے ساتھ مختلف رنگ میں متعدد مقامات پر بیان کیا گیا ہے۔ لیکن اس وقت اس تفصیل میں جانے کا موقع نہیں۔

مختصرًا یہ کہ اللہ تعالیٰ نے جب اس پاک کلام کے متعلق یہ اعلان فرمایا کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) کہ ہم نے ہی اس ذکر کو اتارا ہے اور ہم ہی اس کی حفاظت کرنے والے ہیں تو اس سے مراد صرف اس کی لفظی حفاظت ہی نہیں تھی بلکہ اس کی تاثیرات و برکات کی اور اس کے معانی و مطالب کی حفاظت بھی اس میں شامل تھی۔

....

قرآن کریم کے دو بڑے فائدے

1۔ معارف و دقائق قرآن 2۔ موجب تزکیۂ نفوس

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞...... **''اللہ جلّ شانہٗ قرآن کریم میں فرماتا ہے کہ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر: 10) یعنی ہم نے ہی اس کتاب کو اتارا اور ہم ہی اس تنزیل کی محافظت کریں گے۔ اس میں اس بات کی تصریح ہے کہ یہ کلام ہمیشہ زندہ رہے گا اور اس کی تعلیم کو تازہ رکھنے والے اور اس کا نفع لوگوں کو پہنچانے والے ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے۔**

اور اگر یہ سوال ہو کہ قرآن کے وجود کا فائدہ کیا ہے جس فائدہ کے وجود پر اس کی حقیقی حفاظت موقوف ہے تو اس دوسری آیت سے ظاہر ہے۔ ھُوَالَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْھُمْ یَتْلُوْا عَلَیْھِمْ اٰیٰتِہٖ وَیُزَکِّیْھِمْ وَیُعَلِّمُھُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ (سورة الجمعہ آیت: 3)

اس آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ **قرآن کے بڑے فائدے دو ہیں جن کے پہنچانے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے تھے۔ ایک حکمت فرقان یعنی معارف و دقائق قرآن۔ دوسری تاثیر قرآن جو موجب تزکیۂ نفوس ہے۔**

اور قرآن کی حفاظت صرف اسی قدر نہیں جو اس کے صحف مکتوبہ کو خوب نگہبانی سے رکھیں کیونکہ ایسے کام تو اوائل حال میں یہود اور نصاریٰ نے بھی کئے۔ یہاں تک کہ توریت کے نقطے بھی گن رکھے تھے۔ **بلکہ اس جگہ مع حفاظت ظاہری، حفاظت فوائد و تاثیرات قرآنی مراد ہے اور وہ موافق سنت اللہ کے تبھی ہو سکتی ہے کہ جب وقتاً فوقتاً نائب رسول آویں جن میں ظلّی طور پر رسالت کی تمام نعمتیں موجود ہوں اور جن کو وہ تمام برکات دی گئی ہوں جو نبیوں کو دی جاتی ہوں۔** جیسا کہ ان آیات میں اسی امر عظیم کی طرف اشارہ ہے اور وہ یہ ہے۔ وَعَدَاللّٰہُ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا مِنْکُمْ وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَیَسْتَخْلِفَنَّھُمْ فِی الْاَرْضِ کَمَا اسْتَخْلَفَ الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِھِمْ وَلَیُمَکِّنَنَّ لَھُمْ دِیْنَھُمُ الَّذِی ارْتَضٰی لَھُمْ وَلَیُبَدِّلَنَّھُمْ مِّنْ بَعْدِ خَوْفِھِمْ اَمْنًا یَعْبُدُوْنَنِیْ لَا یُشْرِکُوْنَ بِیْ شَیْئًا وَمَنْ کَفَرَ بَعْدَ ذٰلِکَ فَاُوْلٰٓئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورة النور: 56) **پس یہ آیت درحقیقت اس دوسری آیت** اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّکْرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوْنَ **کے لئے بطور تفسیر کے واقع ہے۔**

اُمّت محمدیہ میں روحانی خلافت کی ضرورت و اہمیت اور اس کی غرض و غایت

اور اس سوال کا جواب دے رہی ہے کہ حفاظتِ قرآن کیونکر اور کس طور سے ہوگی۔ سو خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ مَیں اس نبیؐ کریم کے خلیفے وقتاً فوقتاً بھیجتا رہوں گا۔ اور خلیفہ کے لفظ کو اشارہ کے لئے اختیار کیا گیا کہ وہ نبی کے جانشین ہوں گے اور اس کی برکتوں میں سے حصہ پائیں گے جیسا کہ پہلے زمانوں میں ہوتا رہا۔ اور ان کے ہاتھ سے برجائی دین کی ہوگی اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔ یعنی ایسے وقتوں میں آئیں گے کہ جب اسلام تفرقہ میں پڑا ہوگا پھر ان کے آنے کے بعد جو اُن سے سرکش رہے گا وہی لوگ بدکار اور فاسق ہیں۔ یہ اس بات کا جواب ہے کہ بعض جاہل کہا کرتے ہیں کہ کیا ہم پر اولیاء کا ماننا فرض ہے۔ سو اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ بیشک فرض ہے اور ان سے مخالفت کرنے والے فاسق ہیں اگر مخالفت پر ہی مریں''۔

(شہادة القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 339-338)

اس کے بعد حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کسی معترض کے قرآنی آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ (المائدہ: 4) کے حوالہ سے اس اعتراض کو بیان کرتے ہوئے کہ جب خدا تعالیٰ فرماتا ہے کہ دین کمال کو پہنچ چکا ہے اور نعمت پوری ہو چکی تو پھر نہ کسی مجدّد کی ضرورت ہے نہ کسی نبی کی۔ اس کے اس اعتراض اور اس قسم کے وساوس کا نہایت تفصیل سے منقولی اور معقولی دلائل سے ردّ فرمایا ہے۔ ذیل میں اس تفصیلی عبارت میں سے بعض حصّوں کا انتخاب پیش کیا جاتا ہے جس سے اُمّت محمدیہ میں روحانی خلافت کے قیام اور اس کی حقیقی غرض و غایت کا مضمون خوب واضح ہو جاتا ہے۔

حضور علیہ السلام فرماتے ہیں:

۞......''افسوس کہ معترض نے ایسا خیال کر کے خود قرآن کریم پر اعتراض کیا ہے کیونکہ قرآن کریم نے اس اُمّت میں خلیفوں کے پیدا ہونے کا وعدہ کیا ہے جیسا کہ ابھی گذر چکا ہے اور فرمایا ہے کہ ان کے وقتوں میں دین استحکام پکڑے گا اور تزلزل اور تذبذب دور ہوگا اور خوف کے بعد امن پیدا ہوگا۔ **پھر اگر تکمیل دین کے بعد کوئی بھی کارروائی درست نہیں تو بقول معترض کے جو تیس سال کی خلافت ہے وہ بھی باطل ٹھہرتی ہے۔** کیونکہ جب دین کامل ہو چکا تو پھر کسی دوسرے کی ضرورت نہیں۔ لیکن افسوس کہ معترض بے خبر نے ناحق آیت اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ کو پیش کر دیا۔ ہم کب کہتے ہیں کہ مجدد اور محدث دنیا میں آ کر دین میں سے کچھ کم کرتے ہیں یا زیادہ کرتے ہیں۔ بلکہ **ہمارا تو یہ قول ہے کہ ایک زمانہ گذرنے کے بعد جب پاک تعلیم پر خیالات فاسدہ کا ایک غبار پڑ جاتا ہے اور حق خالص کا چہرہ چھپ جاتا ہے۔ تب اس خوبصورت چہرہ کو دکھلانے کے لئے مجدد اور محدّث اور روحانی خلیفے آتے ہیں۔** نہ معلوم کہ بے چارہ معترض نے کہاں سے اور کس سے سن لیا کہ مجدد اور روحانی خلیفے دنیا میں آ کر دین کی کچھ ترمیم و تنسیخ کرتے ہیں۔ نہیں، **وہ دین کو منسوخ کرنے نہیں آتے بلکہ دین کی چمک اور روشنی دکھانے کو آتے ہیں......**

مجدّدوں اور روحانی خلیفوں کی اس امت میں ایسے ہی طور سے ضرورت ہے جیسا کہ قدیم سے انبیاء کی ضرورت پیش آتی رہی ہے...... عادت اللہ یہی ہے کہ وہ اپنی کتاب بھیج کر پھر اس کی تائید اور تصدیق کے لئے ضرور انبیاء کو بھیجا کرتا ہے۔ چنانچہ توریت کی تائید کے لئے ایک ایک وقت میں چار چار سو نبی بھی آیا جن کے آنے پر اب تک بائبل شہادت دے رہی ہے۔

......**خدا تعالیٰ نے دائمی خلیفوں کا وعدہ دیا تا وہ ظلی طور پر انوار نبوت پا کر دنیا کو ملزم کریں اور قرآن کریم کی خوبیاں اور اس کی پاک برکات لوگوں کو دکھلاویں۔**

یہ بھی یاد رہے کہ ہر ایک زمانہ کے لئے اتمام حجت بھی مختلف رنگوں سے ہوا کرتا ہے اور مجدد وقت ان قوتوں اور ملکوں اور کمالات کے ساتھ آتا ہے جو موجودہ مفاسد کا اصلاح پانا ان کمالات پر موقوف ہوتا ہے۔ سو ہمیشہ خدا تعالیٰ اسی طرح کرتا رہے گا جب تک کہ اس کو منظور ہے کہ آثار رشد اور اصلاح کے دنیا میں باقی رہیں اور یہ باتیں بے ثبوت نہیں بلکہ نظائر متواترہ اس کے شاہد ہیں......

حضرت موسیٰ سے حضرت مسیح تک ہزار ہا نبی اور محدث ان میں پیدا ہوئے جو خادموں کی طرح کمر بستہ ہو کر توریت کی خدمت میں مصروف رہے۔ چنانچہ ان تمام بیانات پر قرآن شاہد ہے اور بائبل شہادت دے رہی ہے اور وہ نبی کوئی نئی کتاب نہیں لاتے تھے کوئی نیا دین نہیں سکھاتے تھے صرف توریت کے خادم تھے اور جب بنی اسرائیل میں دہریت اور بے ایمانی اور بدچلنی اور سنگدلی پھیل جاتی تھی تو ایسے وقتوں میں وہ ظہور کرتے تھے۔ اب کوئی سوچنے والا سوچے کہ **جس حالت میں موسیٰؑ کی ایک محدود شریعت کے لئے جو زمین کی تمام قوموں کیلئے نہیں تھی اور نہ قیامت تک اس کا دامن پھیلا ہوا تھا خدا تعالیٰ نے یہ احتیاطیں کیں کہ ہزار ہا نبی اس شریعت کی تجدید کیلئے بھیجے اور بار ہا آنے والے نبیوں نے ایسے نشان دکھلائے کہ گویا بنی اسرائیل نے نئے سرے خدا کو دیکھ لیا تو پھر یہ امت جو خیر الامم کہلاتی ہے اور خیر الرسل صلی اللہ علیہ وسلم کے دامن سے لٹک رہی ہے کیونکر ایسی بدقسمت سمجھی جائے کہ خدا تعالیٰ نے صرف تیس برس اس کی طرف نظر رحمت کر کے اور آسمانی انوار دکھلا کر پھر اس سے منہ پھیر لیا اور پھر اس امت پر اپنے نبی کریم کی مفارقت میں صدہا برس گذرے اور ہزار ہا طور کے فتنے پڑے اور بڑے بڑے زلزلے آئے اور انواع و اقسام کی دجالیت پھیلی اور ایک جہان نے دین متین پر حملے کئے اور تمام برکات اور معجزات سے انکار کیا گیا اور مقبول کو نامقبول ٹھہرایا گیا لیکن خدا تعالیٰ نے پھر کبھی نظر اٹھا کر اس امت کی طرف نہ دیکھا اور اس کو کبھی اس امت پر رحم نہ آیا اور کبھی اس کو یہ خیال نہ آیا کہ یہ لوگ بھی تو بنی اسرائیل کی طرح انسان ضعیف البنیان ہیں اور یہودیوں کی طرح ان کے پودے بھی آسمانی آبپاشی کے ہمیشہ محتاج ہیں۔ کیا اس کریم خدا سے ایسا ہو سکتا ہے جس نے اس نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو ہمیشہ کے مفاسد کے دور کرنے کے لئے بھیجا تھا کیا ہم یہ گمان کر سکتے ہیں کہ پہلی امتوں پر تو خدا تعالیٰ کا رحم تھا اس لئے اس نے توریت کو بھیج کر پھر ہزار ہا رسول اور محدث توریت کی تائید کے لئے اور دلوں کو بار بار زندہ کرنے کے لئے بھیجے لیکن یہ امت مورد غضب تھی اس لئے اس نے قرآن کریم کو نازل کر کے ان سب باتوں کو بھلا دیا اور ہمیشہ کے لئے علماء کو ان کی عقل اور اجتہاد پر چھوڑ دیا**

......اس جگہ یہ بھی یاد رہے کہ دین کی تکمیل اس بات کو مستلزم نہیں جو اس کی مناسب حفاظت سے بکلی دستبردار ہو جائے۔ مثلاً اگر کوئی گھر بناوے اور اس کے تمام کمرے سلیقہ سے طیار کرے اور اس کی تمام ضرورتیں جو عمارت کے متعلق ہیں باحسن وجہ پوری کر دیوے اور پھر مدت کے بعد اندھیریاں چلیں اور بارشیں ہوں اور اس گھر کے نقش و نگار پر گرد و غبار بیٹھ جاوے اور اس کی خوبصورتی چھُپ جاوے اور پھر اس کا کوئی وارث اس گھر کو صاف اور سفید کرنا چاہے

مگراس کومنع کر دیا جاوے کہ گھر تو مکمل ہو چکا ہے تو ظاہر ہے کہ یہ منع کرنا سراسر حماقت ہے۔افسوس کہ ایسے اعتراضات کرنے والے نہیں سوچتے کہ تکمیلِ شے دیگر ہے اور وقتاً فوقتاً ایک مکمل عمارت کی صفائی کرنا یہ اَور بات ہے۔ یہ یاد رہے **کہ مجدّد لوگ دین میں کچھ کمی بیشی نہیں کرتے ہاں گمشدہ دین کو پھر دلوں میں قائم کرتے ہیں۔** اور یہ کہنا کہ مجدّدوں پر ایمان لانا کچھ فرض نہیں خدا تعالیٰ کے حکم سے انحراف ہے کیونکہ وہ فرماتا ہے وَمَنْ كَفَرَ بَعْدَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْفٰسِقُوْنَ۔ (سورۃ النور:56) یعنی بعد اس کے جو خلیفے بھیجے جائیں پھر جو شخص ان کا منکر رہے وہ فاسقوں میں سے ہے۔...... **یہ بات نہایت ضروری ہے کہ بعد وفات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اس اُمّت میں فساد اور فتنوں کے وقتوں میں ایسے مصلح آتے رہیں جن کو انبیاء کے کئی کاموں میں سے یہ ایک کام سپرد ہو کہ وہ دین حق کی طرف دعوت کریں اور ہر یک بدعت جو دین سے مل گئی ہو اس کو دُور کریں اور آسمانی روشنی پا کر دین کی صداقت ہر یک پہلو سے لوگوں کو دکھلاویں اور اپنے پاک نمونہ سے لوگوں کو سچائی اور محبت اور پاکیزگی کی طرف کھینچیں۔**

...... **یہ کہنا کہ ہمارے لئے قرآن اور احادیث کافی ہیں اور صحبت صادقین کی ضرورت نہیں، یہ خود مخالفت تعلیم قرآن** ہے کیونکہ اللہ جلّ شانہٗ فرماتا ہے وَكُوْنُوْا مَعَ الصّٰدِقِيْنَ۔(التوبۃ:119)۔اور صادق وہ ہیں جنہوں نے صدق کو علیٰ وجہ البصیرت شناخت کیا اور پھر اس پر دل و جان سے قائم ہو گئے اور یہ اعلیٰ درجہ بصیرت کا بجز اس کے ممکن نہیں کہ سماوی تائید شامل حال ہو کر اعلیٰ مرتبہ حق الیقین تک پہنچا دیوے۔ پس ان معنوں کر کے صادق حقیقی انبیاء اور رسل اور محدث اور اولیاء کاملین مکملین ہیں جن پر آسمانی روشنی پڑی اور جنہوں نے خدا تعالیٰ کو اسی جہان میں یقین کی آنکھوں سے دیکھ لیا۔...... سچ تو یہ ہے کہ جو شخص اللہ تعالیٰ کو نہیں پہچانتا وہ قرآن کو بھی نہیں پہچان سکتا۔ ہاں یہ بات **بھی درست ہے کہ قرآن ہدایت کیلئے نازل ہوا ہے مگر قرآن کی ہدایتیں اس شخص کے وجود کے ساتھ وابستہ ہیں جس پر قرآن نازل ہؤا یا وہ شخص جو منجانب اللہ اس کا قائم مقام ٹھہرایا گیا۔** اگر قرآن اکیلا ہی کافی ہوتا تو خدا تعالیٰ قادر تھا کہ قدرتی طور پر درختوں کے پتّوں پر قرآن لکھا جاتا یا لکھا لکھایا آسمان سے نازل ہو جاتا۔ مگر خدا تعالیٰ نے ایسا نہیں کیا بلکہ قرآن کو دنیا میں نہیں بھیجا جب تک معلّم القرآن دنیا میں نہیں بھیجا گیا۔ قرآن کریم کو کھول کر دیکھو کتنے مقام میں اس مضمون کی آیتیں ہیں۔ ...... ان آیات سے صاف ثابت ہوتا ہے کہ **قرآن کے سمجھنے کے لئے ایک ایسے معلّم کی ضرورت ہے جس کو خدا تعالیٰ نے اپنے ہاتھ سے پاک کیا ہو۔ اگر قرآن کے سیکھنے کے لئے معلّم کی حاجت نہ ہوتی تو ابتدائے زمانہ میں بھی نہ ہوتی۔**

اور یہ کہنا کہ ابتدا میں تو حلّ مشکلات قرآن کے لئے ایک معلّم کی ضرورت تھی لیکن جب حل ہو گئیں تو اب کیا ضرورت ہے۔ اس کا جواب یہ ہے کہ حل شدہ بھی ایک مدت کے بعد پھر قابل حل ہو جاتی ہیں۔

ماسوا اس کے اُمّت کو ہر ایک زمانہ میں نئی مشکلات بھی تو پیش آتی ہیں۔ اور قرآن جامع جمیع علوم تو ہے لیکن یہ ضروری نہیں کہ ایک ہی زمانہ میں اس کے تمام علوم ظاہر ہو جائیں بلکہ **جیسی جیسی مشکلات کا سامنا ہوتا ہے ویسے ویسے قرآنی علوم کھلتے ہیں اور ہر یک زمانہ کی مشکلات کے مناسب حال ان مشکلات کو حل کرنے والے روحانی معلّم بھیجے جاتے ہیں جو وارثِ رُسل ہوتے ہیں اور ظلّی طور پر رسولوں کے کمالات کو پاتے ہیں۔** اور جس مجدد کی کارروائیاں کسی ایک رسول کی منصبی کارروائیوں سے شدید مشابہت رکھتی ہیں وہ عند اللہ اسی رسول کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اب **نئے معلموں کی اس وجہ سے بھی ضرورت پڑتی** ہے کہ بعض حصے تعلیم قرآن شریف کے از قبیل حال ہیں نہ از قبیل قال۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جو پہلے معلّم، اور اصل وارث اس تخت کے ہیں حالی طور پر ان دقائق کو اپنے صحابہؓ کو سمجھایا ہے...... یہ تمام باتیں ایسی ہیں کہ جب تک معلّم خود ان کا نمونہ بن کر نہ دکھلاوے تب تک یہ کسی طرح سمجھ ہی نہیں آ سکتیں۔ پس ظاہر ہے کہ صرف ظاہری علماء خود اندھے ہیں ان تعلیمات کو سمجھا نہیں سکتے بلکہ وہ تو اپنے شاگردوں کو ہر وقت اسلام کی عظمت سے بدظن کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہ باتیں آگے نہیں بلکہ پیچھے رہ گئی ہیں اور ان کے ایسے بیانات سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ گویا اسلام اب زندہ مذہب نہیں اور اس کی حقیقی تعلیم پانے کے لئے اب کوئی بھی راہ نہیں۔ لیکن ظاہر ہے کہ **اگر خدا تعالیٰ کا اپنی مخلوق کے لئے یہ ارادہ ہے کہ وہ ہمیشہ قرآن کریم کے چشمہ سے ان کو پانی پلاوے تو بے شک وہ اپنے ان قوانین قدیمہ کی رعایت کرے گا جو قدیم سے کرتا آیا ہے۔ اور اگر قرآن کی تعلیم صرف اسی حد تک محدود ہے جس حد تک ایک تجربہ کار اور لطیف الفکر فلاسفر کی تعلیم محدود ہو سکتی ہے اور آسمانی تعلیم جو محض حال کے نمونہ سے سمجھائی جاتی ہے اس میں نہیں تو پھر نعوذ باللہ قرآن کا آنا لاحاصل ہے۔** مگر میں جانتا ہوں کہ اگر کوئی ایک دم کے واسطے بھی اس مسئلہ میں فکر کرے کہ انبیاء کی تعلیم اور حکیموں کی تعلیم میں بصورت فرض کرنے صحت ہر دو تعلیم کے مابہ الامتیاز کیا ہے تو بجز اس کے اور کوئی مابہ الامتیاز قرار نہیں دے سکتا کہ انبیاء کی تعلیم کا بہت سا حصہ فوق العقل ہے جو بجز حالی تفہیم اور تعلیم کے اور کسی راہ سے سمجھ ہی نہیں آ سکتا اور اس حصہ کو وہی لوگ دلنشین کرا سکتے ہیں جو صاحب حال ہوں...... اگر اللہ جلّ شانہٗ نے اپنے بندوں کے لئے یہ ارادہ فرمایا ہے کہ اس کی کتاب کا یہ حصہ تعلیم ابتدائی زمانہ تک محدود نہ رہے تو بے شک اس نے یہ بھی انتظام کیا ہوگا کہ اس حصہ تعلیم کے معلّم بھی ہمیشہ آتے رہیں کیونکہ حصہ حالی تعلیم کا بغیر توسّط ان معلّموں کے جو مرتبہ حال پر پہنچ گئے ہوں ہرگز سمجھ نہیں آ سکتا اور دنیا ذری ذری بات پر ٹھوکریں کھاتی ہے۔

پس اگر اسلام میں بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ایسے معلم نہیں آئے جن میں ظلی طور پر نور نبوت تھا تو گویا خدا تعالیٰ نے عمداً قرآن کو ضائع کیا کہ اس کے حقیقی اور واقعی طور پر سمجھنے والے بہت جلد دنیا سے اٹھا لئے۔ مگر یہ بات اس کے وعدہ کے برخلاف ہے۔ جیسا کہ وہ فرماتا ہے۔ اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ (الحجر:10) یعنی ہم نے ہی قرآن اتارا اور ہم ہی اس کی حفاظت کرتے رہیں گے۔ اب مَیں نہیں سمجھ سکتا کہ اگر قرآن کے سمجھنے والے ہی باقی نہ رہے اور اس پر یقینی اور حالی طور پر ایمان لانے والے زاویہ عدم میں مختفی ہو گئے تو پھر قرآن کی حفاظت کیا ہوئی۔

کیا حفاظت سے یہ حفاظت مراد ہے کہ قرآن بہت سے خوشخط نسخوں میں تحریر ہو کر قیامت تک صندوقوں میں بند رہے گا جیسے بعض مدفون خزانے گو کسی کے کام نہیں آتے مگر زمین کے نیچے محفوظ پڑے رہتے ہیں۔

کیا کوئی سمجھ سکتا ہے کہ اس آیت سے خدا تعالیٰ کا یہی منشاء ہے؟ اگر یہی منشاء ہے تو ایسی حفاظت کوئی کمال کی بات نہیں بلکہ یہ تو ہنسی کی بات ہے اور ایسی حفاظت کا منہ پر لانا دشمنوں سے ٹھٹھا کرانا ہے کیونکہ جبکہ علّت غائی مفقود ہو تو ظاہری حفاظت سے کیا فائدہ...... گو اس سے انکار نہیں کہ قرآن کی حفاظت ظاہری بھی دنیا کی تمام کتابوں سے بڑھ کر ہے اور خارق عادت بھی لیکن خدا تعالیٰ جس کی روحانی امور پر نظر ہے ہرگز اس کی ذات کی نسبت یہ گمان نہیں کر سکتے کہ اتنی حفاظت سے مراد صرف الفاظ اور حروف کا محفوظ رکھنا ہی مراد لیا ہے۔ حالانکہ **ذِکر کا لفظ بھی صریح گواہی دے رہا ہے کہ قرآن بحیثیت ذکر ہونے کے قیامت تک محفوظ رہے گا اور اس کے حقیقی ذاکر ہمیشہ پیدا ہوتے رہیں گے**...... غرض یہ آیت بلند آواز سے پکار رہی ہے کہ کوئی حصہ قرآن کا برباد اور ضائع نہیں ہوگا اور جس طرح روز اوّل سے اس کا پودا دلوں میں جمایا گیا یہی سلسلہ قیامت تک جاری رہے گا۔

دوم جس طرح پر کہ عقل اس بات کو واجب اور متحتم ٹھہراتی ہے کہ **کتب الٰہی کی دائمی تعلیم اور تفہیم کے لئے ضروری ہے کہ ہمیشہ انبیاء کی طرح وقتاً فوقتاً ملہم اور مکلّم اور صاحب علم لدنّی پیدا ہوتے رہیں اسی طرح جب ہم قرآن پر نظر ڈالتے ہیں اور غور کی نِگہ سے اس کو دیکھتے ہیں تو وہ بھی باآواز بلند یہی فرما رہا ہے کہ روحانی معلّموں کا ہمیشہ کے لئے ہونا اس کے ارادہ قدیم میں مقرر ہو چکا ہے۔**...... ان آیات کو اگر کوئی شخص تامّل اور غور کی نظر سے دیکھے تو میں کیونکر کہوں کہ وہ اس بات کو سمجھ نہ جائے کہ **خدا تعالیٰ اس امّت کے لئے خلافت دائمی کا صاف وعدہ فرماتا ہے۔ اگر خلافت دائمی نہیں تھی تو شریعت موسوی کے خلیفوں سے تشبیہ دینا کیا معنی رکھتا تھا۔** اور اگر خلافت راشدہ صرف تیس برس تک رہ کر پھر ہمیشہ کے لئے اس کا دور ختم ہو گیا تھا تو اس سے لازم آتا ہے کہ خدا تعالیٰ کا ہرگز یہ ارادہ نہ تھا کہ اس امّت پر ہمیشہ کے لئے ابواب سعادت مفتوح رکھے کیونکہ روحانی سلسلہ کی موت سے دین کی موت لازم آتی ہے اور ایسا مذہب ہرگز زندہ نہیں کہلا سکتا جس کے قبول کرنے والے خود اپنی زبان سے ہی یہ اقرار کریں کہ تیرہ سو (1300) برس سے یہ مذہب مرا ہوا ہے اور خدا تعالیٰ نے اس مذہب کے لئے ہرگز یہ ارادہ نہیں کیا کہ حقیقی زندگی کا وہ نور جو نبی کریمؐ کے سینہ میں تھا وہ توارث کے طور پر دوسروں میں چلا آوے۔

افسوس کہ ایسے خیال پر جمنے والے خلیفہ کے لفظ کو بھی جو استخلاف سے مفہوم ہوتا ہے تدبّر سے نہیں سوچتے۔ کیونکہ **خلیفہ جانشین کو کہتے ہیں اور رسول کا جانشین حقیقی معنوں کے لحاظ سے وہی ہو سکتا ہے جو ظلّی طور پر رسول کے کمالات اپنے اندر رکھتا ہو اس واسطے رسول کریمؐ نے نہ چاہا کہ ظالم بادشاہوں پر خلیفہ کا لفظ اطلاق ہو کیونکہ خلیفہ درحقیقت رسول کا ظلّ ہوتا ہے۔ اور چونکہ کسی انسان کے لئے دائمی طور پر بقا نہیں لہٰذا خدا تعالیٰ نے ارادہ کیا کہ رسولوں کے وجود کو جو تمام دنیا کے وجودوں سے اَشرف و اَولیٰ ہیں ظلّی طور پر ہمیشہ کیلئے تا قیامت قائم رکھے۔ سو اسی غرض سے خدا تعالیٰ نے خلافت کو تجویز کیا تا دنیا کبھی اور کسی زمانہ میں برکات رسالت سے محروم نہ رہے......"۔**

(شہادۃ القرآن۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ 339-353)

....

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ و السلام کا یہ ارشاد مبارک بہت ہی پُر معرفت اور بصیرت افروز ہے۔ قرآن مجید کے حقائق و معارف اور اس کی برکات و تاثیرات کے زندہ اور تازہ بتازہ ثبوت مہیا کرنے کے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے فیض سے، آپؐ کی متابعت میں اُمّت محمدیہ میں مجدّدین کرام اور خلفاء روحانی کا ظہور ایک ایسی حقیقت ہے جس سے انکار ممکن نہیں۔ تاریخ اسلام کی گزشتہ چودہ صدیاں اس بات پر شاہد ہیں کہ ہر دور اور ہر زمانے میں قرآن مجید کی عظمتوں کو آشکار کرنے اور اس کی برکات کا زندہ نمونہ دکھلانے کے لئے ہزار ہا اولیاء و اصفیاء آئے اور اپنے اپنے دَور اور زمانہ میں ان کے ذریعہ سے اس کتابِ مبارک کی برکتوں کے نشانات ظاہر ہو کر اس کی صداقتوں کو ثابت کرتے رہے۔

اس کے ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ قرآن مجید کے معارف و دقائق اور اس کی تاثیرات و برکات روحانیہ کے ظہور کی سب سے بڑی تجلّی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں آپؐ کی مبارک زندگی میں اور پھر آپؐ کے بعد آپؐ کے خلفاء راشدین مہدیّین کی زندگی میں ہوئی۔

اور یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ اس کی ایک اور عظیم تجلّی سورۃ الجمعہ میں وَ آخَرِينَ مِنْهُمْ لَمَّا يَلْحَقُوا بِهِمْ کے الفاظ میں مذکور پیشگوئی کے مطابق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانی بعثت ثانیہ کے وقت مقدر تھی۔ جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کے فیض سے، آپؐ کی پیشگوئیوں کے مطابق پھر سے آپؐ کے ظلِّ کامل اور عظیم روحانی خلیفہ نے ظلّی و اُمّتی نبی کے طور پر ظہور فرمانا تھا اور پھر سے خلافت علی منہاج نبوت کا قیام ہونا تھا۔

حضور علیہ السلام کے مذکورہ بالا اقتباس میں آیت استخلاف کے ساتھ اس کا ربط اور اس سے استدلال بہت ہی پُر لطف اور قرآنی عظمت اور شان کو اجاگر کرنے والا ہے۔ سورۃ النور کی آیت استخلاف خلافت کے موضوع پر بنیادی اہمیت کی حامل فیصلہ کُن آیت ہے۔ اس میں خلافت حقّہ کے ایسے امتیازات بیان کئے گئے ہیں جن سے انسانوں کی بنائی ہوئی خلافت کا بھانڈا پھوٹ جاتا ہے۔ کیونکہ خلافت حقّہ سے تو دین کو تمکنت حاصل ہوتی ہے۔ قرآنی برکات و تاثیرات کے شیریں ثمرات عطا ہوتے ہیں۔ خوف کو امن میں بدلا جاتا ہے اور قیام صلوٰۃ و ایتاء زکوٰۃ کا بابرکت نظام قائم ہوتا ہے۔ جبکہ انسانوں کی خود ساختہ خلافت تو اسلام کی بدنامی کا موجب، قرآن مجید کی حقّانی تعلیمات سے بے بہرہ اور خوف اور دہشت کو پھیلانے والی اور تباہ و برباد کرنے والی ہے۔

آیت استخلاف سے یہ بھی بخوبی واضح ہو جاتا ہے کہ قرآنی تاثیرات و برکات کے ظہور اور تزکیۂ نفوس کی ایک عالمی تجلّی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ سے مقدر رہے۔

چنانچہ اس زمانہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کے ذریعہ قرآن مجید کی علمی و عملی اور روحانی برکات کی اشاعت کا عالمگیر سلسلہ جاری ہے اور اس سے تمام عالَم کو مستفیض کرنے کے لئے جو کوششیں کی جا رہی ہیں اور ان کے جو نہایت دلکش اور شیریں ثمرات عطا ہو رہے ہیں اس کا ذکر بہت دلآویز اور طویل ہے۔

سفینہ چاہئے اس بحر بیکراں کے لئے

ضمناً یہ ذکر کرنا بھی مناسب ہوگا کہ قرآن مجید میں جب اللہ تعالیٰ نے یہ فرمایا کہ ہم ہی اس ذکر کی حفاظت کرنے والے ہیں تو اس میں یہ اشارہ مضمر تھا کہ اس کی عظمتوں پر وساوس اور شبہات کا پردہ ڈالنے کے لئے اور اس کی تاثیرات و برکات کو جھٹلانے کے لئے مخالفین کی طرف سے مذموم کوششیں کی جائیں گی۔ لیکن خدا تعالیٰ انہیں خلافت حقّہ کے ذریعہ ناکام و نامراد کرے گا اور اس کلام کی ظاہری و معنوی ہر لحاظ سے حفاظت کا انتظام وہ خود اپنی جناب سے فرمائے گا۔ چنانچہ اس زمانہ میں اس میدان میں بھی خاتم الخلفاء حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کے خلفاء کرام کی عالمی سطح پر جلیل القدر مساعی اور ان کے عظیم الشان نتائج ایک ناقابل تردید حقیقت ہیں جس کا ذکر الفضل کے صفحات میں ہوتا رہتا ہے اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ انشاء اللہ۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ کا دورۂ جرمنی 2015ء۔ از صفحہ 2

ماسٹر عبدالقدوس صاحب شہید کی فیملی ہالینڈ سے جرمنی پہنچی تھی۔ یہ فیملی اپنے پیارے آقا کے دیدار کے لئے سیڑھیوں کے پاس کھڑی تھی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت اس فیملی کے پاس کھڑے ہوگئے اور شرف ملاقات بخشا اور شہید مرحوم کی اہلیہ اور بچوں سے گفتگو فرمائی۔ شہید مرحوم کی فیملی کی ان کی زندگی میں یہ پہلی ملاقات تھی جو ان کے لئے غیر معمولی طور پر تسکین قلب کا موجب بنی۔ ان کے غم کافور ہوئے اور پریشانیاں راحت و سکون اور اطمینان قلب میں بدل گئیں۔

حضور انور نے ازراہ شفقت ان سے گفتگو فرمائی اور ان کا حال دریافت فرمایا اور رہائش کے حوالہ سے انتظامیہ کو ہدایات دیں۔

بعدازاں حضور انور اپنے رہائشی حصہ میں تشریف لے گئے۔

....

4 جون 2015ء بروز جمعرات

....

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے صبح ساڑھے چار بجے تشریف لاکر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دفتری ڈاک اور رپورٹس ملاحظہ فرمائیں اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروفیت رہی۔

دو بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشریف لاکر نماز ظہر وعصر جمع کر کے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

لیفٹ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر کی ملاقات

پروگرام کے مطابق ساڑھے چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنے دفتر تشریف لائے۔ لیفٹ پارٹی کے پارلیمانی لیڈر Dr. Gysi حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی ملاقات کے لئے آئے ہوئے تھے۔ حضور انور نے فرمایا مجھے آپ سے مل کر خوشی ہوئی ہے۔ اس پر موصوف نے بھی خوشی کے جذبات کا اظہار کیا۔

بعدازاں Dr. Gysi نے عرض کیا کہ اس وقت جو موجودہ حالات ہیں ان کی وجہ سے مجھے کافی پریشانی ہے۔ لیکن میں مایوس انسان نہیں ہوں۔ جب Cold War ختم ہوئی تھی تو اس وقت کوئی World Order تھا۔ لیکن اب کوئی ورلڈ آرڈر نہیں ہے۔ ہر طرف افراتفری ہے۔ مسلمان ممالک اور ویسٹ ممالک کے مابین کلچر کا ایک ٹکراؤ شروع ہوگیا ہے جو کہ خطرناک ہے۔ مڈل ایسٹ میں طاقت اور سلطنت کی جنگ جاری ہے۔ جرمنی میں بھی مسلمانوں کے خلاف ایک خوف سا پایا جاتا ہے۔ برلن میں جب جماعت کی مسجد تعمیر ہونی تھی تو ایک جرمن طبقہ کی طرف سے شور مچا تھا اور مخالفت ہوئی تھی۔ یہ ہماری خوش قسمتی تھی کہ وہاں کا میئر ہماری پارٹی کا تھا جو اس مخالفت کے باوجود اپنی بات پر قائم رہا اور اب وہاں مسجد موجود ہے۔ ہر چیز نارمل ہے اور ماحول پُرسکون ہے اور اب لوگوں کو سمجھ آرہی ہے کہ جو خوف تھا وہ بلاوجہ تھا۔

موصوف نے عرض کیا کہ جرمنی میں ایک بات یہ بھی نظر آرہی ہے کہ جہاں مسلمانوں کی تعداد زیادہ ہے۔ جن علاقوں میں مسلمان بڑی تعداد میں آباد ہیں وہاں پر دائیں طرف کی پارٹیوں کو ووٹ نہیں دیا جاتا اور جن علاقوں میں مسلمانوں کی تعداد کم ہے وہاں دائیں طرف کی پارٹیوں کو بڑی تعداد میں ووٹ حاصل ہوتے ہیں۔ یہ جو ایک خوف سامنے آرہا ہے یہ بھی بڑا خطرناک ہے اور پھر میڈیا بھی اس صورتحال میں اپنا حصہ ڈال رہا ہے۔

مڈل ایسٹ کے مختلف ممالک، لبنان، سیریا، عراق، لیبیا وغیرہ میں گیا ہوں۔ مجھے بہت اچھا لگا تھا۔ ان کے اچھے حالات تھے۔

موصوف نے عرض کیا کہ مجھے اس بات سے خوشی ہوگی کہ اگر میں جان سکوں کہ حضور کا دنیا کی اس موجودہ صورتحال کے بارہ میں کیا خیال ہے۔ موصوف نے عرض کیا کہ میں ایک خاص قسم کا انسان ہوں، میں کسی مذہب سے وابستہ نہیں ہوں۔

موصوف کی اس بات پر حضور انور نے فرمایا ایک انسان انسانیت پر یقین رکھے تو بندوں کے حقوق ادا کرسکتا ہے۔ جہاں تک اس وقت دنیا کی صورتحال ہے تو Coldwar ختم ہونے کے بعد کافی عرصہ تک دنیا میں امن وسکون تھا۔ پھر 1991ء میں عراق کی جنگ شروع ہوئی۔ کویت پر حملہ کروایا گیا اور پھر اس کے نتیجہ میں عراق پر امریکہ نے حملہ کروایا اور امریکہ کا اس جنگ میں ایک بڑا رول تھا۔ پھر دنیا کے امن کو جس طرح نقصان پہنچا سب کے سامنے ہے۔

یورپ اور جرمنی میں ایک زمانے تک سب ٹھیک رہا۔ یہاں چھوٹی چھوٹی تحریکیں مسلمانوں کے خلاف اٹھتی رہی ہیں لیکن ان کا کوئی بڑا رول نہ تھا۔ پھر 2008ء کا اکنامک کرائسز آیا اور حالات بالکل بگڑ گئے۔ اس اکنامک کرائسز نے ہر ایک کا رخ اس طرف پھیر دیا کہ ہمیں کس طرح دوسرے کی اقتصادیات پر قبضہ کرنا ہے۔ پھر اسی کرائسز کے دوران یورپین اور غیر یورپین کے سوال بھی اٹھے۔ جو حالات خراب ہوئے ہیں اس میں میڈیا کا بھی بڑا رول ہے۔ میڈیا نے اس اکنامک کرائسز کو اتنا زیادہ اچھالا ہے کہ جو خوف کی فضا پیدا ہونی شروع ہوئی تھی اس کو مزید اہمیت مل گئی۔

حضور انور نے فرمایا یورپ کی سستی لیبر ایشیا سے یا افریقہ سے مل رہی ہے۔ یورپ کی حکومتیں جتنی بھی انصاف پسند ہوں امیگرنٹس سے کام لے کر ان کو کم معاوضہ پر رکھا جاتا ہے اور یہ سب کچھ صاف ظاہر ہورہا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اور پھر جب یہ کرائسز آیا تو یورپ، امریکہ، کینیڈا اور ہر جگہ اس کی وجہ مسلمانوں کو قرار دیا جانے لگا، ہر جگہ مسلمانوں کو زیادہ الزام دینے لگ گئے تو اس کے جواب میں مسلمانوں نے بھی دوسروں کو الزام دینا شروع کردیا اور پھر اس صورتحال نے حالات کو مزید خراب کیا اور پھر گزشتہ چار سالوں سے جو عرب سپرنگ کا معاملہ اٹھا ہے۔ اب عقلمند طبقہ اس بات کا الزام دینے لگ گیا ہے کہ اس کو کرنے میں بڑی طاقتوں کا ہاتھ ہے۔ یہ غلط ہے یا صحیح، یہ ایک علیحدہ معاملہ ہے۔ لیکن رفٹ (Rift) بڑھنی شروع ہوئی ہے۔

پہلے انہوں نے عراق کو توڑا اور الزام لگایا کہ اس کے پاس کیمیکل ہتھیار ہیں۔ اب انہی لوگوں کے پالیٹیشن، امریکن لوگوں کے پالیٹیشن اس قسم کے بیان دے رہے ہیں کہ عراق پر غلط الزام لگایا گیا تھا۔ اس کے پاس کوئی کیمیکل ہتھیار نہ تھے۔

پھر مصر کے خلاف انہوں نے کارروائی کی۔ حضور انور نے فرمایا امریکہ میں ایک اخباری نمائندہ کو مصر کے حوالہ سے ایک سوال پر میں نے کہا تھا کہ جس حکومت کو اب یہ لوگ لے کر آئے ہیں یہ تو سال، ڈیڑھ سال میں ختم ہوجائے گی اور پھر ایسا ہی ہوا اور وہی نام نہاد اسلامی حکومت جس کو یہ لوگ اوپر لے کر آئے تھے اس نے جب ان کو آنکھیں دکھائیں تو پھر اسی کو آرمی کے ذریعہ الٹا دیا۔ اب دیکھیں کہ جس حکومت کو جمہوریت قائم کرنے کے لئے لایا گیا تھا اس کے خلاف آرمی کو سپورٹ کیا اور آرمی کی مدد سے اسے ختم کروایا۔

پھر لیبیا کے ساتھ جو حشر ہوا ہے وہ آپ کے سامنے ہے۔ لیبیا میں قذافی کی حکومت ختم کر کے جمہوریت قائم کرنے کا ارادہ تھا لیکن اب جمہوریت کہاں ہے۔ ہر قبیلہ نے اپنی اپنی حکومت بنالی ہے۔ پہلے جو امن تھا وہ بھی برباد ہوا اور پھر جمہوریت بھی قائم نہ ہوسکی۔

اسی قسم کے حالات دوسرے عرب ممالک کے ہیں۔ اب یورپ کے لوگ یہ کہتے ہیں کہ ان کو عرب ممالک کے بگڑے ہوئے حالات اور وہاں کی انتہاء پسند تنظیموں کی طرف سے خوف آنے لگا ہے۔

حضور انور نے فرمایا اب مجھے علم نہیں کہ جرمنی کی کیا صورتحال ہے لیکن یوکے کے حالات کو میں جانتا ہوں۔ وہاں سے جو لوگ Radicalize ہوکر ISIS کے نام پر ان عرب ممالک میں جارہے ہیں۔ یہ وہ لوگ ہیں جو ملازمتیں نہ ملنے، کام نہ ملنے کی وجہ سے Frustrat ہیں۔ برطانیہ میں کہا جارہا ہے کہ ملک کی اکانومی بہتر ہے اور Unemployment کم ہورہا ہے۔ جبکہ صورتحال یہ ہے کہ نوجوان کو کم ملازمت مل رہی ہے اور بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ فائدہ مل رہا ہے۔ نوجوانوں اور لوکل لوگوں کے ذہن میں یہ بات ہے کہ حکومت امیگرنٹس اور بڑی عمر کے لوگوں کو زیادہ بینیفٹس دیتی ہے اور ہم کو کم دیتی ہے۔ اب یوکے میں صرف ایشین امیگرنٹس نہیں ہیں بلکہ ایسٹ یورپین ممالک کے امیگرنٹس کا بھی سوال پیدا ہوگیا ہے۔ یہ بھی بڑی تعداد میں آرہے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا میں تو یورپ والوں کو پہلے سے کہہ رہا ہوں کہ امیگرنٹس کو سنبھالنے کے لئے ان کو کوئی رول ادا کرنا چاہئے۔ جو لوگ ISIS کی طرف جارہے ہیں وہ Frustration کی وجہ سے ہے۔ پھر جب یہ مغربی ممالک دیکھتے ہیں کہ ہمارے ممالک کے نوجوان وہاں جا کر لڑ رہے ہیں تو انہیں یہ خوف محسوس ہوتا ہے کہ اب یہ لوگ ہمارے ملک میں بھی فساد پیدا کریں گے۔

حضور انور نے فرمایا پھر یہ بھی ذکر ہوا ہے کہ جرمنی میں جس علاقہ میں مسلمان زیادہ ہیں وہاں جو نیشنلسٹ پارٹیاں ہیں ان کو ووٹ نہیں ملتا۔ اس پالیسی سے نقصان ہوگا اور لوگوں کا ردعمل ایشین امیگرنٹس کے خلاف ہوجائے گا۔

حضور انور نے فرمایا اب ان حالات میں یہی دعا ہے کہ لیفٹسٹ (Leftist) ہیں یہ اوپر آجائیں اور حالات کو بہتر کریں۔ اس پر موصوف Dr. Gysi نے عرض کیا کہ میں امید کرتا ہوں کہ حضور کی دعا قبول ہوگی اور ہم اوپر آئیں گے۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ امریکہ بہت سے معاملات میں غلط پالیسی اپنائے ہوئے ہے۔ یہ بعض گروپس اور تنظیموں کو اپنے ساتھ ملا کر اپنے مشترکہ دشمن کے خلاف کارروائی کرتا ہے اور بغیر یہ دیکھے کہ جن گروپس کو اپنے ساتھ ملایا ہے اور ان کی مدد کی ہے وہی کل اس کے ساتھ کیا سلوک کرتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا امریکہ نے رشیا کے خلاف القاعدہ کی مدد کی تھی اب وہی القاعدہ امریکہ کے خلاف ہوگئی ہے۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ اب تو ہر جگہ حالات مزید بگڑ رہے ہیں۔ لیبیا، صومالیہ، عراق، شام، یمن، یوکرین ہر جگہ فساد ہے اور امن نہیں رہا۔ ہر جگہ تباہی ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم کس طرح اس صورتحال سے باہر نکلیں اور کس طرح ان ممالک میں امن قائم کیا جاسکتا ہے اور فلسطینی ریاست کو کس طرح قائم کیا جاسکتا ہے۔ میرے پاس ان سوالوں کا کوئی جواب نہیں!

اس پر حضور انور نے فرمایا آپ کے پاس اس کا جواب ہے۔ میں نے گزشتہ سال بھی کہا تھا اور اس سال بھی اپنے ایڈریسز اور پروگراموں میں کہا ہے کہ ISIS کی سپلائی لائن بند کرو، ان کی سپلائی لائن کاٹو، ان کا سارا اسلحہ اور ہتھیار کہاں سے جارہے ہیں۔ ان کا تیل دوسرے ملکوں میں کہاں سے جارہا ہے۔ ان کو بڑی بڑی رقوم کہاں سے حاصل ہورہی ہیں؟

سیکیورٹی کونسل نے ایک ریزولیوشن بھی پاس کیا تھا کہ ان کی سپلائی لائن کاٹی جائے لیکن اس پر عمل نہ ہوا۔

ایران پر پابندیاں لگ سکتی ہیں تو ان پر کیوں نہیں لگ سکتیں۔ اس پر مہمان موصوف نے عرض کیا کہ بالکل درست ہے۔ روس پر پابندیاں لگتی ہیں لیکن ان تنظیموں پر نہیں لگتیں۔

فلسطین کے حوالہ سے حضور انور نے فرمایا اس کی باؤنڈری لائن متعین کردی گئی تھی اور یہ معاہدہ ہوا تھا کہ اسرائیل مزید Encroachment نہیں کرے گا۔ لیکن اس معاہدہ کے خلاف انکروچمنٹ ہوتی چلی گئی۔ مصر نے اسرائیل سے لڑائی کی تو اس کا خمیازہ آج تک فلسطین بھگت رہا ہے۔ پھر حزب اللہ لبنان میں زیادہ ہیں۔ ان کی طرف

MOT
CLASS IV: £48
CLASS VII: £56
Servicing, Tyres & Exhausts.
Mechanical Repairs
All Makes & Models
Rutlish Auto Care Centre
Rutlish Road
Wimbledon - London
Tel: 020 8542 3269

قائم شدہ 1952ء
خدا کے فضل اور رحم کے ساتھ
خالص سونے کے اعلیٰ زیورات کا مرکز
شریف جیولرز
میاں حنیف احمد کامران
ربوہ 0092 47 6212515
15 لندن روڈ، مورڈن SM4 5HT
0044 203 609 4712
0044 740 592 9636

سے اسرائیل کے خلاف کوئی کارروائی ہوتی ہے تو اس کا خمیازہ بھی فلسطین کو بھگتنا پڑتا ہے۔ اب سوال یہ ہے کہ اس کو تسلیم کریں۔ سویڈن نے اس کو تسلیم کیا تو شور مچ گیا تھا۔ اب دوسرا Step سپین نے اٹھایا ہے اس مسئلہ کا حل یہی ہے کہ فلسطین کو ایک آزاد State بنالیں اور ایک ملک کے طور پر اس کا حق قائم ہو۔

حضور انور نے فرمایا لیکن کوئی بیٹھ کر اس کا حل نکالنا نہیں چاہتا اور ہماری آواز جتنی پہنچ سکتی ہے ہم پہنچانے کی کوشش کرتے ہیں۔ حضور انور نے فرمایا ہمارا پیغام، ہماری آواز تو ہر جگہ پہنچ رہی ہے اور یہ احساس ہر جگہ ہو رہا ہے کہ مل کر بیٹھنا چاہئے اور امن قائم ہونا چاہئے۔

موصوف نے سوال کیا کہ کیا ہم تیسری جنگ عظیم سے بچ سکیں گے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا جب انسان، انسان پر ظلم کر رہا ہو اور دوسرے کے حقوق غصب کئے جا رہے ہوں تو پھر خدا کی قدرت اپنا ہاتھ دکھاتی ہے۔ جب خدا کا قانون کام کرتا ہے تو پھر انسان تباہ ہوتا ہے۔ نیچر تباہ نہیں ہوتا۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ سالانہ کئی ملین لوگ بھوک سے مرتے ہیں جبکہ ہمارے پاس اتنی خوراک موجود ہے کہ ہم سال میں دو دفعہ ان بھوک میں مبتلا لوگوں کو خوراک مہیا کرسکتے ہیں۔

اس پر حضور انور نے فرمایا لاکھوں لوگوں کی بھوک مٹانے کی بجائے اگر خوراک کو سمندر میں ڈالیں گے تو پھر یہی حال ہوگا۔ سیاستدانوں کو اس بات کی سمجھ نہیں آتی کہ اگر بھوک، غربت کو نہ مٹایا گیا تو پھر یہی لوگ ان کے خلاف کھڑے ہو جائیں گے۔

مہمان موصوف نے عرض کیا کہ ہمارے جرمنی میں یہ صورتحال ہے کہ جو غریب طبقہ ہے وہ سب سے کم تعداد میں ووٹ ڈالنے جاتا ہے۔ اس پر حضور انور نے فرمایا سال 2007ء تک یہاں خودکشی کا ریٹ کم تھا۔ اس کے بعد بڑھنا شروع ہوگیا ہے۔ یہ Frustration اور لوگوں کی بے چینیاں ہیں۔

حضور انور نے فرمایا ایک برائی کو روکتے ہیں تو دوسری برائی آجاتی ہے۔ UNO کو برائیاں روکنے کے لئے بنایا گیا تھا مگر اس نے برائیاں پیدا کردیں۔

حضور انور نے فرمایا **میری بات لکھ لیں کوئی امن نہیں ہونا۔ تباہی آنی ہی آنی ہے۔ UNO کو ختم کریں اور کوئی نئی آرگنائزیشن بنالیں۔**

دیگر مختلف امور پر بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے گفتگو فرمائی۔

Dr. Gysi کی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے ساتھ یہ ملاقات ساڑھے پانچ بجے تک جاری رہی۔ آخر پر موصوف نے حضور انور کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

بعد ازاں مکرم امیر صاحب جرمنی نے حضور انور کے ساتھ دفتری ملاقات کی۔ حضور انور نے بعض امور میں ہدایات دیں۔

....

کالسروئے روانگی

آج پروگرام کے مطابق جلسہ گاہ Karlsruhe کے لئے روانگی تھی۔ چھ بج کر بیس منٹ پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لائے اور دعا کروائی اور قافلہ Karlsruhe شہر کے لئے روانہ ہوا۔

بیت السبوح فرینکفرٹ سے Karlsruhe کا فاصلہ 160 کلومیٹر ہے۔ یہ جگہ جہاں جلسہ کا انعقاد ہوتا ہے۔ K. Messe کہلاتی ہے۔ اس کا کل رقبہ ایک لاکھ پچاس ہزار مربع میٹر ہے اور اس کا Covered حصہ 70 ہزار مربع میٹر ہے۔ اس میں چار بڑے ہال ہیں اور یہ چاروں ہال ایئر کنڈیشنڈ ہیں۔ ہر ہال کا رقبہ 1250 مربع میٹر ہے اور ہر ہال میں کرسیوں پر بارہ ہزار افراد بیٹھ سکتے ہیں اور ہر ہال میں اٹھارہ ہزار سے زائد افراد نماز ادا کرسکتے ہیں۔ مجموعی طور پر ان چاروں ہالوں سے ملحق 128 بیوت الخلاء ہیں۔ یہاں دس ہزار گاڑیوں کی پارکنگ کی جگہ موجود ہے۔

قریباً ایک گھنٹہ چالیس منٹ کے سفر کے بعد آٹھ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی جلسہ گاہ تشریف آوری ہوئی۔

مکرم محمد الیاس مجوکہ صاحب افسر جلسہ سالانہ جرمنی اور مکرم حافظ مظفر عمران صاحب افسر جلسہ گاہ نے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کو خوش آمدید کہا اور شرف مصافحہ حاصل کیا۔ جب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز عمارت کے اندر تشریف لے گئے تو کارکنان نے بڑے پُرجوش انداز میں نعرے لگائے۔

جلسہ کے انتظامات کا معائنہ

بعد ازاں جلسہ سالانہ کے انتظامات کا معائنہ شروع ہوا۔ نائب افسران جلسہ سالانہ ایک قطار میں کھڑے تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ان کے پاس سے گزرے اور اپنا ہاتھ بلند کر کے السلام علیکم کہا۔ آغاز میں شعبہ خدمت خلق، کارڈ چیکنگ سسٹم اور افسر صاحب جلسہ سالانہ اور رہائش مہمانان بیرون از جرمنی کے دفاتر تھے۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ان دفاتر اور شعبوں کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ان کے پاس سے گزرتے ہوئے شعبہ MTA میں تشریف لے گئے اور یہاں MTA کے مختلف شعبوں کا معائنہ فرمایا۔

MTA جرمنی نے امسال بھی Drone ویڈیو کیمرہ کا استعمال کیا۔ یہ کیمرہ ریموٹ کنٹرول کے ذریعہ فضا میں بلند ہوتا ہے اور اس کے ذریعہ جلسہ کے بیرونی مناظر دکھائے جاسکتے ہیں۔ منتظمین نے حضور انور کی موجودگی میں اس کیمرہ کو فضا میں بلند کیا اور یہ کافی بلندی پر اوپر چلا گیا۔

حضور انور نے MTA کی نشریات پروگرام اور دیگر متعلقہ امور کے بارہ میں دریافت فرمایا اور ہدایات سے نوازا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کتب کے سٹور اور سٹال کا معائنہ فرمایا۔ یہاں بڑی ترتیب کے ساتھ میزوں اور مختلف سٹینڈز پر کتب رکھی گئی تھیں تاکہ کتب حاصل کرنے والے بآسانی اپنی مطلوبہ کتب حاصل کرسکیں۔

معائنہ کے دوران شعبہ ہیومینیٹی فرسٹ کے دفتر میں بھی حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز تشریف لے گئے اور وہاں پڑی ہوئی مختلف اشیاء اور ان کے پروگراموں کے بارہ میں چیئرمین ہیومینیٹی فرسٹ جرمنی سے حضور انور نے گفتگو فرمائی اور وہاں سے کچھ اشیاء خریدیں اور ہدایات سے نوازا۔

'شعبہ جائیداد 100 مساجد' کا بھی حضور انور نے معائنہ فرمایا۔ یہاں جرمنی میں تعمیر ہونے والی مختلف مساجد کے ماڈلز رکھے گئے تھے اور اسی طرح مساجد کی تعمیر میں جو میٹیریل استعمال ہوتا ہے اس کے نمونے بھی رکھے گئے تھے۔

اسی ایریا میں شعبہ وصایا، وقف نو، امور عامہ، سمعی و بصری اور شعبہ رشتہ ناطہ کے دفاتر قائم کئے گئے تھے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز سٹور میں تشریف لے آئے جہاں کھانے پینے اور استعمال کی مختلف اشیاء سٹور کی گئی تھیں۔ یہاں سے ضرورت کے مطابق ساتھ ساتھ یہ اشیاء مختلف شعبوں کو مہیا کی جاتی ہیں۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اس ہال میں تشریف لے گئے۔ جہاں جلسہ کے مہمانوں کے لئے کھانا کھلانے کا انتظام کیا گیا تھا۔ اس انتظام کے تحت ایک وقت میں ہزاروں افراد کھانا کھاسکتے ہیں۔ میزوں پر ہی پانی کی بوتلیں اور گلاس وغیرہ رکھے گئے تھے تاکہ کھانے کے دوران پانی کے حصول کے لئے کہیں دوسری جگہ نہ جانا پڑے۔

شام کا کھانا تیار ہو کر اس ہال میں آچکا تھا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ نے ازراہ شفقت کھانے کے معیار کا جائزہ لیا۔ آلو گوشت پکا ہوا تھا اور ساتھ وہ نان بھی رکھے ہوئے تھے جو مہمانوں کو دیئے جانے تھے۔ حضور انور نے ازراہ شفقت آلو گوشت پلیٹ میں ڈالا اور ایک لقمہ تناول فرما کر اس بات کا جائزہ لیا کہ یہ صحیح طرح پکا ہوا ہے یا نہیں اور سخت تو نہیں ہے۔ حضور انور ساتھ ساتھ منتظمین کو ہدایات بھی فرماتے۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے لنگر خانہ کا معائنہ فرمایا۔ سب سے پہلے حضور انور نے گوشت کی کٹائی، سپلائی اور گوشت کو سٹور کرنے کی جگہ دیکھی۔ ایک بہت بڑا فریزر ہے جہاں ایک وقت میں یکصد سے زائد بکرے ایک خاص ٹمپریچر پر Freez کئے جاسکتے ہیں۔ لنگر خانہ کے معائنہ کے دوران حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے کھانا پکانے کے انتظامات کا جائزہ لیا اور کھانے کا معیار دیکھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت آلو گوشت اور دال دونوں سے ایک ایک لقمہ لے کر تناول فرمایا اور کھانے کے معیار کے بارہ میں منتظمین سے گفتگو فرمائی۔

لنگر خانہ کے کارکنان نے نعرے بلند کئے اور اپنے پیارے آقا کے ساتھ تصویر بنوانے کی سعادت پائی۔

لنگر خانہ کے کارکنان نے ایک بڑے سائز کا کیک تیار کیا ہوا تھا۔ حضور انور نے ازراہ شفقت اپنے ان خدام کے لئے کیک کے مختلف حصے کئے۔

لنگر خانہ کے باہر دیگ واشنگ مشین لگائی گئی تھی۔ یہ مشین گزشتہ آٹھ سال سے لگائی جارہی ہے اور ہر سال اس میں بہتری لائی جارہی ہے۔ آغاز میں یہ صورت تھی کہ مشین پر دیگ رکھنے کے بعد ایک بٹن دبانا پڑتا تھا جس سے دیگ کی دھلائی کا فنکشن شروع ہوتا تھا۔ لیکن اب یہ بٹن دبانا نہیں پڑتا بلکہ جونہی دیگ رکھی جاتی ہے خودبخود آٹومیٹیک فنکشن شروع ہو جاتا ہے۔ ایک ایسا سنسر سسٹم لگایا گیا ہے جس کی وجہ سے خودبخود فنکشن شروع ہوتا ہے۔ اسی طرح پہلے ایک وقت میں ایک دیگ دھلتی تھی اب ایک وقت میں دو دیگیں دھلتی ہیں۔

لنگر خانہ اور دیگ واشنگ مشین کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز پرائیویٹ خیمہ جات کے ایریا میں تشریف لے آئے اور انتظامات کا معائنہ فرمایا۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ان خیمہ جات کے درمیانی راستہ سے گزرے۔ مختلف فیملیاں اپنے خیموں کے پاس کھڑی تھیں اور بعض خیمے نصب کر رہی تھیں۔ سبھی اپنے ہاتھ بلند کر کے حضور انور کی خدمت میں سلام عرض کرتے۔ حضور انور ازراہ شفقت ان کے سلام کا جواب دیتے اور بعضوں سے گفتگو بھی فرماتے۔ خیموں کے مختلف سائز تھے۔ بعض خیمے اتنے بڑے تھے کہ ان میں دس سے پندرہ آدمی بھی قیام کرسکتے ہیں۔

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ازراہ شفقت ایک خیمہ کے قریب تشریف لے گئے اور اس کا جائزہ لیا کہ کتنے لوگ اس میں قیام کرسکتے ہیں۔

پرائیویٹ خیمہ جات کے احاطہ کے ایک طرف ایک حصہ پرائیویٹ Carvan کے لئے مخصوص کیا گیا تھا۔ حضور انور نے افسر صاحب جلسہ سالانہ سے اس حصہ کے بارہ میں اور یہاں دی جانے والی سہولیات کے بارہ میں رپورٹ حاصل کی۔

ان خیمہ جات اور Carvan کے ایریا میں اردگرد فینس لگائی گئی ہے اور گیٹ بھی بنائے گئے ہیں اور اس احاطہ میں رجسٹریشن کارڈ کی چیکنگ اور سکیننگ کے بعد ہی داخل ہوا جاسکتا ہے۔

خیمہ جات کے اس رہائشی حصہ کے معائنہ کے دوران سینکڑوں خاندانوں نے اپنے پیارے آقا کو انتہائی قریب سے دیکھا۔ خواتین نے شرف زیارت حاصل کیا اور برکتیں پائیں۔ ہر ایک اپنی اس خوش نصیبی اور سعادت پر خوش تھا۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آٹھ بجکر پینتالیس منٹ پر لجنہ جلسہ گاہ میں تشریف لے گئے اور لجنہ کے انتظامات کا معائنہ فرمایا اور ان کے جملہ انتظامات دیکھے اور مختلف شعبوں کا جائزہ لیا اور ہدایات سے نوازا۔

لجنہ جلسہ کے انتظامات کے لئے ناظمہ اعلیٰ کے تحت بارہ نائب ناظمات اعلیٰ ہیں۔ اسی طرح مختلف شعبوں کے لئے ناظمات کی تعداد 70 ہے اور نائب ناظمات کی تعداد 384 ہے۔ اس کے علاوہ معاونات کی تعداد 3716 ہے۔ اسی طرح مجموعی طور پر 4183 خواتین اور بچیوں نے لجنہ کی طرف ڈیوٹی کے فرائض سرانجام دیئے۔

لجنہ جلسہ گاہ کے معائنہ کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز مردانہ جلسہ گاہ میں تشریف لے آئے۔ جہاں پروگرام کے مطابق جلسہ سالانہ کی ڈیوٹیوں کی افتتاحی تقریب تھی۔ تمام ناظمین اپنے اپنے معاونین اور کارکنان کے ساتھ اپنے شعبہ کے نام کی تختی کے پیچھے کھڑے تھے۔ افسر جلسہ سالانہ، افسر جلسہ گاہ اور افسر خدمت خلق کے علاوہ نائب افسران کی تعداد 21 ہے اور مختلف شعبہ جات کے ناظمین کی تعداد 113 ہے اور نائب ناظمین کی 560 اور معاونین کی تعداد 7154 ہے۔

حضور انور سٹیج پر تشریف لے آئے اور تقریب کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے خطاب فرمایا۔

خطاب حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تشہد و تعوذ اور تسمیہ کے بعد فرمایا:

اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت احمدیہ جرمنی کا جلسہ سالانہ کل سے شروع ہو رہا ہے اور آپ میں اکثر جو یہاں بیٹھے ہوئے ہیں شائد دوسرے بھی ہوں، آپ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اپنے آپ کو جلسہ کے مہمانوں کی خدمت کے لئے کسی نہ کسی رنگ میں پیش کیا ہے۔ پس یہ آپ لوگوں کے لئے بڑا اعزاز ہے۔ بہت سے ایسے ہیں جو کئی سالوں سے ڈیوٹیاں دے رہے ہیں اور یقیناً آپ کے

تجربہ میں آیا ہوگا کہ ڈیوٹیاں آپ کو اللہ تعالیٰ کے فضل سے دلی تسکین کا باعث بناتی ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے مہمانوں کی خدمت بےنفس ہوکر کرنا آپ کے دل کو سکون عطا کرتا ہے اور یہی چیز ہے جو یہ ظاہر کرتی ہے کہ اللہ تعالیٰ کو آپ کی یہ ادا اور یہ خدمت کرنا پسند ہے اور یقیناً اللہ تعالیٰ کو جو چیز پسند ہو اس کا اجر بھی خدا تعالیٰ دیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ آپ سب کو احسن رنگ میں خدمت کی توفیق بھی عطا فرمائے اور اس کا اجر بھی عطا فرمائے۔

گزشتہ سال بعض کمیاں، کمزوریاں انتظامات میں رہ گئی تھیں جن میں سے ایک Sound System تھا۔ اس دفعہ بیشمار چھوٹے لاؤڈ سپیکر لگے ہوئے ہیں۔ مجھے امید ہے کہ جس حد تک ان کی عقل اور کوشش نے کام کیا انہوں نے بہتر کرنے کی کوشش کی ہوگی۔ بعض لوگ میں نے لندن سے چیک کرنے کے لئے بھجوائے تھے۔ اس لحاظ سے چیک کرنے کے لئے کہ ان کا اپنا تجربہ بھی ہے۔ ایک دوسرے کے تجربہ سے فائدہ اٹھانا چاہئے۔ اللہ کرے کہ یہ انتظام جو کیا گیا ہے وہ کافی ہو اور بہتر بھی ہو۔

عورتوں کی طرف سے اکثر شکایت آتی ہے کہ وہاں آواز تو آرہی ہوتی ہے لیکن گونج اتنی ہوتی ہے کہ الفاظ صحیح سمجھ نہیں آتے۔ خاص طور پر جب یہاں سے آواز اس طرف جارہی ہو۔ تو اس کی بھی اچھی طرح چیکنگ کرلینی چاہئے۔

اپنی انا اور 'سب ٹھیک ہے' کے چکر میں نہ رہیں۔ جو بھی انتظام کرنے والے ہیں وہ چیک کریں اور جس حد تک کوشش ہوسکتی ہے کریں اور جہاں خامی ہے اور اس سے آگے آپ کی کوشش کام نہیں کرسکتی تو بتادیں کہ اس حد تک ہم کرسکتے تھے اس سے آگے بڑھنا فی الحال ممکن نہیں اور پھر دعا کریں۔ اللہ تعالیٰ دعاؤں سے بھی بڑے کام بہتر کردیتا ہے۔

اسی طرح گزشتہ سال جو مہمان آئے تھے، مردوں کی تو رپورٹ مجھے نہیں ملی لیکن خاص طور پر عورتوں کی طرف سے رپورٹ ملی تھی کہ بچوں اور عورتوں کو رات تین بجے تک اپنی بیڈنگ یا بستر یا میٹرس کا یا جو بھی ان کو آپ میسر کرتے ہیں، مہیا کرتے ہیں اس کا انتظار کرنا پڑا اور ان کو شکوہ یہ تھا کہ بعض کو تو لائن سے نکال کے خاص Favour کرکے دے دیا جاتا تھا اور بعض کو انکار کردیا جاتا تھا۔ تو یہ امتیاز بالکل نہیں ہونا چاہئے۔

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی مہمان نوازی کی کوئی انتہا نہیں تھی۔ آپ ہر مہمان کو اس کے مزاج کے مطابق سارا سال اس کی ضرورت مہیا کرنے کی کوشش فرماتے تھے۔ لیکن جلسہ کے دنوں میں آپ نے فرمایا کہ مختلف قوموں کے مہمان آتے ہیں اس لئے جلسہ میں ہر ایک سے ایک جیسا سلوک ہونا چاہئے۔ اس لئے کوئی ترجیح کسی کو نہیں ہونی چاہئے۔ خواتین کی طرف سے لجنہ کی طرف سے ابھی یہ شکایت آگئی کہ ہمیں دو ہزار بستر دیئے گئے تھے یا میٹرسیں دی گئی تھیں وہ تمام کی تمام استعمال ہوچکی ہیں۔ لوگوں کو دے دی گئی ہیں۔ پس انتظامیہ کو خود چاہئے کہ مزید انتظام جتنی جلدی ہوسکتا ہے کرے۔ یہ نہ ہو کہ رات کو کچھ اور لوگ آجائیں اور ان کو بستر مہیا نہ ہوں۔ اگر تو موجود ہیں تو انہیں مہیا کریں۔ نہیں ہیں تو لانے کی کوشش کریں۔ مردوں کو بیشک نہ دیں لیکن عورتوں کو، بچوں کو یہ ضرور مہیا کرنے ہیں اور مردوں کو آج کی رات اگر بستروں کی کوئی کمی ہو بھی جاتی ہے تو برداشت کرلینا چاہئے۔ کل انشاءاللہ انتظام ہوجائے گا۔

تو بہرحال اس سال اسی طرح بعض دوسرے انتظامات ہیں جن کے بارہ میں مجھے بتایا یہی گیا ہے کہ ان میں بہتری لانے کی کوشش کی گئی ہے۔ ٹائلٹس کا انتظام ہے۔ باقی انتظامات ہیں۔ خدا کرے کہ یہ سارے انتظامات ہر لحاظ سے بہتر ہوں اور مہمانوں کی مہمان نوازی کا جو حق ہے وہ آپ سب کو ادا کرنے کی توفیق ملے۔

بستروں کی بات میں نے کی ہے۔ لجنہ کی صدر صاحبہ کو تو میں نے کہہ دیا ہے کہ آپ اور آپ کی عاملہ اور جو بھی عہدیداران ہیں وہ اگر ضرورت ہوئی تو اپنے بسترے مہمانوں کو دے دیں۔ بیشک خود نیچے سوئیں۔ اسی طرح جو کارکن اور عہدیدار ہیں اگر مہمانوں کے لئے بستروں کی کمی ہوئی تو اپنے بستر ان کو مہیا کرنے چاہئیں۔ اب دعا کرلیں۔

بعدازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دعا کروائی۔

اس کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے آئے۔ جلسہ کے تین ایام میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی رہائش گاہ اس وسیع و عریض عمارت کے ایک حصہ میں ہی ہے۔

پونے دس بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے جلسہ گاہ کے مردانہ ہال میں تشریف لاکر نماز مغرب و عشاء جمع کرکے پڑھائیں۔ نمازوں کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائش گاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

URGENTLY REQUIRED

POSITION VACANT IN CENTRAL AIMS DEPARTMENT

1. ORACLE DBA DEVELOPER - Based in London

Full time position for a WAQFE NAU only.

Central AIMS Department in London is looking for an energetic, hardworking team player to work in its international development team.

Knowledge and Experience:

a. Hold a degree in Software Development OR Database Development
b. A practical and working knowledge in Oracle.
c. Preferably few years post graduate experience in back end technology

Key Tasks and Activities:

a. Understanding of database schema and database relational architecture
b. Building a new database in Oracle
c. Understanding user requirements and translating into database tables
d. Work with international team of developers
e. Migration of current DB to Oracle and maintaining and enhancing it.

Personal Skills

a. Self-starter with the ability to work with minimal supervision
b. Ability to efficiently communicate
c. Ability to work under tight deadlines
d. A team player
e. Demonstrate confidence and a structured approach to problem solving

This is an urgent requirement so please apply with your CV and a Covering Letter, attested by your Local Jama'at President

URGENTLY REQUIRED

POSITION VACANT IN CENTRAL AIMS DEPARTMENT

1. PROJECT MANAGER - Based in London

Contract position - 12 Month rolling contract for the duration of the project. Central AIMS Department in London is looking for an experienced professional to fill this vacancy of a Project Manager which is a senior role responsible for managing a team of developers to work on data migration project.

Knowledge and Experience:

a. Hold a degree in Software Development OR Database Development
b. Preferable working knowledge of Oracle.
c. Experience in managing a team
d. Minimum 10-15 years post graduate experience
e. Experience in leading or playing a pivotal role in change projects/programmes
f. Experience of working on a large scale project and a good understanding of project management methodologies.

Key Tasks and Activities:

a. Documentation of a migration plan
b. Documenting policies for the migration of database
c. Review and monitor migration road map and report to senior management of progress
d. Understanding key deliverables and ensure objectives are translated into targets for the team
e. Manage team performance and ensure targets are met.

Personal Skills

a. Self-starter with the ability to work with minimal supervision
b. Ability to efficiently communicate
c. Ability to work under tight deadlines
d. A team player
e. Demonstrate confidence and a structured approach to problem solving

These are urgent vacancies so please apply with your CV and a Covering Letter, attested by your Local Jama'at President to:
Address:

Mirza Mahmood Ahmad
Central AIMS Department
22 Deer Park Road London, SW19 3TL
Or email: hr@cdcaims.org

RASHID & RASHID
Solicitors , Advocates
Immigration Specialists
Commissioners of Oaths
Rashid A. Khan
Solicitor (Principal)
•Asylum & Immigration
•New Point Based System
•Settlement Applications (ILR)
•Post Study Work Visa
•Nationality & Travel Documents
•Human Rights Applications
•High Court of Appeals
قانونی مشاورت برائے اسائلم
• Switching Visas
• Over Stayers
• Legacy Cases
• Work Permits
• Visa Extensions
• Judicial Reviews
• Tribunal Appeals
HEAD OFFICE
190 Merton High Street , Wimbledon,London, SW19 1AX
(1 minute from South Wimbledon Tube Station)
Tel: 02085 401 666, Fax: 02085 430 534
BRANCH OFFICE
21-23 Tooting High Street , Tooting , London SW17 0SN
(1 minute from Tooting Broadway tube station)
24 Hours Emergency No:
07878 33 5000 / 0777 4222 062
Same Day Visa Service
Email: law786@live.com
RASHID & RASHID LAW FIRM (SOLICITORS)

بقیہ: اتبّاع قرآن کے منافع از صفحہ 4

ہے) توکم ازکم چارسو روپیہ فیس کا ہوجاتا ہے اور لوگ خوشی سے دیتے ہیں۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ لوگوں نے مدرسہ کی تعلیم سے بڑے بڑے فائدے اٹھائے اور عمدہ عمدہ نتیجے دیکھے۔ اب چاہے گھر بک جاوے مگر لوگ اپنی بہتری اسی میں دیکھتے ہیں کہ تنگ ترش رہ کر بھی اپنے بچوں کو تعلیم دلائیں اور خوب اعلیٰ تعلیم دلائیں۔ میں نے ایک زمیندار کو دیکھا اس نے اپنی ساری زمین بیچ کر اپنے لڑکوں کو ولایت بھیجا۔ کسی نے کہا کہ تم نے بڑی غلطی کی۔ اس زمین کی طفیل تم نواب بنے بیٹھے تھے۔ اس نے کہا کہ بے شک ہے تو یونہی مگر میں نے اس وقت اسی میں فائدہ دیکھا کہ اپنے بچوں کی خاطر زمین کو قربان کردوں اگر ان کی قسمت میں ہے تو وہ خود اپنی لیاقت اور علم سے نوابی کو حاصل کرلیں گے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ جب وہ لڑکے ولایت سے واپس ہوئے تو انہوں نے اپنی لیاقت اور اللہ کریم کے فضل سے کئی کئی لاکھ بیگھ زمین پیدا کی اور اصلی معنوں میں نواب بن بیٹھے۔

لوگ دنیاوی تعلیم کا نتیجہ دیکھتے ہیں اسی لئے اس کے حصول کے لئے اس قدر ہاتھ پاؤں مارتے ہیں۔ مسجد کے مُلّاں دکھا نہیں سکتے کہ اسلام کیا ہے اور اس کے اصول کی پابندی سے انسان کیسا عظیم الشان انسان بن جاتا ہے اور وہ دکھائیں بھی کیا؟ آئے دن انہیں مقدمات رہتے ہیں جن سے انہیں فرصت ہی نہیں ملتی پھر وہ کریں تو کیا کریں؟ بڑی مصیبت کا وقت ہے۔ اگر کان رکھتے ہو تو سنو! اور خوب غور سے سنو کہ یہ قومیں تم کو حقارت سے دیکھتی ہیں اس کی کیا وجہ ہے؟ سوچو۔ میرے ایک دوست نے منصفی کا امتحان دینا تھا میں نے اس سے کہا کہ دس برس سے کوئی مسلمان اس امتحان میں پاس نہیں ہوا اس لئے تم بھی پاس نہیں ہوسکتے۔ پہلے تو اس نے اس بات کو معمولی جانا مگر جب وہ پاس نہ ہوا تو پھر اسے بڑا ہی تعجب ہوا اور کہنے لگا کہ آپ کو غیب کا علم ہے۔ میں نے کہا ممتحن ایک ہندو ہے اس نے اپنے دل میں وعدہ کیا ہوا ہے کہ کسی مسلمان کو پاس نہ کروں گا اس لئے کوئی مسلمان پاس نہیں ہوتا۔ جب مسلمانوں کے واویلا مچانے سے وہ ممتحن الگ کیا گیا تو کہنے لگا کہ کیا ہوا میں اپنے فرائض کو بڑی اچھی طرح سے ادا کرچکا ہوں۔ آج تک میں نے ہندو منصف صاحبان کے توسط سے (جن کو میں نے پاس کیا ہے) مسلمانوں کے برخلاف کروڑوں ڈگریاں کروا ڈالی ہوں گی۔

مسلمانوں کی یہ گت کیوں ہوئی؟ اس لئے اور محض اس لئے کہ انہوں نے قرآن کریم کو چھوڑ دیا۔ اگر میں تمہارے سامنے قرآن کریم کی ایک آیت پڑھ کر پوچھوں کہ اس کا کیا مطلب ہے تو مجھے خوف ہے کہ تم سے بہت ہی کم ایسے نکلیں گے جو اس کا مطلب بیان کرسکیں۔

صحابہ کرامؓ نے قرآن کریم کو پڑھا، سمجھا، اس پر عمل درآمد کیا وہ صرف بادشاہ ہی نہ بنے بلکہ بادشاہ ان کے خدمت گزار بنے۔ یہ کیوں؟ اس لئے کہ انہوں نے اپنے عمل کو قرآن کریم کی تعلیم سے عین مطابق کردکھایا۔ اب اپنی عملی حالت کا اندازہ اس طرح سے ہوسکتا ہے۔ اوّل تو تم نماز پڑھتے ہی نہیں اگر پڑھتے بھی ہو تو نہایت کسل اور بے دلی سے۔ ایک عورت حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آئی اس نے حضور کو ایک سو روپیہ دیا اس کے ساتھ ایک جوان لڑکی بھی تھی جو اس کی دختر تھی میں نے اسے کہا تم نے ایک بڑی رقم حضور کو دی۔ اس نے کہا کہ ہاں جی۔ آپ بھی دعا کریں کہ میرے ہاں اولاد ہو۔ میں نے اس سے پوچھا کہ یہ لڑکی کس کی ہے۔ کہنے لگی لڑکی تو میری ہی ہے پر پرایا مال ہے یہ میری کیا لگتی ہے۔ دعا کریں کہ میرے گھر اولاد ہو۔ میرا جی چاہا کہ اسے سمجھاؤں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بھی ایک لڑکی تھی یہ سادات کی اتنی بڑی قوم اسی کی اولاد ہے۔ اس لئے میں نے کہا کہ مائی! کیا تو میرے مولا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو جانتی ہے؟ اس نے جواب دیا کہ میں تو نہیں جانتی علم والے جانتے ہوں گے۔ اس کے اس جواب سے میں بہت حیران ہوا۔ جو میں نے تجویز اس کے سمجھانے کے لئے سوچی تھی وہ غلط نکلی۔ پھر میں نے کہا کہ تو کلمہ لا الہ الّا اللّٰہ محمد رسول اللّٰہ سمجھتی ہو؟ اس نے کہا کہ نہیں میں تو نہیں سمجھتی۔ پڑھے ہوئے جانتے ہوں۔ میرا میاں شاید اسے پڑھا کرتا ہے۔ مجھے اور بھی حیرانی ہوئی پر میں نے سوچا کہ اسے کسی نہ کسی طرح ضرور سمجھانا چاہیے اس لئے میں نے بات کو اس طرح سے چلایا۔ میں نے کہا کہ بھلا بتلاؤ تو زمین اور آسمان کو کس نے بنایا؟ اس نے کہا بنانے والے جانتے ہوں گے مجھے تو ان کے بنانے والا کبھی ملا نہیں۔ اب میری حیرانی کی کوئی انتہا نہ رہی اور میں نے کہا کہ بھلا اب اسے میں کس طرح سمجھاؤں۔ الغرض مجھے ایک اور بات سوجھی اور میں نے کہا کہ اچھا مرزا کو تم نے سو روپیہ کیوں دیا؟ اس نے کہا کہ میرا میاں کہتا ہے کہ وہ اچھے آدمی ہیں۔ یہاں بھی میرے علم نے کام نہ کیا۔ پر میں نے پوچھا کہ تم ان کو کیا سمجھتی ہو۔ اس نے کہا کہ مجھے کیا خبر مجھے تو وہ آدمی ہی دکھائی دیتے ہیں۔ ایک اور آدمی سے میں نے پوچھا کہ بھائی کیا تم بتا سکتے ہو کہ میں کس طرح اس عورت کو سمجھاؤں؟ یہی حالت اب مسلمانوں کی ہے۔ ایک سو روپیہ تو نذر کا دیا پر عقل یہاں تک کہ اتنی بات بھی سمجھ میں نہیں آتی کہ بیٹی بھی اولاد ہوا کرتی ہے۔ پھر میں نے اس عورت کی طرف مخاطب ہوکر کہا کہ تم نے جو کچھ کیا اچھا کیا پر حضرت صاحب لڑکی کا لڑکا تو نہیں بنا سکتے۔

تم کو اس سے زیادہ کیا نصیحت کروں کہ مسلمان بنو اور قرآن کریم کی اتباع سے وہ تمام منافع حاصل کرو جو اصحاب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے حاصل کئے۔ بعض کہتے ہیں کہ ہم تو سب کچھ مانتے ہیں۔ قرآن کریم کو مانتے ہیں، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو مانتے ہیں۔ اسی لئے ہم کسی کی بیعت کرنا پسند نہیں کرتے نہ ہم کو کسی سے ارادت کی حاجت ہے۔ ان کی ایسی ہی مثال ہے جیسے ایک درخت ہو اس کی کسی شاخ کو کاٹ کر پانی میں ڈال دو۔ مگر وہ کسی جڑ سے وابستہ نہ ہو اگرچہ وہ شاخ پانی میں رہے گی ہر طرح سے اس کی حفاظت کا سامان مہیا ہوگا مگر وہ ہر روز خشک ہوتی رہے گی وہ ممکن نہیں کہ نشوونما پاسکے اور پتوں اور پھل والی بن سکے۔ ہمیں ایک نہ ایک امام اور پیش رَو کی ضرورت ہے۔ دنیا اور اس کے کارخانے پر غور کرو۔ ہر گھر میں ایک بااثر شخص ہوتا ہے۔ ہر محلّہ میں ایک چودھری ہوتا ہے۔ ہر گاؤں میں ایک نمبردار اور ایک ذیلدار ہوتا ہے۔ ہر کمیٹی کا ایک پریذیڈنٹ ہوتا ہے اور اللہ کریم نے حکام کے اوپر حکام بنائے۔ فرض کرو کہ ایک شخص ایک جرم کرتا ہے اس کے جرم کرنے کے موقع پر صاحب ڈپٹی کمشنر موجود ہیں۔ کیا صاحب بہادر اس مجرم کو اس جرم کے ارتکاب سے روک دیں گے۔ نہیں ہرگز نہیں بلکہ وہ بھی کہیں گے کہ جب مقدمہ ہمارے پاس آئے گا ہم دیکھ لیں گے اس وقت ہم کچھ نہیں کرسکتے ہمارا کانسٹیبل ذمہ دار ہے۔ اللہ تعالیٰ نے روحانیت کا سلسلہ بھی ایسا بنایا ہے۔ میرے آقا رسالت مآب کے ساتھ ایک بڑی مخلوق وابستہ تھی۔ جب آپؐ کا وصال ہوا آپ کی وفات پر فوراً اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل وکرم سے ایک سردار قائم کردیا جس کے سامنے سب کی گردنیں جھکا دیں اور مسند خلافت پر حضرت ابوبکر صدیقؓ کو بٹھا دیا۔ مجھے اور لوگوں کی طرح زیادہ تقریر کرنے کی ضرورت نہیں۔ میں بات کو خواہ مخواہ رنگا رنگ کی مثالوں سے طول دینا نہیں چاہتا۔ میں نے ایک بات بتلائی ہے اور نہایت ضروری بات بتلائی ہے۔ وہ یہ ہے کہ

قرآن کریم کو پڑھو، سنو، سمجھو اور اس پر عمل کرو۔

میں شاید اور کہتا۔ پر اصل بات یہی ہے جو میں کہہ چکا۔ دنیا میں مَیں نے دیکھا ہے کہ لیکچرار اپنے اپنے لیکچروں کو کئی قسم میں تقسیم کردیتے ہیں۔ ان لاکھوں قسموں میں سے ایک حصہ میں نے بھی چن لیا ہے میرا جی یہی چاہتا ہے کہ اپنے گھر کے لوگوں .... اور متعلقین میں اسی کا وعظ کہوں اور کہتا ہوں کہ

قرآن کریم پڑھو، قرآن کریم پڑھو اور اس پر عمل کرو

نماز جنازہ حاضر و غائب

مکرم منیر احمد جاوید صاحب پرائیویٹ سیکرٹری اطلاع دیتے ہیں کہ 20/جون 2015ء بروز ہفتہ 11 بجے صبح حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے مسجد فضل لندن کے باہر تشریف لاکر **مکرمہ زاہدہ طلعت صاحبہ (اہلیہ مکرم طلعت ظہور صاحب۔ کارشالٹن۔ یوکے) اور مکرمہ افتخار بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم پیر محمد عالم صاحب مرحوم واقف زندگی۔ سابق کارکن دفتر PS لندن) کی نماز جنازہ حاضر** پڑھائی۔

(1) مکرمہ زاہدہ طلعت صاحبہ (اہلیہ مکرم طلعت ظہور صاحب۔ کارشالٹن۔ یوکے)

16 جون 2015 کو 50 سال کی عمر میں بعارضہ کینسر وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم محمد صدیق صاحب مرحوم (سابق صدر جماعت حافظ آباد) کی بیٹی تھیں جنہیں حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ کی رائس ملز میں خدمت کی توفیق ملی۔ بہت نیک، صوم وصلوۃ کی پابند، نظام خلافت سے انتہائی درجہ پیار کرنے والی اور بزرگان سلسلہ کا بے حد احترام کرنے والی مخلص اور باوفا خاتون تھیں۔ حضور انور کا خطبہ بہت التزام سے سنا کرتی تھیں۔ پسماندگان میں میاں کے علاوہ تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرمہ افتخار بیگم صاحبہ (اہلیہ مکرم پیر محمد عالم صاحب مرحوم واقف زندگی۔ سابق کارکن دفتر PS لندن)

18 جون 2015 کو کچھ عرصہ بیمار رہنے کے بعد 87 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ مرحومہ صوم وصلوۃ کی پابند، نرم مزاج، مہمان نواز، ملنسار اور ہر ایک سے حسن سلوک سے پیش آنے والی بہت نیک، شفیق اور بزرگ خاتون تھیں۔ جماعت کے ساتھ اور خصوصاً خلافت کے ساتھ انتہائی وفا اور محبت کا تعلق تھا۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور ایک بیٹا یادگار چھوڑے ہیں۔

اس کے ساتھ حسب ذیل مرحومین کی **نماز جنازہ غائب** بھی ادا کی گئی:

(1) مکرم چوہدری عطاء اللہ صاحب دھاریوال (کینیڈا)

14 مئی 2015ء کو کینیڈا میں 90 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت چوہدری غلام حیدر صاحبؓ صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ آپ کو خلافت ثانیہ کے دور میں معاون ناظر امور عامہ کے علاوہ خلافت ثالثہ اور خلافت رابعہ میں مختلف جماعتی خدمات بجالانے کی توفیق ملی۔ مرحوم بہت مہمان نواز، ہمدرد، شفیق اور ہر ایک سے محبت سے پیش آنے والے مخلص انسان تھے۔ آپ بہت اچھے شاعر اور ادیب بھی تھے۔ پسماندگان میں ایک بیٹی اور تین بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔

(2) مکرم محمد ادریس صاحب (نفیس نگر)

20 مارچ کو ربوہ میں اچانک وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ 1984ء میں آپ کو کچھ عرصہ اسیر راہ مولیٰ رہنے کی بھی سعادت ملی۔ آپ نمازوں کے پابند اور ہمیشہ مالی قربانی میں پیش پیش رہتے۔ سب کے ساتھ پیار ومحبت سے پیش آنے والے نیک اور مخلص انسان تھے۔

(3) مکرمہ فوزیہ متین صاحبہ (اہلیہ مکرم سید طاہر احمد صاحب۔ دینہ ضلع جہلم)

8 مارچ 2015ء کو 53 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ مکرم سید سردار شاہ صاحب مرحوم سابق امیر ضلع جہلم کی نواسی تھیں۔ آپ کو صدر لجنہ اماء اللہ دینہ ضلع جہلم کی حیثیت سے خدمت کی توفیق ملی۔ آپ بہت ہر دلعزیز، بڑی مہمان نواز اور ہر ایک کے دکھ درد میں شریک ہونے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے نہایت عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں شوہر کے علاوہ ایک بیٹی اور دو بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ کے ایک بیٹے مکرم سید بلال احمد طاہر صاحب مربی سلسلہ کی حیثیت سے لاہور میں خدمت کی توفیق پارہے ہیں۔

(4) مکرمہ بشیرہ اختر صاحبہ (اہلیہ مکرم لطیف احمد خان صاحب آف محمد آباد اسٹیٹ سندھ)

28 مئی 2015ء کو تقریباً ایک سال کی علالت کے بعد 75 سال کی عمر میں وفات پاگئیں۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ نمازوں کی پابند، تہجد گزار، دعاگو، متوکل، غریب پرور، صابرہ وشاکرہ، کفایت شعار، بڑی دلیر اور ہر مالی قربانی میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والی نیک اور مخلص خاتون تھیں۔ خلافت سے گہری عقیدت اور محبت کا تعلق تھا۔ آپ کو خلفائے احمدیت کی تحریکات پر دو دفعہ اپنے طلائی زیورات پیش کرنے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح آپ اپنے گاؤں کی مسجد کی صفائی اور اس کی دیگر ضروریات کا بھی ہمیشہ خیال رکھتی رہیں۔ اپنے بچوں کو قرآن کریم پڑھانے کے علاوہ ان کی اچھی تربیت کے لئے کوشاں رہتی تھیں۔ مرحومہ موصیہ تھیں۔ پسماندگان میں دو بیٹیاں اور پانچ بیٹے یادگار چھوڑے ہیں۔ آپ مکرم رانا مشہود احمد صاحب مربی سلسلہ و جنرل سیکرٹری جماعت احمدیہ یوکے کی خالہ اور خوشدامن تھیں۔

(5) مکرم احمد دین صاحب (فیصل آباد)

16 اپریل 2015ء کو 86 سال کی عمر میں وفات پاگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَ اِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ۔ آپ حضرت حاجی غلام احمد صاحبؓ آف کریام صحابی حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بیٹے تھے۔ نیشنل بینک آف پاکستان کی مختلف برانچوں میں مینیجر کے عہدہ پر فائز رہے۔ مجلس خدام الاحمدیہ میں مختلف حیثیتوں سے خدمت کی توفیق پائی۔ مجلس شوریٰ کے بھی ممبر رہے۔ آپ نماز باجماعت کے پابند، تہجد گزار، باقاعدگی سے تلاوت قرآن کریم کرنے والے، منکسر المزاج، مہمان نواز، نیک اور مخلص انسان تھے۔ خلافت سے گہری وابستگی اور فدائیت کا تعلق تھا۔ نظام جماعت کے اطاعت گزار اور مالی تحریکات میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے والے تھے۔ آپ کو مطالعہ کتب کا بھی بے حد شوق تھا۔ مرحوم موصی تھے۔

☆......☆......☆

تقریر برموقع جلسہ سالانہ جرمنی 2015ء

زندہ خدا

حیدرعلی ظفر۔مبلغ انچارج جرمنی

اَللّٰہُ لَآ اِلٰہَ اِلَّاھُوَ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَا نَوْمٌ لَہٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَ مَا فِی الْاَرضِ۔
(سورۃ البقرہ آیت 256)

ترجمہ: اللہ! اُس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ ہمیشہ زندہ رہنے والا اور قائم بالذّات ہے۔ اُسے نہ تو اونگھ پکڑتی ہے اور نہ نیند۔ اُسی کے لئے ہے جو آسمانوں میں ہے اور جو زمین میں ہے۔

چندسال پہلے جب حضرت خلیفۃ المسیح ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ہر سال ملک کی 10 فیصد آبادی تک اسلام کا پیغام پہنچانے کا ارشاد فرمایا تو جماعت احمدیہ جرمنی نے دو فولڈر 6 ملین کی تعداد میں شائع کر کے تقسیم کئے۔

پہلا Muslime für Frieden, Freiheit, Loyalität یعنی ''امن، آزادیٔ ضمیر اور ملک سے وفاداری کے حامی مسلمان''۔

اور دوسرا Der Weg zum Frieden یعنی ''امن کا راستہ''۔

اِس سال جماعت احمدیہ جرمنی Gott ist lebendig یعنی 'خدا زندہ ہے' کے عنوان سے ایک پمفلٹ شائع کر کے تقسیم کررہی ہے۔ اِس پمفلٹ میں ایک دعویٰ اور ایک مطالبہ کیا گیا ہے۔ دعویٰ یہ ہے کہ خدا تعالیٰ آج بھی ہم سے ہمکلام ہوتا ہے اور مطالبہ یہ ہے کہ کیا آپ بھی اِس زندہ خدا کے گواہ بننا چاہتے ہیں۔آج مجھے اِسی زندہ خدا کے بارے میں کچھ بیان کرنا ہے۔

اسلام یہ دعویٰ کرتا ہے کہ اِس دنیا کا پیدا کرنے والا ایک زندہ خدا ہے۔ وہ موجودہ زمانہ میں بھی اُسی طرح اپنے بندوں کے لئے ظاہر ہوتا ہے جس طرح گزشتہ زمانوں میں ظاہر ہوتا رہا ہے۔ اُس کی صفات حسنہ میں سے کوئی بھی صفت مرورِ زمانہ سے معطل نہیں ہوئی۔ وہ آج بھی سنتا ہے جیسا کہ پہلے سنتا تھا اور آج بھی وہ بولتا ہے جیسا کہ پہلے بولتا تھا۔

خداتعالےٰ کا زندہ اور حیٌّ وقیّوم ہونا ہی انسان کو اُس پر ایمان لانے، اُس سے تعلق رکھنے، اُس سے محبت کرنے اور اُس سے تعلق پیدا کرنے کیلئے مجبور کرتا ہے۔

خداتعالیٰ نے اپنے زندہ ہونے کی دلیل دے کر اپنی ذات پر توکّل کرنے کی یوں دعوت دی ہے۔فرمایا:

''وَ تَوَکَّلْ عَلَی الْحَیِّ الَّذِیْ لَا یَمُوْتُ''
(سورۃ الفرقان آیت نمبر 59) ترجمہ: اور توکّل کر اُس زندہ خدا پر جو کبھی نہیں مرے گا۔ اور یہ بھی فرمایا کہ کُلُّ مَنْ عَلَیْھَا فَانٍ۔ وَّ یَبْقٰی وَجْہُ رَبِّکَ ذُوالْجَلٰلِ وَ الْاِکْرَامِ (سورۃ الرحمٰن: 28-27) ترجمہ: ہر چیز جو اُس پر ہے فانی ہے مگر تیرے ربّ کا جاہ وحشم باقی رہے گا جو صاحبِ جلال و اکرام ہے۔ یعنی تمام عالمِ ارضی وسماوی میں ہر ایک وجود تغیر پذیر اور ہلاک ہونے والا ہے اور جس پر تغیر اور فنا وارد نہیں ہوگی وہی خدا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی جماعت احمدیہ ان صفات باری تعالیٰ کے بارہ میں فرماتے ہیں:

'' اَللّٰہ حَیُّی قَیُّوْم بالاتفاق خدا کا اسم اعظم ہے جس کے معنے ہیں روحانی اور جسمانی طور پر زندہ کرنے والا اور ہر دو قسم کی زندگی کا دائمی سہارا اور قائم بالذات اور سب کو اپنی ذاتی کشش سے قائم رکھنے والا۔''
(تحفہ گولڑویہ۔روحانی خزائن جلد نمبر 17 ص 268)

اللہ تعالیٰ پر ایمان اور یقین درحقیقت مذہب کی بنیاد اور روحانیت کا مرکزی نقطہ ہے۔ اِس کے بغیر مذہب کا تصوّر ہی کالعدم ہو جاتا ہے۔ اسلام نے خدا تعالیٰ کی ہستی کو ایک زندہ حقیقت کے طور پر پیش کیا ہے۔ وہ ایک زندہ اور حیّ وقیّوم خُدا ہے۔ اُس کی زندہ ہستی کا ایک ثبوت یہ ہے کہ وہ اپنے بندوں کی دعائیں سنتا اور اُن کا جواب دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اُدْعُوْنِیْٓ اَسْتَجِبْ لَکُمْ۔ (سورۃ المومن آیت 61)
ترجمہ: مجھے پکارو مَیں تمہیں جواب دوں گا۔

افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ اس دورِ آخرین میں جب مسلمانوں پر عقائد واعمال میں کمزوری کا وقت آیا تو وہ اللہ تعالیٰ کی لقاء اور وحی والہام کے مُنکر ہوگئے۔ کوئی نہ تھا جو خدا کے زندہ کلام کی بات کرتا ہو۔

............☆............☆............

اِس انتہائی تاریکی اور مایوسی کے عالم میں قادیان کی گمنام بستی سے بڑے جلال سے یہ نعرہ بلند ہوا۔ ؎

وہ خدا اب بھی بناتا ہے جسے چاہے کلیم
اب بھی اُس سے بولتا ہے جس سے وہ کرتا ہے پیار

یہ پُر شوکت اعلان حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام کا تھا۔ آپ نے دل شکستہ بنی نوع انسان کو یہ نوید سنائی:

''زندہ مذہب وہ ہے جس کے ذریعہ سے زندہ خدا ملے۔ زندہ خدا وہ ہے جو ہمیں بلاواسطہ مُلہَم کر سکے اور کم سے کم یہ کہ ہم بلا واسطہ مُلہَم کو دیکھ سکیں۔ سو میں تمام دنیا کو خوشخبری دیتا ہوں کہ یہ زندہ خدا اسلام کا خدا ہے''۔
(مجموعہ اشتہارات مطبوعہ لندن 1984ء جلد 2 صفحہ 311)

آپ نے اپنی ذات اور ذاتی تجربہ کو بطور ثبوت پیش کرتے ہوئے دنیا کو یہ خوشخبری دی کہ دیکھو خدا نے مجھے اس نعمت سے سرفراز فرمایا ہے۔ آپ نے فرمایا:

ہمارا زندہ حیّ وقیوم خدا ہم سے انسان کی طرح باتیں کرتا ہے۔ ہم ایک بات پوچھتے ہیں اور دُعا کرتے ہیں تو وہ قدرت کے بھرے ہوئے الفاظ کے ساتھ جواب دیتا ہے۔ اگر یہ سلسلہ ہزار مرتبہ تک بھی جاری رہے تب بھی وہ جواب دینے سے اعراض نہیں کرتا۔ وہ اپنے کلام میں عجیب درعجیب غیب کی باتیں ظاہر کرتا ہے اور خارق عادت قدرتوں کے نظارے دکھلاتا ہے۔ یہاں تک کہ وہ یقین کرا دیتا ہے کہ وہی ہے جس کو خدا کہنا چاہئے۔ دُعائیں قبول کرتا ہے اور قبول کرنے کی اطلاع دیتا ہے۔ وہ بڑی بڑی مشکلات حل کرتا ہے اور جو مُردوں کی طرح بیمار ہوں اُن کو بھی کثرتِ دُعا سے زندہ کر دیتا ہے۔ اور یہ سب ارادے اپنے قبل از وقت اپنے کلام سے بتلا دیتا ہے۔''
(روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 448 ایڈیشن 1984)

آپ کا یہ اعلان ایک انقلاب آفریں اعلان تھا جس نے مذہب کی دنیا میں ایک تہلکہ مچا دیا۔ اللہ تعالیٰ کی ہستی کا یہ نقیب اور شاہد ایک مقناطیسی وجود ثابت ہوا جس کی طرف سعید فطرت لوگ قافلہ در قافلہ آنے لگے اور اِس وجود کے فیضان سے سیراب ہو کر با خدا انسان بن گئے۔ یہ وہ گروہ قدوسیاں تھا جو ایک عالم کے لئے خدا نمائی کا وسیلہ بن گیا۔

اللہ تعالیٰ نے دنیا پر احسان عظیم فرمایا کہ دنیا کو وہ برگزیدہ مسیح موعود اور امام مہدیؑ عطا کیا جس نے دنیا کو زندہ خدا کی خوشخبری دی اور خدا کی تجلیات پر ایک زندہ ایمان اور محکم یقین بخشا۔ اپنی ذات کو ہستی باری تعالیٰ کے ایک زندہ گواہ کے طور پر پیش کیا اور اپنے ماننے والوں میں اپنی عظیم قوت قدسیہ کے ذریعہ ایسا پاکیزہ انقلاب پیدا کیا کہ وہ خدا نما وجود بن گئے۔

وہ خدا نہ صرف ابنیاء سے ہمکلام ہوتا ہے اور اپنے اولیاء کو مکالمہ مخاطبہ کا شرف بخشتا ہے بلکہ جب وہ چاہے اپنے کسی بھی بندہ پر رحم کر کے اُس سے کلام کرتا ہے۔ جماعت احمدیہ میں حضرت مسیح موعودؑ کے خلفاء اور سینکڑوں ہزاروں بلکہ لاکھوں دیگر افراد سے بھی اُس نے کلام کیا اور آج بھی کرتا ہے۔ اِس حقیقت کے اظہار کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی حضرت مولوی الیاس خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ ریاست قلات کے قاضی القضاۃ عبدالعلی اخوندزادہ نے مستونگ کے ایک بڑے مجمع میں علی الاعلان آپ کو مُخاطَب کرتے ہوئے کہا کہ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کیا سارے صوبہ سرحد میں آپ کو کوئی روحانی پیر نہیں ملا جو آپ نے پنجاب جا کر ایک پنجابی مرزا غلام احمد قادیانی کی بیعت کر لی؟

حضرت مولوی صاحبؓ نے جو برجستہ اور ایمان افروز جواب دیا وہ سننے سے تعلق رکھتا ہے۔ آپ نے فرمایا:

''دراصل بات یہ ہے کہ اخوند زادہ صاحب! مجھ سے میرا خدا گم ہو گیا تھا...... میں نے ہر ایک مذہب سے پوچھا کیا وہ خدا اب بھی بولتا ہے؟ تو وہ کہتے اب نہیں بولتا۔ مسلمانوں کے بہتّر فرقوں میں سے ہر ایک کے پاس گیا تو انہوں نے بھی مجھے یہی جواب دیا کہ حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد اب خدا نہیں بولتا۔ وحی کا دروازہ مطلق بند ہے۔ تب میں اس نتیجے پر پہنچا کہ خدا حقیقت نہیں ہے۔ بلکہ ایک فلسفہ ہے جو پرانے قصوں پر منحصر ہے ...... میں عنقریب دہریہ ہونے والا تھا۔ پیچھے سے ایک نرم ہاتھ نے میرے کندھے کو پکڑا اور کہا کیوں محمد الیاس کیا بات ہے؟ کیوں پریشان ہے؟ میں نے کہا کہ خدا کی حقیقت معدوم ہوگئی، وہ ایک فلسفہ ہے۔ حقیقت میں نہیں ہے۔ کیونکہ جس سے پوچھتا ہوں وہ یہی کہتا ہے کہ خدا پہلے بولا کرتا تھا اب نہیں بولتا۔ اُس نے میرا ہاتھ پکڑا اور یہ شخص حضرت مرزا غلام احمد قادیانی تھے اور کہا کہ آؤ میں تمہیں بتلاتا ہوں، وہ خدا اب بھی بولتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ تم میرے ہاتھ پر بیعت کرو۔ کیونکہ میں خدا کی طرف سے مسیح اور مہدی ہوں۔ وہ خدا تم پر بھی نازل ہو جائے گا۔ اگر چاہے تو تم سے بھی کلام کرے گا۔ اب عبدالعلی اخوندزادہ صاحب! میں خدا کی ذات کی قسم کھاتا ہوں، جس کی جھوٹی قسم کھانا لعنتیوں کا کام ہے کہ مرزا غلام احمد قادیانی کا خدا مجھ سے بھی کلام کرتا ہے۔ میں آپ سے پوچھتا ہوں کہ کوئی ہے جو دعویٰ سے کہے کہ خدا اس سے بولتا ہے؟ تمام مجمع پر سناٹا چھا گیا اور کچھ دیر خاموشی رہی اور کسی طرف سے کوئی جواب نہ آیا تو مولوی صاحب نے فرمایا مَیں ایسے مسلک اور ایسے فرسودہ اسلام کو جو صرف رسومات و بدعات کا اسلام رہ گیا ہے کیا کروں ......اور کیوں نہ مرزا غلام احمد قادیانی کے اسلام کو قبول کروں جو حقیقی اسلام ہے جس سے خدا ملتا ہے اور پیار اور محبت سے نوازتا ہے۔''
(حیات الیاس مصنفہ عبدالسلام خان۔صفحہ 118 بحوالہ درویشان احمدیت جلد ششم مصنفہ مولانا فضل الٰہی انوری صاحب صفحہ نمبر 398-397)

یہ ہے وہ زندہ خدا اور اُس کی زندگی کا ایمان افروز ثبوت جو حضرت مسیح موعودؑ نے دنیا کو عطا کیا۔

............☆............☆............

آج دنیا میں ہر طرف اخلاقی اور مذہبی انحطاط نظر آتا ہے۔ کیا یہود، کیا ہنود۔ کیا عیسائی اور کیا دیگر فرقہ ہائے اسلام یا کسی بھی مذہب کے نام لیوا ہوں۔ سوائے حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور آپ کی جماعت کے کوئی بھی زندہ خدا کی طرف دعوت نہیں دیتا۔ اُن کے ایمان کا مدار ہے تو قصوں پر، یعنی صرف اُنہی باتوں پر جو خدا پہلے کہہ چکا۔ جبکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام اِس زندہ خدا کے وجود کا اِن الفاظ میں یقین دلاتے ہیں:

لوگو سنو! کہ زندہ خدا وہ خدا نہیں
جس میں ہمیشہ عادتِ قدرت نما نہیں
ہر دم نشانِ تازہ کا محتاج ہے بشر
قصوں کے معجزات کا ہوتا ہے کب اثر
دیدار گر نہیں ہے تو گفتار ہی سہی
حُسن و جمالِ یار کے آثار ہی سہی

حقیقت یہ ہے کہ قرآن شریف صرف ماضی کے قصوں پر اکتفاء نہیں کرتا اور نہ ہی مکالمہ ومخاطبہ الٰہیّہ کے سلسلے کو بند کرتا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے: یُلْقِی الرُّوْحَ مِنْ اَمْرِہٖ عَلٰی مَنْ یَّشَآءُ مِنْ عِبَادِہٖ۔ (المومن:16) ترجمہ: اپنے بندوں میں سے جس پر چاہے اپنے امر سے روح کو اتارتا ہے۔

حضرت مسیح موعود علیہ السلام ہر زمانے میں اللہ تعالیٰ کے اپنے راستباز بندوں پر ملائکہ کے نزول کے بارے میں فرماتے ہیں:

''......اسلام کی حقّیت اور حقانیت کی اوّل نشانی یہی ہے کہ اِس میں ہمیشہ ایسے راستباز جن سے خدا تعالیٰ ہمکلام ہو پیدا ہوتے ہیں۔ تَتَنَزَّلُ عَلَیْھِمُ الْمَلٰٓئِکَۃُ اَلَّا تَخَافُوْا وَلَا تَحْزَنُوْا۔ سو یہی معیار حقیقی سچے اور زندہ اور مقبول مذہب کی ہے اور ہم جانتے ہیں کہ یہ نور صرف اسلام میں ہے۔''
(حجۃ الاسلام۔ روحانی خزائن جلد 6 صفحہ نمبر 43)

ہمارا خدا حَیّیُ قَیُّوْم خدا ہے اور وہ لَاتَاْخُذُہٗ سِنَۃٌ وَّ لَانَوْمٌ کا مصداق ہے۔ اُسے نہ تو اونگھ آتی ہے اور نہ ہی نیند اس لئے اُس کے زندہ نشانات کا سلسلہ ہمیشہ جاری رہتا ہے۔ ایسے خدا سے جس انسان کا تعلق ہو جائے تو وہ اُس کی کفالت میں آ جاتا ہے اور خدا تعالیٰ ایسے انسان کی تائید کے لئے اپنے غیر معمولی نشانات ظاہر کرتا ہے۔

............☆............☆............

اب مَیں سب سے پہلے حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ وسلم کے تعلق باللہ اور ایک زندہ خدا پر ایمان اور اِس کے ثبوت کے ہزاروں نمونوں میں سے صرف دو پیش کرتا ہوں۔ تاریخ وسیرت کی کتابوں میں لکھا ہے:

''مکہ سے ہجرت کے دوران جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو غارِ ثور میں پناہ لینی پڑی تو دشمن غار کے منہ تک پہنچ گئے۔ حضرت ابوبکرؓ نے پریشانی کا اظہار کیا۔ اِس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خدا سے الہام پا کر یہ الفاظ فرمائے: ''لَاتَحْزَنْ، اِنَّ اللّٰہَ مَعَنَا'' ترجمہ: ہرگز کوئی فکر نہ کرو۔ اللہ ہمارے ساتھ ہے۔
(ملخص از سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 238)

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا خدا کے ساتھ ایسا زندہ تعلق تھا اور اُس کے وعدوں پر ایسا کامل یقین تھا کہ دشمن غار کے منہ پر کھڑے ہیں لیکن جب خدا نے کہہ دیا کہ فکر مت کرو تو پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکرؓ کو تسلی دی کہ اگر

خدا ہمارے ساتھ ہے تو پھر دشمن ہمارا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اور پھر دنیا جانتی ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے زندہ خدا نے آپ کی حفاظت کے سامان کر دیئے اور دشمن آپ کو کوئی گزند نہ پہنچا سکے۔

اسی زندہ تعلق اور اسی کامل یقین کا ایک اور واقعہ کچھ اس طرح ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے مختلف بادشاہوں کو تبلیغی خطوط لکھے۔ جب آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ خط کسریٰ شاہ ایران کے پاس پہنچا تو اُس خط کا مضمون سننے کے بعد اُس کو اتنا غصہ آیا کہ اُس نے خط کو ریزہ ریزہ کر دیا اور کہنے لگا کہ میرا غلام ہو کے مجھے اس طرح مخاطب کرتا ہے۔ پھر اُس نے اپنے یمن کے گورنر کو حکم دیا کہ اس عربی کو قید کر کے میرے سامنے پیش کیا جائے۔ چنانچہ یمن کے گورنر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو قید کرنے کے لئے دو آدمی بھیجے۔ انہوں نے مدینہ پہنچ کر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو بطریق نصیحت سمجھایا کہ آپ ہمارے ساتھ چلیں ورنہ کسریٰ آپ کے ملک کو تباہ کر دے گا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تم آج رات ٹھہرو میں انشاء اللہ کل جواب دوں گا۔ پھر جب دوسرے دن وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آئے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

’’اپنے آقا (یعنی والی یمن) سے جا کر کہہ دو کہ میرے ربّ نے اُس کے ربّ (یعنی کسریٰ) کو آج رات قتل کر دیا ہے‘‘۔

جب یمن کے گورنر تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ جواب پہنچا تو وہ کہنے لگا کہ جو بات یہ شخص کہتا ہے اگر وہ اسی طرح ہو جائے تو پھر وہ واقعی خدا کا نبی ہو گا۔ چنانچہ چند دن بعد گورنر کے نام کسریٰ کے بیٹے کا خط آیا جس میں لکھا تھا کہ میں نے ملکی مفاد کے ماتحت اپنے باپ کو قتل کر دیا ہے۔

(ملخص از سیرت خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم از حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ، صفحہ 817-815)

..........☆..........

اپنے آقا و مطاع حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل پیروی کی برکت سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا بھی اپنے زندہ خدا سے ایسا زندہ اور دائمی تعلق تھا کہ آپ کو بھی اُس نے اس تعلق کے ثبوت کے ہزاروں نشانات عطا کئے۔ آپ فرماتے ہیں:

’’خدا کے بندوں کی مقبولیت پہچاننے کے لئے دعا کا قبول ہونا بھی ایک بڑا نشان ہوتا ہے۔ بلکہ استجابت دعا کی مانند اور کوئی بھی نشان نہیں...... اور میں خدا کی قسم کھا کر کہتا ہوں کہ ہزار ہا میری دعائیں قبول ہوئیں۔‘‘

حضور علیہ السلام نے ان میں سے اپنے سینکڑوں نشانات کا ذکر اپنی کتب تریاق القلوب، نزول المسیح اور حقیقۃ الوحی میں فرمایا ہے۔ وقت کی مناسبت سے میں اس وقت قبولیت دعا کا صرف ایک ہی واقعہ پیش کرتا ہوں۔

آپ فرماتے ہیں:

خلیفہ سیّد محمد حسن صاحب وزیر اعظم پٹیالہ کسی ابتلاء اور فکر اور غم میں مبتلا تھے۔ اُن کی طرف سے متواتر دعا کی درخواست ہوئی۔ اتفاقاً ایک دن یہ الہام ہوا:

’’چل رہی ہے نسیم رحمت کی۔ جو دعا کیجئے قبول ہے آج‘‘

اُس وقت مجھے یاد آیا کہ انہیں کے لئے دعا کی جائے۔ چنانچہ دعا کی گئی اور ان کو بذریعہ خط اطلاع دی گئی اور تھوڑے عرصے کے بعد انہوں نے ابتلاء سے رہائی پائی اور بذریعہ خط اپنی رہائی سے اطلاع دی۔

(نزول المسیح۔ روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 603)

..........☆..........

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے روحانی فرزند کی بدولت کھلنے والا قبولیت دعا کا دروازہ آپ کی وفات کے بعد بھی کھلا ہے۔ چنانچہ آپؑ کے خلفاء اور آپ کے متبعین کی دُعائیں بھی ایسے اعجازی رنگوں میں قبول ہوئیں بلکہ اُن کے جواب میں انہیں آسمان سے ایسی ایسی خبریں ملیں کہ اُن کی زندگیاں خوارق اور عجائبات روحانیہ کا ایک حسین مرقع بن گئیں۔

خاکسار آپ کے سامنے اس عظیم روحانی انقلاب کے بے شمار واقعات میں سے صرف چند ایک پیش کرتا ہے جن سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت مسیح موعودؑ نے ایک ایسی جماعت قائم کر دی جس کے افراد کا خدا تعالیٰ کے ساتھ ایک زندہ تعلق ہے۔ جس کی ہم میں سے ایک بھاری اکثریت گواہ ہے۔

☆......حضرت مصلح موعود خلیفۃ المسیح الثانیؓ فرماتے ہیں کہ میں نے ایک دفعہ رؤیا میں دیکھا کہ میں انگلستان گیا ہوں اور انگریزی گورنمنٹ مجھ سے کہتی ہے کہ آپ ہمارے ملک کی حفاظت کریں۔ میں نے اُس سے کہا کہ پہلے مجھے اپنے ذخائر کا جائزہ لینے دو میں پھر بتا سکوں گا کہ میں تمہارے ملک کی حفاظت کا کام سرانجام دے سکتا ہوں یا نہیں۔ اس پر حکومت نے مجھے اپنے تمام جنگی محکمے دکھائے...... آخر میں میں نے کہا کہ صرف ہوائی جہازوں کی کمی ہے اگر مجھے ہوائی جہاز مل جائیں تو میں انگلستان کی حفاظت کا کام کر سکتا ہوں۔ جب میں نے یہ کہا تو معاً میں نے دیکھا کہ امریکہ کی طرف سے ایک تار آیا ہے جس کے الفاظ یہ ہیں کہ:

The American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

یعنی امریکن گورنمنٹ نے دو ہزار آٹھ سو ہوائی جہاز برطانوی گورنمنٹ کو دیئے ہیں۔ اس کے بعد میری آنکھ کھل گئی۔ یہ رؤیا 1940ء میں میں نے دیکھا تھا۔ جولائی کے مہینے میں میں ایک دن مسجد مبارک میں بیٹھا ہوا تھا کہ ایک شخص دوڑتا ہوا میرے پاس آیا اور اس نے کہا کہ آپ کے نام ایک ضروری فون آیا ہے۔ میں گیا تو مجھے چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کی آواز آئی۔ انہوں نے کہا مبارک ہو آپ کی خواب پوری ہو گئی۔ ابھی تار آئی ہے جس میں لکھا ہے:

The British Representative from America wires that the American Government has delivered 2800 aeroplanes to the British Government.

گویا وہی الفاظ جو رؤیا میں مجھے دکھائے گئے تھے ایک مہینے کے اندر اندر پورے ہو گئے۔

(الموعود۔ صفحہ 127-126، تقریر جلسہ سالانہ 28 دسمبر 1944ء)

حضرت چوہدری ظفر اللہ خان صاحبؓ تحدیثِ نعمت میں لکھتے ہیں کہ حضور نے جب یہ رؤیا دیکھی تو آپ کو بھی بتا دیا تھا اور آپ نے آگے برطانوی حکومت کے ایک بالا افسر Sir Andrew Clow کو اس رؤیا کے بارے میں بتایا کہ حضرت امام جماعت احمدیہ نے یہ رؤیا دیکھی ہے۔ بعد میں جب یہ رؤیا پوری ہوئی تو وہ بہت حیران ہوئے۔

(تحدیث نعمت مطبوعہ ایرو پرنٹرز لاہور)

..........☆..........

☆......چوہدری حاکم دین صاحبؓ قادیان کے بورڈنگ ہاؤس میں ایک معمولی ملازم تھے۔ آپ کے ہاں پہلے بچے کی پیدائش کے وقت آپ کی بیوی کو بہت تکلیف ہو گئی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس حالت میں اور کوئی صورت نہ پاکر میں نے رات گیارہ بجے حضرت خلیفۃ المسیح الاوّل رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہو کر بیوی کی تکلیف بیان کی۔ آپ نے ایک کھجور پر دعا پڑھ کر مجھے دی کہ یہ جا کر اُنہیں کھلا دیں اور جب بچہ ہو جائے تو مجھے بھی اطلاع کر دیں۔ چوہدری صاحب فرماتے ہیں کہ میں نے گھر آ کر وہ کھجور اپنی بیوی کو کھلا دی۔ اس کھجور نے معجزانہ اثر دکھایا اور تھوڑی دیر بعد بچی پیدا ہو گئی۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن، 24 مئی 2002ء)

..........☆..........

☆......حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ایک صحابی ماسٹر حسن آسان صاحب دہلویؓ کی ایک بیٹی اچانک بیمار ہو گئی۔ ڈاکٹروں نے بتایا کہ انہیں تپ دق ہو گئی ہے اور اس درجے پر ہے کہ اس وقت لا علاج ہے۔ تاہم آپ نے علاج جاری رکھا اور حضرت مصلح موعودؓ کی خدمت میں تفصیلی خط لکھ کر دعا کی درخواست کی۔ حضور کی طرف سے جواب آیا کہ میں نے دعا کی ہے۔ اللہ تعالیٰ شفا عطا کرے گا۔ وہ فرماتے ہیں کہ چند دنوں بعد وہ پھر بیٹی کو ڈاکٹر کے پاس لے گئے۔ ڈاکٹر نے معائنے کے بعد کہا کہ ماسٹر صاحب آپ غلطی سے دوسری بیٹی کو لے آئے ہیں۔ اس کو تو کوئی تپ دق نہیں۔ جب آپ نے کہا کہ یہ وہی بچی ہے جس کا سارا ریکارڈ آپ کے پاس موجود ہے تو ڈاکٹر نے دوبارہ تفصیلی معائنہ کیا اور کہا کہ ہماری موجودہ رپورٹ کے مطابق تو اس بچی کو کبھی تپ دق ہوئی ہی نہیں۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن 24 مئی 2002ء)

..........☆..........

☆......حضرت مولانا رحمت علی صاحب مرحوم ایک بار انڈونیشیا کے شہر پاڈانگ میں ہالینڈ کے ایک عیسائی پادری سے اسلام اور عیسائیت کے بارہ میں تبلیغی گفتگو کر رہے تھے جسے سننے کیلئے بکثرت لوگ جمع تھے۔ اسی اثناء میں اچانک موسلا دھار بارش شروع ہو گئی۔ اُس علاقے میں یہ معمول ہے کہ جب بارش شروع ہو جائے تو کئی کئی گھنٹے مسلسل برستی رہتی ہے اور رکنے کا نام نہیں لیتی۔ گفتگو میں جب وہ پادری دلائل کے میدان میں عاجز آ گیا تو اپنی شکست پر پردہ ڈالنے کیلئے یہ عجیب و غریب مطالبہ کر ڈالا کہ اگر واقعی عیسائیت کے مقابل پر تمہارا اسلام سچا ہے تو ذرا اپنے اسلام کے خدا سے کہئے کہ وہ اپنی قدرت کا کرشمہ دکھائے اور اس موسلا دھار بارش کو اسی وقت بند کر دے...... پادری کے مطالبہ کرتے ہی حضرت مولانا نے اپنے زندہ خدا پر کامل بھروسہ کرتے ہوئے بڑی پُر اعتماد اور جلالی آواز میں بارش کو مخاطب کرتے ہوئے کہا:

’’اے بارش! تو اس وقت خدا کے حکم سے تھم جا اور اسلام کے زندہ اور سچے خدا کا ثبوت دے!‘‘

اسلام کے قادر و توانا اور زندہ خدا پر قربان جایئے کہ ابھی چند منٹ بھی نہ گزرنے پائے تھے کہ موسلا دھار بارش خلاف معمول تھم گئی اور وہ پادری اور سب حاضرین اللہ تعالیٰ کے اس عظیم نشان پر انگشت بدنداں رہ گئے۔

(تبلیغی میدان میں تائید الٰہی کے ایمان افروز واقعات، شائع کردہ مجلس خدام الاحمدیہ جرمنی صفحہ 35-34)

..........☆..........

☆......غانا کے رہنے والے مکرم Dr. Mubarak Osei Kwasi جو 76-1975ء میں ہمبرگ میں قائد مجلس خدام الاحمدیہ رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ غانا اور بعد میں جرمنی کے ڈاکٹروں کی تحقیق کے مطابق اُن کی اہلیہ بعض بنیادی نقائص کی وجہ سے ماں نہیں بن سکتی تھیں۔ انہوں نے شدید مایوسی کے عالم میں حضرت خلیفۃ المسیح الثالثؒ کی خدمت میں ڈاکٹروں کی رپورٹوں کی تفصیل لکھ کر عاجزانہ دعا کی درخواست کی۔ کافی عرصہ بعد حضور کا خط موصول ہوا جس میں لکھا تھا کہ میں نے دعا کی ہے، اللہ تعالیٰ آپ کو بیٹا عطا کرے گا۔ لکھتے ہیں کچھ عرصہ بعد ہی میری اہلیہ حاملہ ہو گئیں۔ میں اُنہیں ڈاکٹروں کے پاس لے گیا۔ اپنی رپورٹیں اور میری اہلیہ کو دیکھ کر اُن کے منہ کھلے کے کھلے رہ گئے۔ میری اہلیہ سامنے کھڑی اُن کی طبی تحقیق کو جھٹلا رہی تھی۔ مقررہ وقت پر اللہ تعالیٰ نے اپنی بشارت کے مطابق ہمیں صحت مند بیٹے سے نوازا جس کا نام ہم نے حضور کے بتائے ہوئے نام کے مطابق مبشر رکھا۔

(الفضل انٹرنیشنل لندن، 24 مئی 2002ء)

..........☆..........

☆......مکرم محمود مجیب اصغر صاحب جو کہ ایک معروف احمدی ہیں اور بڑے اچھے مضمون نگار ہیں فرماتے ہیں کہ میرا تمام Career حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ کا مرہون منت ہے۔ مجھے 25 سال نوکری کے بعد جبری ریٹائر کر دیا گیا۔ میں نے اگلے ہی دن یعنی 12 مارچ 2003ء کو حضورؒ کی خدمت میں خط لکھ دیا۔ اُسی دن ساتھ ہی میں نے اپنی کمپنی کے مینیجنگ ڈائریکٹر کے نام بھی اپیل دائر کر دی کہ جس کام پر میں لگا ہوا ہوں وہاں کم از کم نومبر 2003ء تک میری ضرورت ہے۔ خدا کی شان کہ اُدھر 19 مارچ کو حضور کے دفتر کی طرف سے خط آیا کہ حضور نے آپ کی ملازمت کے بحال ہونے اور بابرکت ہونے کے لئے دعا کی ہے اور اُسی تاریخ کو ہی کمپنی کا فیکس ملا کہ انہوں نے ریٹائرمنٹ کا آرڈر واپس لے لیا ہے۔

(روزنامہ الفضل ربوہ، 15 جولائی 2004ء)

..........☆..........

حضرت مسیح موعودؑ نے خدا تعالیٰ کو ایک بے بہا ہیرا قرار دیتے ہوئے اُس سے تعلق پیدا کرنے اور محبت کرنے کی یوں ترغیب دلائی ہے۔ فرمایا

’’میں نے ایک سونے کی کان نکالی ہے اور مجھے جواہرات کے معدن پر اطلاع ہوئی ہے اور مجھے خوش قسمتی سے ایک چمکتا ہوا اور بے بہا ہیرا اُس کان سے ملا ہے...... وہ ہیرا کیا ہے؟ **سچا خدا**۔ اور اُس کو حاصل کرنا یہ ہے کہ اُس کو پہچاننا۔ اور سچا ایمان اُس پر لانا اور سچی محبت کے ساتھ اُس سے تعلق پیدا کرنا اور سچی برکات اس سے پانا‘‘۔

(اربعین۔ روحانی خزائن جلد 17 صفحہ 344)

اسی طرح آپ فرماتے ہیں:

’’خدا تعالیٰ کے ساتھ زندہ تعلق ہو جانا بجز اسلام قبول کرنے کے ہرگز ممکن نہیں۔ ہرگز ممکن نہیں...... آؤ میں تمہیں بتلاؤں کہ زندہ خدا کہاں ہے اور کس قوم کے ساتھ ہے۔ وہ اسلام کے ساتھ ہے۔ اسلام اس وقت موسیٰ کا طور ہے جہاں خدا بول رہا ہے۔ وہ خدا جو نبیوں کے ساتھ کلام کرتا تھا اور پھر چپ ہو گیا آج وہ ایک مسلمان کے دل میں کلام کر رہا ہے‘‘۔

(روحانی خزائن مطبوعہ لندن 1984ء جلد 11 ضمیمہ رسالہ انجام آتھم صفحہ 346)

..........☆..........

اب سوال پیدا ہوتا ہے کہ پھر اُس زندہ خدا سے کیسے تعلق پیدا کیا جائے اور کیسے اُس کا دیدار نصیب ہو۔ اللہ تعالیٰ اپنے پاک کلام قرآن شریف میں فرماتا ہے: فَمَنْ

كَـانَ يَـرْجُـوْا لِـقَـاءَ رَبِّـهٖ فَلْيَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَ لَا يُشْـرِكْ بِـعِبَـادَةِ رَبِّهٖٓ اَحَدًا (سورۃالکہف:111) ترجمہ: پس جو شخص اپنے رب سے ملنے کی امید رکھتا ہوا ُسے چاہئے کہ نیک اور مناسبِ حال کام کرے اور اپنے رب کی عبادت میں کسی کو بھی شریک نہ کرے۔

اِسی طرح اللہ تعالیٰ اپنے قرب کے حصول کی طرف رہنمائی کرتے ہوئے فرماتا ہے: وَاِذَا سَـاَلَـکَ عِبَـادِیْ عَنِّـیْ فَـاِنِّـیْ قَـرِیْـبٌ اُجِیْـبُ دَعْوَۃَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ فَـلْیَسْتَـجِیْبُـوْالِـیْ وَلْیُـؤْمِـنُـوْا بِیْ لَعَلَّهُمْ یَرْشُدُوْنَ۔ (البقرہ:187) اور جب میرے بندے تجھ سے میرے متعلق سوال کریں تو یقیناً مَیں قریب ہوں۔مَیں دعا کرنے والے کی دعا کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارتا ہے۔پس چاہئے کہ وہ بھی میری بات پر لبیک کہیں اور مجھ پر ایمان لائیں تا کہ وہ ہدایت پائیں۔

خدا تعالیٰ نے وعدہ کیا ہے کہ جو اُس کی راہ کے جویاں ہیں اللہ تعالیٰ اُن کے لئے اپنے قرب کی راہوں کی طرف رہنمائی فرماتا ہے جیسا کہ فرمایا: وَالَّـذِیْنَ جَاهَدُوْا فِیْنَا لَنَهْدِیَنَّهُمْ سُبُلَنَا (العنکبوت: 70)

اِس حوالہ سے حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز ہماری رہنمائی کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

’’اللہ تعالیٰ کی ایک صفت مجیب ہے جس کے معنے ہیں دعا کو سننے والا، یا ایسی ہستی جس سے جب سوال کیا جائے اور دُعا مانگی جائے تو عطا کرتا ہے، نوازتا ہے، قبول کرتا ہے۔پس یہ اسلام کا خدا ہے جو ہمیشہ سے زندہ ہے اور زندگی بخش ہے، جو مضطر کی دُعاوں کو سن کر اپنے وجود کا ثبوت دیتا ہے۔ہم خوش قسمت ہیں کہ ہم اس نبی صلی اللہ علیہ وسلم کو ماننے والے ہیں جس نے ہمیں اس خدا کی پہچان کروائی......پھر ہماری یہ بھی خوش قسمتی ہے کہ ہم حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس غلام صادق کی جماعت میں شامل ہیں جس نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی غلامی کے طفیل اِن راستوں کو دوبارہ صاف کرکے، ان راہوں پر ہمیں ڈالا جس سے ہم اللہ تعالیٰ کی صفات کا صحیح فہم وادراک حاصل کرنے والے بنیں......آپؑ نے دُنیا کو یہ چیلنج دیا کہ آؤ اس زندہ خدا کی پہچان مجھ سے حاصل کرو کیونکہ اِس زمانہ میں اُس کی پہچان کروانے والا اور اُس کو دکھانے والا میں ہوں ...... پس اِس زمانے میں ہمیں زمانے کے امام کے ساتھ جُڑ کر دعاوں کی قبولیت کا بھی فہم وادراک حاصل ہوا...... کیونکہ زمانے کے امام کے ساتھ چمٹنے سے اللہ تعالیٰ اُن ماننے والوں کو بھی، ہر ایک کے اپنے تعلق کے معیار کے مطابق جو اُس کا خدا تعالیٰ سے ہے، اپنی صفات کے جلوے دکھاتا ہے۔پس قرآن کریم کا یہ دعویٰ صرف دعویٰ نہیں کہ **اسلام کا خدا زندہ خدا ہے**...... بلکہ عملاً اِس کے نمونے بھی دکھاتا ہے‘‘۔

(ازموازنہ مذاہب مارچ 2015ءصفحہ 11-10)

اِسی طرح گزشتہ سال ’’اکیسویں صدی میں خدا تعالیٰ کا کردار‘‘ کے موضوع پر لندن کے تاریخی گلڈ ہال میں منعقدہ مذاہبِ عالم کانفرس میں مختلف مذاہب کے نمائندگان سے خطاب کرتے ہوئے آپ نے فرمایا:

’’اِس زمانے میں اللہ تعالیٰ کے بھیجے ہوئے کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات ہیں اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے بعد خلافت کا نظام قائم ہوا جس کے تحت یہ مشن آگے بڑھتا چلا جا رہا ہے اور یہ جہاں اِس زمانے میں خدا تعالیٰ کے وجود کا ثبوت ہے وہاں جماعت احمدیہ کے ساتھ خدا تعالیٰ کی تائیدات کا بھی ثبوت ہے...... خدا تعالیٰ کی باتیں کوئی پرانے قصّے نہیں ہیں بلکہ خدا تعالیٰ آج بھی زندہ ہے اور اپنے نیک بندوں سے بولتا اور نشان دکھاتا ہے۔‘‘ (الفضل انٹرنیشنل 28/مارچ 2014ء)

اب مَیں اپنی تقریر کے آخر پر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے وہ الفاظ پیش کرتا ہوں جن میں آپ نے بنی نوع انسان کو اِس زندہ خدا پر ایمان لانے اور اِس سے تعلق جوڑنے کی دعوت دیتے ہوئے فرمایا:

’’ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے۔ ہماری اعلیٰ لذّات ہمارے خدا میں ہیں کیونکہ ہم نے اُس کو دیکھا اور ہر ایک خوب صورتی اس میں پائی ۔یہ دولت لینے کے لائق ہے اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔اے محرومو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔میں کیا کروں اور کس طرح اِس خوشخبری کو دلوں میں بٹھا دوں۔کس دَف سے مَیں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سن لیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سُننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں‘‘۔(کشتی نوح۔روحانی خزائن جلد 19 صفحہ 22-21)

پس اٹھو اور حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اِس خواہش کو پورا کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ کے حضور دعائیں کرتے ہوئے دعوت الی اللہ کے میدان میں کود جاؤ۔اور اِس راہ میں اپنے تن، من، دھن کی بازی لگاتے ہوئے آگے بڑھو۔ تا دنیا اپنے پیدا کرنے والے خدا کی طرف لوٹ آئے، اسلام کا بول بالا ہو اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا جھنڈا دنیا کے تمام جھنڈوں سے اونچا لہرانے لگے۔آمین

......☆......☆......☆......

بقیہ رپورٹ: اجتماع خدام الاحمدیہ بینن

......از صفحہ نمبر 20

پرچم) مارچ پاسٹ میں سب سے آگے 2 خدام نے تھامے ہوتے ہیں اور پھر 2 قطاریں بنتی ہیں جو عموماً ریجنز وائز مرتب کی جاتی ہیں اور اجتماع کے تمام حاضرین الاماشاء اللہ کیا اطفال اور کیا خدام حصہ لیتے ہیں۔ یہ قافلہ بعض اوقات ایک سے ڈیڑھ کلومیٹر تک لمبا شہر کی سڑکوں پر نعرۂ ہائے تکبیر لگاتا۔ملک کے امن واستحکام کی دعائیں کرتا بینرز اور پرچم لہراتا شہر کے باسیوں کے لئے جاذب نظر بنا ہوتا ہے۔لوگ اپنے گھروں کی چھتوں اور دیواروں پر چڑھ کر اس کو دیکھتے اور اپنے گھروں اور دکانوں کے سامنے سے گزرتے کا استقبال کرتے اور احمدیہ زندہ باد کے نعرے لگا کر ہمیں داد دیتے اور خراج تحسین پیش کرتے ہیں۔

آج بھی انہیں مذکورہ تمام تیاریوں اور رونقوں سمیت بڑے منظّم طریق پر یہ مارچ پاسٹ ہوئی اور شہر کی انتظامیہ سے منظوری لے کر سنٹرسٹی کے تقریباً 8 کلومیٹر کے ایریا میں سڑکوں اور بازاروں سے گزرتے ہوئے اسلام اور حضرت محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق ومحبت نیز حب الوطنی کا خوب اظہار کیا گیا۔اس دلکش منظر کو بینن کے نیشنل T V اور میڈیا نے بھی خوب کوریج دی۔

یہ مارچ پاسٹ صبح 10:30 سے 1:00 بجے دوپہر تک جاری رہی اور اس کے بعد نماز ظہر وعصر اور کھانا ہوا اور پھر اجتماع کے بقیہ ورزشی مقابلہ جات شام تک ہوتے رہے۔

بین الاضلاع یہ ورزشی مقابلہ جات بھی خوب دلچسپ تھے۔ہر ضلع کے قائد ضلع اور مربی ضلع اپنی پوری تیاری کے ساتھ ٹیم لے کر گراؤنڈ میں اترتے، میچ شروع ہونے سے پہلے دعائیں کرواتے، فوٹوز ہوتے اور پھر خدام اپنی اپنی ٹیموں کی خوب حوصلہ افزائی کرتے دکھائی دیتے۔ہاف ٹائم میں دوبارہ سر جوڑ کر اگلے ہاف کے لئے پلاننگ ہوتی بہت اچھی لگتی تھی اور مقابلوں میں یہ نظارہ بہت دیدنی تھا کہ جب فٹ بال کے فائنل میں ادھر POBE ریجن کی ٹیم نے اپنے مبلغ سلسلہ مکرم انوار الحق صاحب کو اور دوسرے رسہ کشی کے فائنل میں COTONOU کی ٹیم نے اپنے مبلغ سلسلہ مکرم ناصر احمد محمود طاہر صاحب کو اپنے کندھوں پر اٹھا کر اپنی جیت اور مبلغین کے ساتھ محبت اور ان کی دلچسپی کا اظہار کیا اور ہارنے والی ٹیم کے حق میں نعرے لگائے بلکہ رسّہ کشی والے منظر کو تو نیشنل T V نے بھی کور کیا۔اور ان کے نمائندہ نے خاکسار سے اظہار کیا اور اپنے دفتر میں وہ ویڈیو بھی دکھائی اور کہا کہ میرے لئے یہ بڑی دلچسپ بات تھی جب یہ سفید آدمی ہمارے لوگوں میں خوب گھل مل کر میچ جیتنے کیلئے زور لگا رہا تھا اور پھر اس کی مقامی لوگوں میں اتنی محبت اور ہم آہنگی مجھے اور بھی حیران کرگئی جب سب نے مل کر اسے اٹھا لیا کہ یہ کس طرح ایک دوسرے کے ساتھ سچی محبت میں گندھے ہوئے ہیں۔واقعی اسلام احمدیہ زندہ باد۔

خدام الاحمدیہ کے ورزشی مقابلوں میں فٹ بال، رسہ کشی، دوڑ، بوری دوڑ اور مبلغین و معلمین نیز لوکل مشنریز کے ساتھ رسّہ کشی کے مقابلہ جات تھے۔

عوام کا جوش اور جھرمٹ باقی مقابلوں کی نسبت مقابلہ بوری دوڑ اور رسہ کشی مبلغین میں بہت بڑھ گیا تھا۔ بوری دوڑ میں اس وقت جب بینن کے صدر صاحب خدام الاحمدیہ مکرم لقمان بصیر یو صاحب خود میدان میں اترے اور بوری پہنی پھر ٹارگٹ مکمل کرنے تک دوستوں کی محبت اپنے صدر صاحب کے ساتھ اور نعرے۔اگرچہ وہ بازی تو نہ لے جا سکے مگر خدام کی خوب داد وصول کی۔اس طرح مربیان و معلمین کے مابین رسہ کشی میں تمام خدام اپنے اپنے مربی و معلم کی محبت میں مقابلہ کو خوب دلچسپ بناتے رہے۔

ان ورزشی مقابلوں کے بعد نماز مغرب وعشاء ہوئیں اور پھر کھانا پیش کیا گیا۔آج رات خدام الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ان کے مقابلہ جات میں بھی تلاوت قرآن پاک، حفظ قرآن کریم، دینی معلومات کے مقابلہ کے سوال و جواب بڑی سکرین لگا کر پروجیکٹ کئے جاتے۔Candidate، سوالات اور دیئے گئے جوابات نیز صحیح جواب کو بھی Project کیا جاتا رہا۔

اجتماع کا تیسرا اور آخری دن

اس کا آغاز بھی حسب روایت نماز تہجد وفجر اور درس سے ہوا۔جس کے بعد رسہ کشی اور فٹ بال کے نمائشی میچ بھی ہوئے۔آج کا خاص Event اختتامی تقریب سے قبل عطیہ خون تھا۔جس کے لئے گورنمنٹ بلڈ بنک کی ٹیم آئی اور نیشنل T V کی ٹیم نے بھی اس بات کو خوب کوریج دی کہ آج کی دنیا میں اس طرح منظّم ہو کر نوجوان قوم وملت کی ہمدردی میں غریب عوام کے لئے اکٹھے مل کر اپنے خون کی قربانیاں دے رہے ہیں۔ یہ Spirit اور جذبہ ان میں کسی اور نے نہیں بلکہ احمدیت نے پیدا کیا ہے۔ عطیہ خون کے بعد اور اختتامی تقریب سے پہلے خدام کی نیشنل مجلس عاملہ کے ممبران کے ساتھ صدر خدام نائیجیریا کی ایک نشست ہوئی۔

اختتامی تقریب

اس کا آغاز تلاوت قرآن سے ہوا جو مکرم آدے آدی عبدالرشید نے کی جس کے بعد نظم پڑھی گئی۔اس کے بعد صدر خدام الاحمدیہ نے رپورٹ پیش کی اور مختلف مما لک سے آئے ہوئے وفود کے نمائندگان نے اپنے اپنے مما لک کے صدران کے پیغام پہنچائے۔جس کے بعد نائیجیریا کے ایک خادم حافظ عبدالحفیظ صاحب نے خدام میں صنعت و تجارت اور روزگار تلاش کرنے کے حوالے سے مختلف Tips دیئے۔ان کی تقریر جوں جوں لمبی ہو رہی تھی لوگوں کی بیتابی تقسیم انعامات کے حوالے سے بڑھتی جارہی تھی۔ کیونکہ آج پتہ لگنا تھا کہ ٹرافی کس ریجن کو جاتی ہے اور علم انعامی کی سعادت کون پاتا ہے۔اور علمی ورزشی مقابلہ جات میں کون کون جیتتا ہے۔

ان کی تقریر کے بعد آج کی اختتامی تقریب کے مہمانِ خصوصی امیر جماعت بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب تھے۔انہوں نے اپنے اختتامی خطاب میں اجتماعات کے قیام کے مقاصد پر روشنی ڈالی اور اجتماع کے ذریعہ خدام میں فاستبقوا الخیرات کی روح پیدا کرنے، وسعتِ حوصلہ، برداشت اور اعلیٰ اخلاق نیز علمی معیار کو بلند کرنے کے ساتھ ساتھ نمازوں کی پابندی اور نوافل یعنی نمازِ تہجد کی ادائیگی کی اور خدمتِ خلق کی طرف توجہ دلائی جاتی ہے۔آپ نے کہا کہ ہمارے اجتماعات کا مقصد صرف کھیل کود نہیں ہوتا۔اس لئے مقابلوں کے دوران جن خدام نے باوجود میچ ہار جانے کے ان مقاصد کو حاصل کرنے کی کوشش کی ہے ان کو مبارک ہو وہ اس اجتماع میں شمولیت کے مقصد کو پانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ان کا سفر مبارک ٹھہرا ہے۔اسی طرح مقابلوں میں کامیابی حاصل کرنے والے بھی اگر ان مقاصد کے حصول کیلئے کوشاں رہے ہیں تو ان کو دوہری کامیابی ملی ہے۔آپ نے خدام الاحمدیہ کو اس پیغام کو عام کرنے کا کہا اور وہ جو امسال اجتماع میں شامل نہیں ہو سکے انہیں اگلے سال اجتماع پر لانے کی کوشش کرنے کو کہا۔

آپ نے منتظمین کو اچھے انتظامات کی مبارکباد دی جبکہ خامیوں اور کمزوریوں کی طرف توجہ دلائی کہ ہر ناظم کو اپنے شعبہ کے بارہ میں خود چیک کرنا چاہئے آیا کام ٹھیک ہو رہا ہے اور اس کے معاونین صحیح کام کر رہے ہیں۔اگر آپ چیک نہیں کریں گے تو معاونین بھی سستی کا شکار ہوں گے اور انتظامات میں مسائل ہوں گے۔اس تعلق میں آپ نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ بانی مجلس خدام الاحمدیہ کے ارشادات کے حوالے سے بھی نصائح کیں۔ آخر پر تقریب تقسیمِ انعامات ہوئی۔

ان مقابلہ جات کے انعامات کے اختتام پر علم انعامی کا اعلان کیا گیا۔ 14 ریجنز کی پوزیشن کو بالترتیب 14، 13، 12 بتانا شروع کیا یہی سب کو تجسس تھا بہرحال آخر پر امسال کے علم انعامی کے اہل ریجن کوتونو کے قائد ضلع مکرم آچیدے زکریا صاحب اور مبلغ سلسلہ مکرم ناصر احمد صاحب محمود طاہر کو بلا کر امسال کا علم انعامی انہیں دیا گیا جس پر پنڈال بالخصوص کوتونو ریجن اظہار تشکر پر نعرۂ ہائے تکبیر سے گونج اٹھا۔آخر پر مکرم امیر صاحب بینن نے اختتامی دعا کروائی اور نماز ظہر اور کھانے کے بعد اجتماع اختتام پذیر ہوا۔اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہمیں حضور انور کے تمام فرمودات پر عمل پیرا ہونے کی توفیق دے اور اجتماع کی برکات سے پوری طرح مستفیض ہونے والے ہوں۔ (آمین ثم آمین)

☆......☆......☆

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات ورسائل سے اہم ودلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

محترم انشاءاللہ خان صاحب اور محترم محمد شہزادہ خان صاحب

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 24 مئی 2011ء میں مکرم محمد شفیع خانصاحب کے قلم سے ایک مضمون شامل اشاعت ہے جس میں دو مخلص احمدیوں (محترم انشاءاللہ خانصاحب اور محترم محمد شہزادہ خان صاحب کا ذکرخیر کیا گیا ہے۔

مکرم محمد شفیع خان صاحب لکھتے ہیں کہ 1965ء میں میری تبدیلی کراچی سے لاہور ہوئی تو محترم انشاء اللہ خان صاحب سے میری پہلی ملاقات دہلی دروازہ کی مسجد میں ہوئی جو اُن دنوں جماعت احمدیہ لاہور کی مرکزی مسجد تھی۔ نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد ہم مسجد سے اکٹھے نکلے اور پیدل چلتے ہوئے میوہسپتال چوک تک آئے۔ وہاں سے اپنی اپنی راہ لی۔ راستہ میں انہوں نے اپنا تعارف کروایا اور اپنے دفتر آنے کی دعوت دی۔ وہ عمر میں پچاس کے لگ بھگ ہوں گے جبکہ مَیں ابھی خادم تھا۔ وہ چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تھے۔ اُس وقت لاہور میں دو یا تین چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ تھے جو کسی کو خاطر میں نہیں لاتے تھے۔ لیکن انشاءاللہ خانصاحب اپنے لباس اور طرز زندگی کے لحاظ سے نہایت سادہ مگر پُروقار اور منکسرالمزاج انسان تھے۔ اُن کی ذات کا عکس میری روح پر آج بھی نقش ہے۔

ایک روز انہوں نے مجھے کہا کہ تم مجھے کچھ ایسے بچے ڈھونڈ کر دو جنہیں مَیں قرآن شریف پڑھا دیا کروں۔ مَیں نے ان سے کہا کہ میں آپ کے گھر سے دو تین میل دُور سانده کلاں میں رہتا ہوں۔ کیا آپ کے پاس گاڑی ہے جس پر آپ اتنی دُور آسکیں گے؟ کہنے لگے گاڑی تو ہے لیکن مَیں پیدل جایا کروں گا تاکہ سیر بھی ہو جائے۔ کچھ دن بعد پھر انہوں نے مجھ سے مطالبہ دہرایا تو مَیں نے کہا ابھی تک کسی سے رابطہ نہیں ہؤا۔ میرا جواب سن کر وہ مجھ سے ناراض ہوگئے۔ پھر کئی روز بعد ملے تو بہت خوشی سے بتایا کہ مجھے بچے مل گئے ہیں۔ آپ صبح گھر سے تہجد ادا کر کے نکلتے اور پیدل چل کر بچوں کے گھر جاکر پہلے نماز فجر باجماعت ادا کرتے پھر بچوں کو قرآن کریم پڑھا کر پیدل واپس آتے۔ پھر دفتری اوقات کے بعد پیدل نکلتے اور قرآن کریم پڑھا کر مغرب تک واپس آجاتے۔ آپ نے ’یسرنا القرآن‘ منگوا کر بلامعاوضہ بچوں کو دیئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا یہ ارشاد سناتے کہ جو قرآن کریم کو دنیا میں عزت دیں گے وہ آسمان پر عزت پائیں گے۔

ایک روز میں ان کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک غریب شخص اُن کے پاس آیا۔ سخت گرمی کا موسم تھا۔ آپ نے پوچھا کیسے آئے ہو؟ وہ کہنے لگا اِدھر سے گزرتا تھا میں نے سوچا آپ کو سلام کرتا چلوں۔ آپ نے کھانے کے لئے پوچھا پھر چائے پینے کے لئے کہا لیکن وہ نہ مانا۔ وہ جانے لگا تو آپ نے پوچھا: تمہارے بیوی بچے تمہارے ساتھ رہتے ہیں؟ اس نے کہا جی ہاں۔ پوچھا: کیا تمہارے گھر میں پنکھا ہے؟ کہنے لگا: نہیں۔ اسی وقت اپنے ملازم کو پیسے دے کر اُس کے ساتھ بھیجا کہ اسے چھت کا پنکھا لے دو۔

آپ کا مکان تین منزلہ تھا۔ پہلی منزل پر مرکزِ نماز، دوسری منزل پر دفتر اور تیسری منزل پر رہائش تھی۔ پہلی منزل پر مہمان خانہ بھی تھا۔ مرکزی مہمانوں کا قیام وطعام اکثر آپ کے ہاں ہوتا۔ محترم عبداللہ اعجاز صاحب ریٹائرڈ ہوکر کام کی تلاش میں لاہور آئے تو آپ نے یہ کہہ کر اُنہیں مستقل ملازمت دیدی کہ آپ ہمیں نمازیں پڑھا دیا کریں، قرآن کریم اور کتب حضرت مسیح موعودؑ کا درس دے دیا کریں اور چونکہ آپ خلیفۂ وقت کی صحبت میں رہے ہیں اس لئے حضور سے جو کچھ آپ نے کسی موقعہ پر بھی سنا ہو وہ ہمیں بتا دیا کریں۔

محترم انشاءاللہ خان صاحب کی وفات کے بعد اُن کے ایک ملازم نے بتایا کہ ہم چھ لڑکے ایک بار آپ کے ہمراہ آڈٹ کرنے ملتان گئے۔ چار لڑکے احمدی تھے جبکہ دو غیرازجماعت۔ سب بہت خوش تھے کہ وہاں اچھا کھانا ملے گا۔ سیر کے لئے موٹر ہوگی وغیرہ۔ جب وہاں پہنچے تو ادارہ کے مالک نے کہا کہ سب کے لئے تھری سٹار ہوٹل کے کمرے بُک ہیں۔ اعلیٰ قسم کا کھانا اور موٹر گاڑی کی سہولت بھی مہیا ہوگی۔ لیکن انشاءاللہ خان صاحب نے کہا کہ ہمیں آپ اپنی مِل میں ہی ایک کمرہ دے دیں جس میں اگر چارپائیاں میسر ہوں تو ٹھیک ہے ورنہ زمین پر چٹائیاں ڈال دیں۔ ہم اپنے کھانے کا خود بندوبست کریں گے۔ پھر ہم اس ادارہ کے آڈٹ کے لئے وہاں ہفتہ بھر رہے۔ کمرہ میں صفیں بچھا کر پنجگانہ نماز باجماعت ادا کرتے۔ صبح کی نماز کے بعد درس کلام پاک ہوتا اور عصر کی نماز کے بعد کتب حضرت مسیح موعودؑ کا درس ہوتا۔ لیکن صرف احمدی لڑکوں کو ہی وہ اپنے ساتھ نماز باجماعت پڑھنے کے لئے کہا کرتے۔ قریبی تنور سے روٹیاں اور ساتھ میں کبھی دہی اور کبھی تندور پر پکا ہوا کھانا (سبزی یا دال) منگوا لیتے۔ جب سات یوم بعد آڈٹ ختم ہوا تو مِل مالکان نے کھانے کا بل دینے کے لئے بہت اصرار کیا۔ اس پر آپ نے جو بِل انہیں دیا وہ صرف -/265 روپے کا تھا۔ وہ حیرانی سے کہنے لگے کہ یہاں تو پہلے بھی آڈٹ کے لئے چارٹرڈ اکاؤنٹنٹ اپنی ٹیم کے ہمراہ آتے رہے ہیں، ان کی رہائش اور خوراک کا بل تو ہم ہزاروں میں ادا کرتے تھے پھر ان کو ہم تحفے بھی دیا کرتے تھے۔ محترم خانصاحب نے فرمایا کہ ہم نے آپ کا آڈٹ بغیر کسی رعایت کے کیا ہے۔ خامیوں کا ذکر اپنی آڈٹ رپورٹ میں کر دیا ہے۔ جب ہم اپنا مقررشدہ معاوضہ آپ سے وصول کرتے ہیں تو پھر اضافی مراعات کا یہی مطلب ہوسکتا ہے کہ ہم بددیانتی سے آپ کو فائدہ پہنچائیں جو کہ گناہ ہے۔ کیونکہ ایک قطرہ حرام سارے رزق کو ناپاک بنا دیتا ہے۔

خان صاحب نہایت متقی انسان تھے۔ ہر ضرورتمند کی کھلے دل سے مدد کرتے بلکہ قرآن شریف کے اُس حکم پر بھی عمل کرتے تھے کہ بعض لوگ شرم کی وجہ سے سوال نہیں کرتے لہٰذا تمہیں چاہئے کہ ان کے چہروں سے ان کی ضرورت کا اندازہ لگا کر ان کی مدد کرو۔

قرآن کریم سے عشق تھا اور رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی کامل اتباع اور محبت کا دم بھرتے رہے۔ حضرت مسیح موعودؑ اور خلیفۃالمسیح کے احکامات اور اطاعت میں ہردم مستعدی دکھاتے۔ جلسہ سالانہ پر عام مہمانوں کی طرح ٹھہرتے اور لنگرخانہ مسیح موعودؑ کا کھانا بطور برکت تناول فرماتے۔ آپ موصی تھے۔ 1977ء میں لاہور میں وفات پائی۔

....

مضمون نگار بیان کرتے ہیں کہ میرے والد محترم محمد شہزادہ خان صاحب مولوی فاضل حضرت خلیفۃالمسیح الاولؓ کے زمانہ میں قادیان آکر بیعت سے مشرّف ہوئے۔ پھر ساری زندگی مرکز میں گزاردی۔ آپ تقویٰ کے اعلیٰ مقام پر فائز تھے۔ چنانچہ قیام پاکستان کے وقت جب اکثر احمدیوں کی ملازمتیں ختم ہوگئیں اور بہت سے اپنی فصلیں چھوڑ کر ہجرت پر مجبور ہوئے۔ تو ایسے حالات میں جماعتی چندوں میں کمی یقینی امر تھا۔ جماعت نے اخراجات میں کمی کے لئے کارکنان میں کمی کرنے کا فیصلہ کیا۔ اس سلسلہ میں جامعہ احمدیہ سے جو استاد فارغ کردئے گئے ان میں آپ بھی تھے۔ آپ کی نہ تو کوئی زرعی زمین تھی نہ ہی کوئی اور ذریعہ معاش تھا اس لئے گھر میں فاقہ کشی نے ڈیرے ڈال دیئے۔ اسی سال جلسہ سالانہ پر یہ فیصلہ بھی کیا گیا کہ ڈیوٹی دینے والا کوئی کارکن یا ربوہ کا رہائشی لنگرخانہ سے کھانا نہیں کھائے گا۔ لنگرخانہ کا کھانا صرف مہمانوں کے لئے مخصوص ہوگا۔ یہ اعلان سن کر والد محترم نے ہم تینوں بھائیوں کو بلایا اور فرمایا کہ تم ڈیوٹی دینے جاؤ گے لیکن مرکز کے اس حکم کی نافرمانی نہ کرنا اور کھانا ہمیشہ گھر آکر کھانا۔

پھر جب مہمانوں کے لئے کھانا گھر لے جانے کی اجازت ہوگئی تو ہم بھی اپنے مہمانوں کے لئے لنگرخانہ سے کھانا لانے لگے۔ ایک روز والد صاحب نے دیکھا کہ رات کو جو کھانا آیا تھا اس میں سے دو روٹیاں بچی پڑی ہیں۔ آپ نے غصہ سے فرمایا یہ جماعت کے پیسے کا ضیاع ہے۔ دانہ دانہ تمہارے پاس جماعت کی امانت ہے جس کا جواب تمہیں دینا ہوگا۔ ہر احمدی جماعت کا امین ہے۔ آئندہ اگر روٹی کم پڑ جائے تو گھر میں پکا لو لیکن جماعت کے ایک دانہ کا ضیاع بھی تقویٰ کے منافی ہے۔

60ء کی دہائی میں میرے بھائی محمد رفیع خان صاحب نے میٹرک کے امتحان میں سکول میں پہلی یا دوسری پوزیشن حاصل کی تو حضرت مصلح موعودؓ نے ازراہ شفقت -/200 روپے والد صاحب کو بھجوائے کہ اس سے بچے کی تعلیمی ضروریات پوری کریں۔ والد صاحب نے رفیع خان کو بلایا اور خوشخبری دی کہ خلیفۂ وقت نے اس کی تعلیم کے لئے پیسے بھجوائے ہیں۔ وہ کہنے لگے کہ اگر آپ پہلے مجھے ان پیسوں سے سائیکل لے کر دیں اور اچھے کپڑے سلوا دیں تو تب میں آگے پڑھوں گا۔ والد صاحب نے فرمایا یہ پیسے کتب اور کاپیوں کے لئے ہیں تمہاری خوش پوشی کے لئے نہیں ہیں۔

پھر آپ بھائی کا مطالبہ سُن کر اتنے رنجیدہ ہوئے کہ مجھے ایک رقعہ لکھ کر دیا کہ جاؤ پرائیویٹ سیکرٹری صاحب کو یہ خط اور -/200 روپے ابھی واپس کر کے آؤ۔ رقعہ میں تحریر تھا: ’’حضور پُرنور! آپ کی شفقت اور غریب پروری کا بے حد شکریہ۔ مجھ ناچیز پر آپ کی اتنی زیادہ نظر کرم ہیں میں ان احسانوں کا بدلہ نہیں دے سکتا۔ میرے حق میں دعا فرماویں میرا بچہ مزید تعلیم حاصل کرنے کا خواہاں نہیں اس لئے بصد عجز و انکسار عطا کردہ رقم ارسال خدمت ہے۔

فقط احقرالعباد۔ محمد شہزادہ خان‘‘

محترم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی شہید

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 11 اپریل 2011ء میں مکرم ڈاکٹر امتیاز احمد صاحب نے مکرم ڈاکٹر عبدالمنان صدیقی صاحب کی یادیں بیان کرتے ہوئے لکھا ہے کہ اُن سے مجھے زندگی میں ایک دفعہ ہی ملنے کا موقع ملا جب ڈاکٹر صاحب 2008ء میں احمدیہ میڈیکل ایسوسی ایشن کی میٹنگ میں ربوہ تشریف لائے۔ یہ ملاقات گو چند لمحوں پہ محدود تھی مگر اس کی یاد آج بھی دل میں قائم ہے۔

محترم ڈاکٹر صدیقی صاحب کی شہادت کے چند ماہ بعد مرکز سے مجھے ہدایت ملی کہ میرپورخاص جاکر اُس خلا کو پُر کرنے کی کوشش کرنی ہے جو محترم ڈاکٹر صاحب کی شہادت سے پیدا ہوا ہے۔ چنانچہ خاکسار کو ڈیڑھ سال سے زیادہ عرصہ فضل عمر میڈیکل سنٹر میرپورخاص میں خدمت کا موقع ملا۔ اس دوران میری فیملی کا قیام بھی میرے ساتھ محترم ڈاکٹر صاحب کے مکان کے ایک حصّہ میں ہی رہا۔

شروع کے چند ماہ بہت سے مریض ہسپتال آتے جو ان کی یاد میں روتے۔ میرے لئے یہ ایک ناقابل یقین تجربہ تھا۔ اپنی 25 سالہ پریکٹس میں مَیں نے اتنے مریضوں کو کسی ڈاکٹر کی یاد میں روتے نہیں دیکھا تھا۔ یہ اس بات کی شہادت تھی کہ ڈاکٹر منان صاحب کا اپنے مریضوں سے نہایت ادب، اخلاص اور محبت کا رویہ تھا۔ ان میں اکثر غرباء مریض تھے جو باوجود فیس کی طاقت نہ رکھتے ہوئے بھی ان کے ہسپتال آتے اور مکمل علاج اور شفاء کے بعد رخصت ہوتے۔ اُن کی دریادلی کا یہ عالم تھا کہ مریض کے پاس اگر فیس کے پیسے نہ ہوتے تو اپنی جیب سے کچھ نہ کچھ دے کر اسے رخصت کرتے۔

ڈاکٹر عبدالمنان شہید کے کمرہ میں بیٹھ کر مجھے یہی احساس ہوتا تھا کہ وہ میرے ساتھ موجود ہیں۔ یہ احساس اُس تمام عرصہ جو میں نے اس ہسپتال میں گزارا، مجھے رہا۔ ان کے گھر کا وہ حصہ جو ہماری رہائش تھا وہ بھی برکتوں سے بھرا ہوا تھا۔ میرے تینوں بچے جو وقف نو کی تحریک میں شامل ہیں۔ انہوں نے بھی وہاں بہت اچھا وقت گزارا اور کئی سچے خواب دیکھے۔

مَیں صدق دل سے یہ کہہ سکتا ہوں کہ میرپورخاص شہر اور اس کے اردگرد رہنے والوں کو شائد کبھی بھی ایسا لائق اور حقیقی حکیم نہ مل سکے گا جو ڈاکٹر ہونے کے علاوہ ایک سچا مومن بندہ تھا۔

روزنامہ ’’الفضل‘‘ ربوہ 12 مارچ 2011ء میں مکرم مبشر احمد محمود صاحب کی سانحہ لاہور کے حوالہ سے کہی جانے والی ایک نظم شامل اشاعت ہے۔ اس نظم میں سے انتخاب پیش ہے:

مجھ سے سہمے ہوئے چہرے نہیں دیکھے جاتے
مجھ سے روتے ہوئے بچے نہیں دیکھے جاتے
خاک میں لپٹے حسیں، خون میں نہلائے جواں
ہوں تمہارے یا ہمارے نہیں دیکھے جاتے
تیرگی جن کے تعاقب میں پھرا کرتی ہے
ایسے بے نور اجالے نہیں دیکھے جاتے
دیکھا جاتا ہے میرے عہد میں قاتل کا نسب
ہاتھ پر خون کے دھبے نہیں دیکھے جاتے
تجھ سے اے قادر و عادل ہے فقط ایک طلب
اپنی دنیا کو بدل دے یا مرے دل کو بدل

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide
July 31, 2015 – August 06, 2015

Please Note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday July 31, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 77-85 with Urdu translation.
00:35 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 03.
01:00 Humanity First Conference: Recorded on January 24, 2015.
02:05 Spanish Service: Programme no, 10.
02:45 Pushto Muzakarah
03:45 Tarjamatul Quran Class: An in depth explanation of Quranic verses of Surah Al Baqarah, verses 24 - 30 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class No. 4. Recorded on August 4, 1994.
04:55 Liqa Ma'al Arab
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 86-94 with Urdu translation.
06:15 Dars-e-Hadith: The topic is 'noble conduct of Holy Prophet (saw) for his enemies'.
06:40 Yassarnal Qur'an: Lesson no. 04.
07:05 Waqf-e-Nau Ijtema Girls: Recorded on February 28, 2015.
07:55 Islam Between Freedom And Expression
08:20 Rahe Huda: Recorded on August 01, 2015.
09:50 Indonesian Service
10:55 Deeni-o-Fiqahi Masail
11:30 Live Transmission From Baitul Futuh
12:00 Live Friday Sermon
13:00 Live Transmission From Baitul Futuh
13:40 Tilawat: Surah Al-Imran, verses 16-27.
13:55 Dua-e-Mustaja'ab
14:15 Dars-e-Malfoozat
14:30 Live Shotter Shondane
16:30 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
17:40 Yassarnal Qur'an [R]
18:30 Waqf-e-Nau Ijtema Girls [R]
19:15 Dars-e-Malfoozat [R]
19:30 Snowshoeing [R]
20:00 Islam Between Freedom And Expression [R]
20:25 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:00 Friday Sermon [R]
22:20 Rahe Huda [R]

Saturday August 01, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat [R]
00:35 Yassarnal Qur'an [R]
01:00 Waqf-e-Nau Ijtema Girls [R]
01:45 Islam Between Freedom And Expression [R]
02:10 Friday Sermon [R]
03:15 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
03:55 Shotter Shondane [R]
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 95-102.
06:10 In His Own Words
06:40 Al-Tarteel: Lesson no. 48.
07:05 Jalsa Salana Qadian Address: Recorded on December 28, 2014.
08:15 International Jama'at News
09:00 Urdu Question And Answer Session: Recorded on May 20, 1995.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
12:15 Tilawat: Surah An-Nisa verses 61-75.
12:30 Al-Tarteel: Lesson no. 48.
13:00 Intekhab-e-Sukhan
13:30 In His Own Words [R]
14:00 Live Shotter Shondane
16:05 Live Rah-e-Huda
17:35 Al-Tarteel [R]
18:05 World News
18:25 Jalsa Salana Qadian Address [R]
19:30 Faith Matters: Programme no. 177.
20:30 International Jama'at News
21:00 Rahe Huda [R]
22:35 Story Time [R]
22:55 Friday Sermon [R]

Sunday August 02, 2015

00:10 World News
00:30 Tilawat [R]
00:50 Al-Tarteel [R]
01:20 Jalsa Salana Qadian Address [R]
02:30 Story Time [R]
02:50 Friday Sermon [R]
03:55 Shotter Shondane [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab: Session no. 112.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 103-111.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Baatain Kaein: Programme no. 01.
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 04.
06:55 Guslhan-e-Waqf-e-Nau Lajna: Recorded on October 12, 2014.
08:00 Faith Matters: Programme no. 177.
09:00 Question And Answer Session: Recorded on July 15, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Spanish translation of Friday sermon delivered on May 16, 2014.
12:10 Tilawat: Surah An-NIsa verses 76-87.
12:25 Yassarnal Qur'an [R]
12:50 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
14:00 Live Shotter Shondane
16:10 Seerat Sahabiyat-e-Rasool: An Urdu discussion about the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:00 Kids Time: Programme no. 35.
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
19:30 Live Beacon Of Truth
20:40 Pakistan In Perspective
21:15 The Meaning Of Life According To Islam
21:50 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
23:00 Question And Answer Session: Recorded on July 15, 1984.

Monday August 03, 2015

00:05 World News
00:25 Tilawat: Surah Al-An'aam, 103-111.
00:35 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein [R]
00:50 Yassarnal Qur'an [R]
01:15 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
02:20 Pakistan In Perspective [R]
02:50 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
03:55 Shotter Shondane [R]
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-120.
06:15 Dars-e-Malfoozat
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 40.
07:00 Peace Conference: Recorded on March 14, 2015.
08:00 International Jama'at News
08:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood
09:00 French Mulaqat: A studio sitting of French speaking friends with Khalifatul-Masih IV (ra) in French and English. Session no. 11. Recorded on November 17, 1997.
09:25 Medical Matters
10:00 Friday Sermon: Indonesian translation of Friday sermon delivered on April 10, 2015.
11:20 Jalsa Qadian Speech
12:00 Tilawat: Surah Al-Baqarah verses 191-197 and verses 198-204.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Al-Tarteel [R]
13:00 Friday Sermon: Recorded on October 16, 2009.
14:00 Bangla Shomprochar
15:05 Jalsa Qadian Speech [R]
15:35 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
16:00 Rah-e-Huda: Recorded on August 01, 2015.
17:30 Al-Tarteel [R]
18:00 World News
18:25 Peace Conference: Recorded on March 14, 2015.
19:30 Somali Service: Programme no. 02.
20:05 Husn-e-Biyan
20:35 Rah-e-Huda [R]
22:10 Friday Sermon [R]
23:20 Jalsa Qadian Speech [R]

Tuesday August 04, 2015

00:00 World News
00:20 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 112-120.
00:35 Dars-e-Malfoozat [R]
00:50 Al-Tarteel [R]
01:20 Peace Conference [R]
02:25 Kids Time [R]
02:55 Friday Sermon [R]
03:55 Seerat Hazrat Masih-e-Ma'ood [R]
04:30 Dars-e-Malfoozat [R]
04:15 Medical Matters [R]
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no 122.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 121-128.
06:15 Dars-e-Hadith
06:30 Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
06:55 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna: Recorded on October 12, 2014.
08:05 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 16.
08:30 Australian Service
09:00 Question And Answer Session: Recorded on July 15, 1984.
10:00 Indonesian Service
11:00 Friday Sermon: Sindhi translation of Friday sermon delivered on July 31, 2015.
12:05 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 97-110.
12:15 Dars-e-Hadith [R]
12:30 Yassarnal Quran [R]
13:00 Faith Matters: Programme no. 177.
14:00 Bangla Shomprochar
15:00 Spanish Service: Programme no. 01.
15:45 Aao Urdu Seekhain
16:05 In His Own Words: Programme no. 07.
16:45 Safar-e-Hajj
17:30 Yassarnal Qur'an [R]
18:00 World News
18:20 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
19:30 Friday Sermon: Arabic translation of Friday sermon delivered on July 31, 2015.
20:30 Aao Urdu Seekhain [R]
21:00 Australian Serivce [R]
21:30 Pakistan National Assembly
22:05 Faith Matters [R]
23:00 Question And Answer Session [R]

Wednesday August 05, 2015

00:00 World News
00:15 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 59-68.
00:25 In His Own Words [R]
00:55 Yassarnal Qur'an [R]
01:30 Gulshan-e-Waqf-e-Nau Lajna [R]
02:35 Aao Urdu Seekhain [R]
02:55 Story Time [R]
03:15 Noor-e-Mustafwi: A discussion about the different aspects of the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
03:30 Safar-e-Hajj [R]
04:15 Pakistan National Assembly [R]
04:55 Liqa Ma'al Arab: Session no. 123.
06:00 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 69-76.
06:15 Aao Husne Yaar Ki Batain Karain
06:30 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
07:00 Lajna Ijtema UK Address: Recorded on October 26, 2014.
08:45 Urdu Question And Answer Session: Rec. May 20, 1995.
10:05 Indonesian Service
11:10 Friday Sermon: Swahili translation of Friday sermon delivered on July 24, 2015.
12:15 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 25-35.
12:30 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein: Prog no. 12.
14:45 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
13:15 Friday Sermon: Recorded on October 09, 2009.
14:20 Bangla Shomprochar
15:25 Deeni-o-Fiqahi Masail
16:00 Kids Time: Programme no. 36.
16:30 Faith Matters: Programme no. 177.
17:20 Al-Tarteel: Lesson no. 47.
17:50 World News
18:10 Lajna Ijtema UK Address [R]
19:40 Horizons d'Islam: Programme no. 24.
20:40 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
21:50 Aao Husne Yaar Ki Baatain Karein [R]
21:40 Friday Sermon: Recorded on October 09, 2009.
23:10 Intikhab-e-Sukhan: Rec. May 30, 2015.

Thursday August 06, 2015

00:20 World News
00:40 Tilawat: Surah Al-An'aam, verses 69-76.
00:55 Al-Tarteel [R]
01:25 Lajna Ijtema UK Address [R]
03:00 Deeni-o-Fiqahi Masail [R]
03:50 Faith Matters [R]
04:50 Liqa Ma'al Arab
06:05 Tilawat: Surah Al-An'aam verses 138-144.
06:15 Dars-e-Malfoozat: The topic is 'the jihad against misleading customs'.
06:35 Yassarnal Quran: Lesson no. 05.
07:00 MTA Conference: Rec. March 22, 2015.
07:45 Beacon Of Truth: Rec. May 31, 2015.
09:00 Tarjamatul Qur'an Class: An in depth explanation of Quranic verses of Surah Al-Baqarah, verses 41-60 by Khalifatul-Masih IV (ra) in Urdu and Arabic. Class no. 06. Rec. August 11, 1994.
10:00 Indonesian Service
11:05 Japanese Service: Programme no. 20.
11:30 Aao Urdu Seekhain: Programme no. 16.
12:00 Tilawat: Surah An-Nisa, verses 128-137.
12:15 Dars-e-Malfoozat [R]
12:30 Yassarnal Qur'an [R]
12:55 Beacon Of Truth: Rec. May 31, 2015.
13:55 Friday Sermon: Recorded on July 31, 2015.
15:00 Aao Urdu Seekhain [R]
15:15 Tareekh Khilafat-e-Ahmadiyyat
15:50 Persian Service: Programme no. 31.
16:20 Tarjamatul Qur'an Class [R]
17:25 Yassarnal Quran [R]
17:45 Live Hiwar-al-Mubahsir
19:45 World News
20:05 Dars-e-Malfoozat [R]
20:40 Faith Matters: Programme no, 176.
21:50 Tarjamatul Qur'an Class [R]
23:00 Beacon Of Truth [R]

Please note MTA2 will be showing French service at 16:00 & German service at 17:00 (GMT).

Translations for Huzoor's Programmes are available.
Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587

Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 22 | Friday 31 July , 2015 | Issue No. 31

بینن (مغربی افریقہ) میں مجلس خدام الاحمدیہ کے 13 ویں سالانہ نیشنل اجتماع کا بابرکت اور کامیاب انعقاد

☆......کلام الامام امام الکلام کا خوبصورت اظہار☆......گزشتہ سال کی نسبت دوگنی حاضری

رپورٹ: ابوالحاشر ناصر احمد محمود طاہر مبلغ سلسلہ۔ بینن

حضرت خلیفة المسیح الثالث رحمہ اللہ ذیلی تنظیموں کے اجتماعات کی اہمیت بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

''یہاں کھیلوں کی باتیں بھی کرتے ہیں۔ ہم خدام کو کچھ ذہنی نشو ونما کیلئے بھی بتاتے ہیں۔ خدام کی روحانیت کو اور زیادہ بلند کرنے کیلئے ہماری کچھ تمنائیں ہوتی ہیں جن کا ہم یہاں اظہار کرتے ہیں۔ اور کچھ نیکی کی راہیں ہیں جن کی ہم نشاندہی کرتے ہیں ...... ہم تنظیمی کاموں کا جائزہ بالعموم اجتماعوں کے موقع پر لیتے ہیں مثلاً خدام الاحمدیہ کا اجتماع ہے اور خدام کے ساتھ اطفال الاحمدیہ کا اجتماع ہے۔ لجنہ اماء اللہ کا اجتماع ہے اور انصار اللہ کا اجتماع ہے جس میں جماعت کے چھوٹے اور بڑے، بچے اور بوڑھے، مرد اور عورت سب کو ان کی ذمہ داریاں یاد دلا کر آگے سے آگے بڑھنے کی تلقین کی جاتی ہے۔'' (اقتباس از اختتامی خطاب برموقع سالانہ اجتماع خدام الاحمدیہ پاکستان 1973ء)

اللہ تعالیٰ کے فضل سے مجلس خدام الاحمدیہ بینن کو اپنا تیرہواں سالانہ نیشنل اجتماع 10، 11، 12 اپریل 2015ء کو منعقد کرنے کی توفیق ملی۔ الحمدللہ علی ذالک

امسال یہ اجتماع بینن کے پولیٹیکل کیپیٹل شہر Porto Novo کی سو سال سے قائم یونیورسٹی LYCEE BEHANZIN کے وسیع احاطہ میں منعقد کیا گیا۔

اس یونیورسٹی کے ڈائریکٹر سے بات کر کے یہاں کے بڑے 3 ہال اور 2 کلاس رومز اور فٹ بال گراؤنڈ لئے گئے جن میں مختلف شعبہ جات نے اپنی اپنی ضروریات کے مطابق انتظامات کئے۔ بہرکیف بینن کے طول وعرض سے خدام و اطفال سے بھری ویگنیں اور بسیں وغیرہ مورخہ 9/اپریل کی شام سے ہی اجتماع گاہ پر آنی شروع ہوئیں اور امسال قافلوں کا جوش اس طرح تھا کہ عموماً بینن کی غریب عوام ٹرانسپورٹ کے اخراجات برداشت کرنے کی وجہ سے نیشنل جلسوں اور اجتماعات سے رہ جاتی ہے مگر گزشتہ سال ہمارے خدام الاحمدیہ کے اجتماع کی رپورٹ پر پیارے آقا نے فرمایا کہ اپنے اجتماع کی حاضری بھی بڑھائیں۔ حضور اقدس کا یہ فرمان مبلغین، انتظامیہ اور قائدین اضلاع کے دلوں کی دھڑکن بنا ہوا تھا کہ حضور کے فرمان کو ہر ممکن کوشش سے پورا کرنا ہے۔ اگرچہ یہ اجتماع گزشتہ سالانہ اجتماع سے 6 ماہ بعد ہی ہو رہا تھا مگر حضور کی دعا اور اللہ کے فضل سے قافلوں کا جوش نظر آنے لگا اور حاضری 801 تک پہنچ گئی جو گزشتہ سال سے تقریباً دگنی تھی۔ جمعہ والے دن نماز جمعہ سے قبل اکثر قافلے بفضلہٖ تعالیٰ پہنچ چکے تھے۔ ایک گہما گہمی کا عالم، چھ ماہ پہلے ملے ہوئے دوستوں کی چہک مہک اور پھر لنگر خانہ کی خوشبو نے اجتماع گاہ کے ماحول کو خوب معطر کر رکھا تھا۔ گزشتہ شام سے پہنچے ہوئے افراد نے تو نماز تہجد و فجر کی ادائیگی کے بعد سے ہی جمعہ کی تیاریاں کر رکھی تھیں اور آج صبح آنے والے ساتھ کے ساتھ جمعہ کے لئے تیار ہو رہے تھے۔ چنانچہ اسی اثناء میں 12:35 پر جمعہ کی پہلی اذان ہوئی اور تمام دوست اجتماع ہال میں اکٹھے ہونے شروع ہو گئے۔ بیرون ممالک سے صدر خدام الاحمدیہ نائیجیریا اپنے وفد کے ساتھ، نمائندہ خدام الاحمدیہ بورکینا فاسو، خدام الاحمدیہ نائیجر کا تین رکنی وفد اور آئیوری کوسٹ خدام الاحمدیہ کے دو ممبران بھی جمعہ کی ادائیگی سے قبل پہنچ چکے تھے۔ اس طرح اجتماع کے پروگراموں کا آغاز جمعة المبارک سے ہوا۔ آج کا خطبہ محترم امیر صاحب کے کہنے پر مبلغ سلسلہ مکرم ناصر احمد محمود صاحب طاہر نے دیا جس میں خدام کی روحانیت کو بلند کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تمناؤں اور سیرت کا بیان تھا۔

نماز جمعہ کی ادائیگی کے بعد کھانا اور پھر شام تک کے پروگراموں میں تقریب پرچم کشائی اور بین الاضلاع ورزشی مقابلہ جات تھے۔

آج کی تقریب پرچم کشائی کے لئے محترم جناب میئر پورتونووو (Porto Novo) کے مشیر خصوصی تشریف لائے تھے۔

اس تقریب میں محترم امیر صاحب بینن مکرم رانا فاروق احمد صاحب نے لوائے خدام الاحمدیہ دعاؤں اور نعروں کی گونج میں بلند کیا جبکہ نمائندہ میئر نے پرچم بینن لہرایا۔ امسال اس تقریب میں جہاں لوائے خدام الاحمدیہ خوب دعاؤں اور نعروں سے بلند ہوا تھا وہاں پرچم بینن کی بلندی کے ساتھ ساتھ محترم صدر صاحب خدام الاحمدیہ کے ساتھ تمام خدام و اطفال اور حاضرین نے بڑے ترنم سے بینن کا قومی ترانہ گایا اور پھر نعرے لگائے۔ اس بار یہ ایک جدید انداز خوب جدت اختیار کر گیا جس کو ہر ایک نے سراہا اور بالخصوص آجکل جبکہ بینن کی قومی اسمبلی کے انتخابات کی ہر آن ایک مہم چل رہی ہے اس ماحول میں نوجوانانِ بینن کا اپنے قومی ترانہ کا اور قومی پرچم کا بھرم ایک قومی ترقی کے لئے عزم مصمم نظر آ رہا تھا۔

پھر یہ دونوں پرچم اجتماع گاہ کے پاس نہیں بلکہ گراؤنڈ سائیڈ پر تھے جس میں ہر وقت مختلف ریجنز کے خدام اپنی اپنی باری پر حفاظت کے لئے کھڑے ہوتے۔ اور تینوں دن خدام کا پرچم کی حفاظت کا یہ نظارہ بھی قابل دید تھا کہ اپنی قوم کی نمائندگی میں 6 تا 8 چاق و چوبند نوجوان خدام ملک وقوم کی ترقی وحفاظت کے لئے علم بردار ہیں۔

پہلے دن شام تک ورزشی مقابلہ جات ہونے کے بعد نماز مغرب وعشاء ہوئیں اور پھر کھانا کھایا گیا۔ جس کے بعد رات کو مجلس اطفال الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات ہوئے۔ اطفال الاحمدیہ کے علمی مقابلہ جات میں تلاوت قرآن پاک، حفظ قرآن آخری 20 سورتیں، حفظ قصیدہ، دینی معلومات اور تقریر کے مقابلہ جات تھے۔

اجتماع کا دوسرا دن

دوسرے دن کا آغاز نماز تہجد، نماز فجر اور تربیتی درس سے ہوا جس کے بعد ناشتہ کیا گیا اور پھر مارچ پاسٹ کی تیاری ہونے لگی۔

خدام الاحمدیہ کی مارچ پاسٹ

یہ Event بھی گزشتہ پانچ سال سے اجتماع کی زینت بنا ہوا ہے جس کے لئے خوب تیاریاں ہوتی ہیں۔ خدام کوشش کرتے ہیں کہ یہ مارچ پاسٹ خدام الاحمدیہ یونیفارم یعنی سفید شرٹ، کالی پتلون اور ٹوپی پہن کر کی جائے۔ نیز مختلف قسم کے بینرز بھی اس کے لئے بنائے جاتے ہیں۔ 2 جھنڈے (ایک خدام الاحمدیہ کا اور ایک قومی

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں